اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً (حدیث نبویؐ)

عہدِ حاضر

اور

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

﴿خطبات رابع﴾

جانشین مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ

ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء، وصدر مسلم پرسنل لا بورڈ

جمع وترتیب: ——— محمد کاظم ندوی

تقدیم: ——— حضرت مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

سول ایجنٹ

مکتبہ ایوب، کاکوری، لکھنؤ-۲۲۷۱۰۷

Mobile No. 9307931034

www.abulhasanalinadwi.org

First Addition

JANUARY-2011

نام کتاب : عہد حاضر اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

(خطبات رابع)

کمپوزنگ : مسرور احمد ندوی، عبد القدوس ندوی

موبائل نمبر 8853532172

طباعت : شاذیہ آفسیٹ لکھنؤ

قیمت : Rs. 300/=

باهتمام

محمد عاصم

ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ البدر، کاکوری، لکھنؤ - ۲۲۷۱۰۷ ☆ ندوی بکڈپو، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ ☆ مکتبہ الفرقان، نظیر آباد، لکھنؤ

☆ احسان بکڈپو، ندوہ روڈ، لکھنؤ ☆ مکتبہ شباب، ندوہ روڈ، لکھنؤ

☆ دارین بکڈپو، ندوہ روڈ، لکھنؤ ☆ مجلس نشریات اسلام، کراچی، پاکستان

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

☆ پیغام .... حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۵

☆ لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا...... علامہ اقبال ۷

☆ اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام ...... حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ ۸

☆ عرض ناشر .... محمد عاصم ۱۱

☆ عرض مؤلف .... محمد کاظم ندوی ۱۳

☆ پیش لفظ .... حضرت مولانا واضح رشید ندوی ۱۹

☆ صاحبِ خطبات ایک نظر میں .... مؤلف ۲۵

☆ دینی غیرت اور دانشمندانہ حکمت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ۳۱

☆ اسلامی شریعت اور عائلی زندگی ۴۱

☆ آخرت کی فکر کیجئے! ۵۷

☆ مردم گری اور انسان سازی میں استاذ کی اہمیت ۷۱

☆ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۹۱

☆ دعوتِ دین ۱۱۳

☆ شکر کا دن ۱۲۱

☆ دین و شریعت کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا اہم فریضہ ۱۳۷

☆ دعوتی فرائض سے غفلت کے نتائج ۱۵۳

☆ اسلامی ادب، معاشرہ کی بہترین تشکیل کا ایک اہم ذریعہ ۱۶۳

☆ بزرگوں کی شفقت اور ان کا اعتماد بہت قیمتی چیز ہے ۱۷۳

☆ مدارس کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے ۱۸۳
☆ موجودہ عالمی حالات اور ہماری ذمہ داریاں ۱۹۱
☆ امت مسلمہ کی دو امتیازی خصوصیات (دعوت الی الحق اور شہادت علی الناس) ۲۱۳
☆ ایک صاحب بصیرت اور صاحب عزیمت سلطان ۲۳۵
☆ شریعت اسلامیہ کے تحفظ کی فکر خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے ۲۴۷
☆ دینی مدارس اسلام کے کارخانے اور دین کے پاور ہاؤس ہیں ۲۵۹
☆ مسلمانوں کے ملی تشخص اور شریعت اسلام کے تحفظ کے دو پہلو ۲۷۹
☆ مسلمانوں کی انسانی قدریں اپنے پروردگار کی تابع ۲۹۹
☆ اسلام انسان کی فلاح و بہبود کا مذہب ۳۱۱
☆ نئی نسل کے دل و دماغ میں اسلامی عقائد راسخ کیے جائیں ۳۲۹
☆ دنیا امتحان گاہ ہے ۳۴۳
☆ علم دین دراصل حقیقت نعمت ہے ۳۵۹
☆ نسل نو کے درمیان ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجیے! ۳۶۹
☆ نئی نسل کی تربیت میں ماں کا کردار ۳۸۷
☆ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ ایک مثالی شخصیت ۳۹۵
☆ اردو زبان وادب کے ارتقاء میں علماء کی خدمات ۴۰۹
☆ مدارس اسلامیہ کا انسانی کردار ۴۲۱
☆ اللہ چاہے گا تو مسلمان پھر ابھرے گا ۴۳۳
☆ شریعت کی حفاظت کا مقصد امت مسلمہ کا مشترکہ مقصد ہے ۴۴۳
☆ اسلام میں آزادی اور مساوات کا جامع تصور ۴۵۹
☆ سنتوں سے انحراف کرنے والے کا رسول اللہ سے کوئی تعلق نہیں ۴۸۹

پیغام

جانشین مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ

موجودہ عہد میں ملکوں اور علاقوں کے درمیان ربط و مواصلات کی سہولتیں بڑھ جانے سے انسانوں کے حالات اور مسائل بڑی حد تک یکساں ہوتے جارہے ہیں، اور مادی ترقی نے زندگی کے اعلیٰ اقدار کی طرف سے توجہ گھٹادی ہے اور انسان انسان سے مادی طور پر تو قریب ہوگیا ہے لیکن محبت، خیرخواہی، اور انسانی اقدار کے لحاظ سے ایک دوسرے سے دور ہوگیا ہے، ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و احکام کو ماننے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے قول وعمل سے اس صورت حال کو دور کرنے کی کوشش کریں، اور انسان کو اس کے خالق و مالک رب العالمین کی مرضیات کی تابعداری کی طرف متوجہ کریں، یہ ذمہ داری مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہوتی ہے، کیوں کہ وہ امت دعوت ہیں، ان کو خود بھی جادۂ حق پر گامزن ہونا ہے، اور دوسروں کو بھی صحیح راستہ دکھانا ہے۔

میں نے مختلف جلسوں اور موقعوں پر جہاں مجھ سے کچھ عرض کرنے کو کہا گیا، کچھ اس طرح کی باتیں کیں جو اخبارات ورسائل میں شائع ہوئیں۔

عزیز ومکرم مولوی محمد کاظم ندوی صاحب نے ان کو مختلف جگہوں سے لے کر مرتب کیا اور اس کو شائع کررہے ہیں، میں نہیں عرض کرسکتا کہ یہ کہاں تک مفید ہوگا لیکن چونکہ انہوں نے ایک اچھی نیت سے یہ کام کیا ہے تو میں ان کے جذبہ کی قدر کرتا ہوں اور دعا گو ہوں۔

محمد رابع ندوی

۲۹ / ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
مکاں فانی، مکیں فانی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے
حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے
تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے
جہانِ آب وگِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے
یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے
سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

﴿اقبالؔ﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ رسالت مآب اور شہ دوجہاں
پاک نام آپ کا لے یہ گندی زباں
ہے مجال اس کی کیا اور جرأت کہاں
اک خیال آگیا اور آنسو رواں

سیّدِ ولدِ آدمؑ وہ خیرُ الانام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

کیسا وہ جوہرِ فرد پیدا ہوا
سارے عالم میں پھیلی ہے اس کی ضیا
گنگنانے لگے ہیں یہ ارض وسماء
آگیا جانِ کون ومکاں آگیا

کہہ اٹھے یک زباں رات دن صبح وشام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

www.abulhasanalinadwi.org

آمنہ کا وہ پیارا وہ دُرِّ یتیم
بے کسوں کا سہارا وہ لطفِ عمیم
سب کی آنکھوں کا تارا وہ ذاتِ کریم
جان ودل ماہ پارا وہ خلقِ عظیم

جس کی ہر ہر ادا واجب الاحترام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

جس کی آمد سے بادِ نسیم آگئی
رحمتِ حق کی ہر سو گھٹا چھاگئی
چھاگئی اور پھر نور برساگئی
غم کی ماری تھی دنیا سکوں پاگئی

زندگی بھر پلایا محبت کا جام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

کارواں گُم تھا تاریک اور رات تھی
خوفناک ایک جنگل تھا برسات تھی
ساری دنیا تھی کیا بحر ظلمات تھی
بدحواسی تھی بگڑی ہوئی بات تھی

www.abulhasanalinadwi.org

آ گیا ظلمتِ شب میں ماہِ تمام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جس نے کندن بنایا مسِ خام کو
جس نے قرباں کیا حق پہ آرام کو
صبح سے جس نے بدلا ہر اک شام کو
سارے عالم میں پھیلایا اسلام کو

جس پہ نازل ہوا ہے خدا کا کلام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

معجزہ جس کا ادنیٰ تھا شق القمر
جس کی آمد جہاں میں نسیمِ سحر
اس کی آمد نہ ہوتی جہاں میں اگر
ٹھوکریں کھاتی انسانیت در بہ در

لیکے آیا محبت کا دلکش پیام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

﴿نتیجہ فکر------حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

علی میاں اکادمی ایک تصنیفی واشاعتی ادارہ ہے جس کے قیام اور تاسیس کا مقصد ہی ہند و بیرون ہند کے مقتدر مصنفین، مؤلفین، مترجمین اور اسکالروں کی مستند کتابوں کی نشر واشاعت ہے۔

علی میاں اکادمی نے اب تک چھوٹی بڑی متعدد کتابیں شائع کر کے اہل علم اور مطالعہ کے شائقین کو قیمتی، مفید اور کارآمد مواد فراہم کیا ہے۔

علی میاں اکادمی کے وسائل بہت محدود ہیں، اور اس کے خدام کا مطمح نظر بہت بلند ہے، بظاہر دونوں میں تضاد ہے پھر بھی خدام ادارہ اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس اور ناامید نہیں ہیں، وہ اس فکر میں ہیں کہ یہ ادارہ اپنے وسائل بڑھائے اور دین حنیف کی خدمت میں بہترین رول ادا کرے۔

علی میاں اکادمی اپنے اغراض ومقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنے محسنین وکرم فرماؤں کے حسن سلوک اور مدد و تعاون کا منتظر ہے۔

علی میاں اکادمی اس سے پہلے ''مقالات مفکر اسلامؒ'' حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے دو حصے اور ''محی

www.abulhasanalinadwi.org

السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق ؒ نقوش وتاثرات‘‘ شائع کر کے ملک اور بیرون ملک کے اہل علم اور احباب سے داد تحسین حاصل کر چکا ہے، قارئین کے خطوط اس پر شاہد ہیں۔

علی میاں اکادمی اس وقت آپ کی خدمت میں ’’عہد حاضر اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں‘‘ کے نام سے مخدوم گرامیٔ استاذ سامی حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی دام مجدہٗ کے خطبات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

امید ہے کہ سابقہ کتب کی طرح اہل علم اور علم دوست حضرات اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لے کر اس سے استفادہ کریں گے۔ اور صاحب خطبات نیز ادارہ کے خدام کو اپنی دعاؤں سے نواز کر ممنون کریں گے۔

اخیر میں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے حتی الوسع کتابت وطباعت اور صحت کے سلسلہ میں پوری توجہ سے کام لے کر کتاب کو ایک خاص معیار پر منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی انسان ہوں، خطا ونسیان سے خالی نہیں، اگر اس کتاب میں کوئی خامی نظر آئے تو اس خادم کو مطلع کریں گے۔ تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔ اور بس!

والسلام

محمد عاصم

علی میاں اکادمی، کاکوری، لکھنؤ

02.01.2011

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مولف

خداوندقدوس کا بے پایاں فضل وکرم اوراحسان عظیم ہے کہ اس خالقِ ارض وسماءاور مالکِ جزء وکل نے اس ناچیز قلم کارکو جس کواپنی بے بضاعتی اورکم مائیگی کاحددرجہ احساس ہے،اساتذالاساتذہ،گنجینہ علم وعرفاں، میر کارواں، سابق ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو اورسابق صدرآل انڈیامسلم پرسنل لابورڈ، مفکر اسلام حضرت مولانا ''سید ابوالحسن علی میاں ندوی'' رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کے گراں قدراور عالم اسلام میں بیداری اور دینی فضاء پیدا کرنے والے **''خطبات ومقالات''** کومرتب کرکے نیز معیاری کتابت،طباعت اوردیدہ زیب سرورق سے مزین کرکے قارئین اورعلم دوست ساتھیوں اور قدردانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت عطا کی،جس کے نتیجہ میں اب تک **''خطباتِ مفکرؒاسلام''** کی چھ جلدیں اور **''مقالاتِ مفکرؒاسلام''** کی دوجلدیں ہندوستان میں **''دارالقلم

ڈھاکہ'' اور ''**علی میاں اکادمی کاکوری لکھنؤ**'' سے اور پاکستان میں ''**مجلسِ نشریاتِ اسلام کراچی**'' سے چھپ کر قارئین اور علم وادب کے شائقین کے دلوں کی دھڑکن بنی ہوئی ہیں، اور جو خواص ہیں، وہ ان دونوں کتب کے متعدد حصوں کو ایک ''**اضافہ**'' قرار دے رہے ہیں، راقم الحروف کے پاس متعدد ایسے خطوط ہیں، جو اس پر دال ہیں، ان خطوط کو اس جگہ نہ نقل کرنے کی گنجائش ہے، اور نہ ہی اس کی کوئی حاجت وضرورت۔ اصل چیز اور مقصود تو یہ ہے کہ ''حضرت مفکرؒ اسلام'' کے ''خطبات ومقالات'' کا بنظر غائر اور دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کیا جائے، پہلے ان پر خود عمل کیا جائے، اور پھر عشق ومحبت کے اس دردمند کے طرز کلام، طرز بیان اور طرزِ گفتگو کو ان احباب کو سنایا جائے جو میدان راہ ورسم اور لکھنے پڑھنے سے واقف نہیں ہیں، ان کو بھی سنایا جائے جو زبان اردو وعربی سے بالکل نابلد ہیں، تاکہ داعیؒ پیام انسانیت کا پیغام ان تک بھی پہنچ سکے، اور سنانے والا ''الدال الی الخیر کفا علہ'' کا من وعن مصداق ہو کر آخرت کی سعادت حاصل کر سکے، دنیا تو چند روزہ ہے، کسی نہ کسی طرح کٹ جائے گی، اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی وکامرانی ہے، اللہ رب العزت سارے مسلمانوں کو آخرت کی کامیابی نصیب کرے۔

یہ چند باتیں تو طیہ اور تمہید کے طور پر لکھدی گئیں، جن سے اگلی باتوں کے تسلسل میں مجھے اور آپ کو بھی کچھ مدد مل جائے گی، نام ونمود، شہرت اور اپنی کارگزاری کا احساس دلانا اور ڈھنڈورا پیٹنا مقصود ومطلوب نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیان حسنِ طبیعت نہیں مجھے

اب اصل گذارشات اور حقیقی معروضات کی طرف رجوع کرتے ہوئے عرض ہے کہ سالِ نو جنوری ۲۰۱۱ء کے آغاز پر قارئین، ناظرین، علم دوست ساتھیوں اور احباب کی خدمت عالی میں "**خطبات ومقالاتِ مفکرؒ اسلام**" حضرت مولانا سید ابوالحسنؒ علی ندوی کے طرز پر کچھ جزوی اضافہ کے ساتھ ادیب عالی، حضرت سامی، امین ومعتمد اور دانائے رازہائے مفکر اسلام، استاذ گرامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی زید مجدہٗ ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے فیوض رساں "**خطبات**" کا ایک حسین وبیش بہا مجموعہ، ایک قیمتی تحفہ، اور ایک گراں قدر ہدیہ لیکر حاضر ہوا ہوں، امید کہ یہ تحفہ آپ حضرات کو یقیناً پسند آئے گا اور آپ اسے قبول فرما کر صاحب خطبات اور جامع خطبات کے لئے دعاؤں کی سوغات کا کچھ اہتمام بھی کریں گے۔

جانشینِ مفکرؒ اسلام استاذ گرامی حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی زید مجدہٗ کی ذات گرامی کل بھی اپنی تحریروں، تقریروں درس وتدریس تصنیف وتالیف اور حضرت مفکرؒ اسلام کی معیت، صحبت، قرابت اور خدمت کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں تھی، اور آج جب ان کے ناتواں کندھے پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی نظامت سے لے کر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی صدارت کا بارِ گراں آگیا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، بلکہ

؎ زبانِ خلق کو نقارۂ خدا کہیے

کے مطابق ان کی شہرتِ میں چار چاند لگ گئے ہیں، مگر حضرت کی نجی زندگی ان عہدوں کی طلسمات سے بالکل آزاد ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور فرق نہیں آیا ہے، اپنی نجی زندگی میں حضرت جیسے پہلے تھے ویسے آج بھی ہیں، وہی سادگی، وہی بے نیازی، وہی فروتنی وعاجزی، وہی ہمدردی کا جذبہ، وہی بے لوث خدمت گذاری کا حوصلہ، وہی ملنے جلنے کا انداز، وہی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا اظہار، اور وہی کام کرنے کا جوش وخروش جو پہلے تھا وہ اب بھی ہے۔

بات کچھ طویل ہوگئی، قصہ مختصر یہ کہ یہ کتاب "**خطباتِ رابع**" حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہ کمپیوٹر کی معیاری کتابت، عمدہ طباعت اور دیدہ زیب سرورق سے آراستہ وپیراستہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کی جارہی ہے خدا کرے یہ کتاب آپ کو پسند آئے، اگر ایسا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت سُگارت ہوئی، جہاں تک کتاب کے نفسِ مضمون کا تعلق ہے، اس کے متعلق کچھ کہنا ہی کیا، عیاں راچہ بیاں۔

شکر گذار ہوں اپنے مشفق ومحترم اور لائق صد احترام استاذ گرامی حضرت مولانا واضح رشید صاحب ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء اور نائب مدیر "**البعث الاسلامی**" کا جنہوں نے ایک خوبصورت ترین مقدمہ لکھ کر عنایت فرمایا، جو اس کتاب کی زینت اور رعنائی وجمال کا باعث ہے،

اسی طرح ان تمام حضرات کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح میرا ہاتھ بٹایا ہو۔ اللہ رب العزت ان سبھی حضرات کو جزائے خیر عطا کرے۔

علی میاں اکادمی کے کارکنوں کے لئے یہ خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ ان کی کاوش رنگ لائی، اور ان کے تعاون سے خوبصورت ترین کتاب منظرِ عام پر آکر عوام وخواص کے دلوں کی دھڑکن بنی، اللہ تعالیٰ اکادمی کے کارکنوں کو اس سے بہتر انداز میں کام کرنے کی توفیق وسعادت عطا کرے۔

اخیر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ خدایا! اس کتاب کو قبولیت کی دولت سے مالا مال فرما، اور ''صاحب خطبات'' نیز ''جامع ومرتب'' کی اس خدمت کو قبول فرما کر سب کے ساتھ اپنے رحم وکرم کا معاملہ فرما اور بس!۔۔۔وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

خادم علم وادب

محمد کاظم ندوی

استاذ دار العلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ۔

۷ جنوری ۲۰۱۱ء

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

کتاب ''عہد حاضر اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں''

حضرت مولانا واضح رشید ندوی دام مجدہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ بَعْد!

خطبات ادبی نثر کی اہم ترین اصناف میں ہے اور ذہن سازی کا اہم ذریعہ، خاص طور سے علم کے رواج سے پہلے خطیب ہی سب سے زیادہ مؤثر بلکہ تنہا ذریعہ تھا، مختلف زبانوں کی ادبی تاریخ میں خطبات (تقریروں) کے متعدد نمونے محفوظ ہیں، اسلام کے ابتدائی دور میں خطیب یعنی مقرر سب سے مؤثر ذریعہ تھا، تعلیم و تربیت اور ابلاغ کا، جاہلی دور میں شعراء کے ساتھ خطباء کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، لیکن اسلام کے ابتدائی دور میں صرف خطیب ہی اجتماعی ذہن سازی یا ابلاغ کا ذریعہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے کوہ صفا پر جو مؤثر خطاب فرمایا، وہ مختصر ترین خطاب تھا اور دعوت اسلامی کی ابتداء، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ [سورۃ الحجر: ۹۴] (پس جو حکم خدا کی طرف سے تم کو ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا ذرا خیال نہ کرو) ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ

www.abulhasanalinadwi.org

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [سورۃ الشعراء:۲۱۴-۲۱۵] (اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو اور جو مومن تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان سے بتواضع پیش آؤ) ﴿وَ قُلْ اِنِّیْ أَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ﴾ [سورۃ الحجر:۸۹] (اور کہہ دو کہ میں اعلانیہ ڈر سنانے والا ہوں) کا جب حکم ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب ترین تعلق رکھنے والوں کو یا صباحاہ کی ندا لگا کر جمع کیا اور ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر میں یہ بتا دوں کہ پہاڑ کے پیچھے جو میری نظر میں ہے دشمن حملہ کے لئے آرہا ہے تو میری بات مانو گے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، تم اس طرف دیکھ رہے ہو، ہم نہیں دیکھ رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا: تو سن لو: میں تم کو تمہاری دوسری زندگی میں جس کا علم مجھے خدا کی طرف سے دیا گیا ہے، سخت عذاب کے پیش آنے کے خطرہ سے آگاہ کرتا ہوں، اگر تم نے توحید اختیار نہیں کی۔''

ابتدائی دور میں خطبات مختصر اور موثر زبان میں ہوتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے خطبات مختصر اور وسیع معنی اور مضمون رکھنے والے ہیں، اسی لئے بعض خطب کو جوامع الکلم کہا گیا ہے، انہی خطبات میں وہ خطبہ ہے جس میں انصار کو ایک شکایت کے موقع پر خطاب کیا، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ لوگ رونے لگے، اور اتنا روئے کہ داڑھیاں ان کی آنسوؤں سے تر ہو گئیں، اور انہوں نے کہا کہ ہم بالکل راضی اور خوش ہیں کہ ہمارے حصہ میں اللہ کے رسول آئیں، اس طرح ہم زیادہ فائدہ میں ہوں گے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ انسانی منشور کی بنیاد ہے اور اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور ایک وصیت نامہ بھی۔

خلفائے راشدین کا معمول تھا کہ اہم موقعوں پر خطاب فرماتے، حضور

www.abulhasanalinadwi.org

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سحر کی تاثیر رکھتا ہے، اس میں کبار صحابہ کے تاثر کو سامنے رکھ کر حقیقت بیان کی گئی ہے، اور وہ کیفیت دور ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا: ''لوگو! اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اس کو معلوم ہو جائے کہ بلاشبہ ان کی وفات ہوگئی اور اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اطمینان رکھے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اس کے لئے موت نہیں، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَائِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا، وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف خدا کے پیغمبر ہیں، ان سے پہلے بہت سے پیغمبر گذر رے ہیں، بھلا اگر ان کی وفات ہو جائے یا شہید کر دیئے جائیں، تو تم الٹے پاؤں (یعنی مرتد ہو جاؤ) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور خدا شکر گذاروں کو بڑا ثواب دے گا) [سورۃ آل عمران: ۱۴۴]

جو لوگ اس موقع پر حاضر تھے، اور یہ منظر دیکھ رہے تھے، ان کا بیان ہے کہ ''خدا کی قسم جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت تلاوت کی تو ایسا محسوس ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے، اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کے منہ کی بات کہہ دی'' حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے جب ابوبکرؓ کو آیت تلاوت کرتے سنا تو حیرت زدہ ہو کر بے ساختہ زمین پر گر گیا، میرے پیروں کی طاقت ختم ہو چکی تھی، اس وقت گویا مجھے یہ علم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح متعدد خلفاء راشدین خاص طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات ادب عربی کی تاریخ میں محفوظ ہیں، خطابت کا سلسلہ عصر عباسی تک قائم رہا، اس کے بعد علم کے رواج اور منطق وفلسفہ سے اشتغال کی بنا پر رسائل اور کتابوں نے خطبات کی جگہ لی۔

سامراج کے عہد میں خطبات نے پھر اہمیت حاصل کی، سماج کو بیدار کرنے اور آزادی کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے خطبات کو استعمال کیا گیا۔

بلاد عربیہ کے ساتھ خود ہندوستان میں بڑے خطباء پیدا ہوئے اور شعلہ بیان مقرروں نے اپنا کمال دکھایا، جس سے جدوجہد آزادی میں قوت پیدا ہوئی۔

عوام کو ایک وقت میں متاثر کرنے کے لئے خطبات سب سے بڑا ذریعہ ہے، علمائے کرام نے اس سلسلہ کو ہمیشہ قائم رکھا، چاہے اس کی جگہ مسجد ہو یا جلسۂ عام ہو، خطبات ذہن سازی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

خطابت کسبی سے زیادہ وہبی ہے، یعنی اپنی محنت کو دخل اس میں کم ہوتا ہے، لیکن یہ صلاحیت تعلیم اور دعوت کے کام سے پیدا ہو جاتی ہے، دعوت کا کام کرنے والوں کو اس سے سابقہ پڑتا ہے، تو ان میں علم کی کمی کے باوجود خطابت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

تحریر بھی ذہن سازی کا ایک بڑا ذریعہ ہے، لیکن تحریر کا دائرہ الگ ہے، اور وہ انفرادی ہے، خطابت یعنی تقریر کا دائرہ الگ ہے، وہ وقت، حالات اور سننے والوں کی ذہنی کیفیت اور شعور کے مطابق ہوتا ہے۔ غیر تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کرنے کے لئے خطابت ہی واحد ذریعہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دعوت کا کام کرنے والوں نے ہمیشہ اس کو اختیار کیا، چاہے مواعظ کی شکل میں ہو یا خطابت کی شکل میں، دونوں کا انداز الگ، اسی طرح تعلیمی خطابت کا انداز بھی، اردو زبان میں متعدد خطباء کے خطبات محفوظ ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات مختلف موضوعات سے متعلق ہیں، وہ علمی، تعلیمی، تربیتی اور دعوتی، عوام سے تعلق رکھنے والے اور خواص سے تعلق رکھنے والے ہیں، مولانا کا ایک خاص اسلوب ہے، جس میں ادبیت، علمیت اور استدلال کے ساتھ جمال تعبیر کا عنصر پایا جاتا ہے، مولانا کے خطبات چاہے وہ پرسنل لا کے پلیٹ فارم سے ہوں یا دینی تعلیمی کونسل کے پلیٹ فارم سے، الگ الگ نوعیت کے ہیں، اور ان میں مخاطب کی رعایت کے ساتھ موضوع کی بھی رعایت ہے۔

ان دونوں قسموں کے خطبات جمع کیے گئے ہیں، جو ''تکبیر مسلسل'' اور ''جہد مسلسل'' کے نام سے معروف اور مشہور ہوئے، اس طرح کئی شخصیتوں کے خطبات جمع کیے گئے۔

حضرت مفکر اسلامؒ کے عمومی خطبات کو مولانا محمد کاظم ندوی صاحب نے جمع کر کے شائع کیا جو بہت مقبول ہوئے اور کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ مولانا محمد کاظم ندوی صاحب کو خطبات سے طبعی مناسبت ہے، اور خطابت کا سلیقہ پیدا کرنے کے لئے متعدد کتابیں بھی تحریر کی ہیں، جو مقبول ہوئیں۔ اور آج بھی مقبول خاص وعام ہے۔

اب انہوں نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے

www.abulhasanalinadwi.org

جانشین مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے خطبات کو جمع کیا ہے، جو پرسنل لا اور دینی تعلیمی کونسل اور دعوت و تعلیم سے متعلق ہیں، یہ مجموعہ جو ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، اب منظر عام پر آرہا ہے۔

زبان اور اسلوب میں زمانہ اور مخاطب کے ذہن کے اعتبار سے تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد بڑے خطیب تھے، لیکن ان کا اسلوب ان کے عصر کے اعتبار سے تھا، مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے خطبات کا انداز بالکل الگ ہے، اسی طرح متعدد خطباء کے خطبات، خطیب، موضوع، اور مخاطب کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، یہ دور ادبی سے زیادہ علمی ہے، اس لئے سہل اسلوب اور عام فہم اسلوب جو عوام و خواص دونوں کے لئے قابل فہم اور موثر ہو پسند کیا جاتا ہے۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے خطبات میں اس دور کی خصوصیات اور تقاضوں کی رعایت نمایاں طور پر محسوس کی جاتی ہے، وہ بہت عام فہم ہونے کے ساتھ علمی مواد سے معمور ہیں اور ان میں تنوع پایا جاتا ہے، امید ہے کہ خطبات کا یہ مجموعہ اسی طرح مقبول عام ہوگا جس طرح اس سے پہلے کے مجموعے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا محمد کاظم ندوی صاحب کی اس کوشش کو قبولیت بخشے اور اس سے دینی، علمی اور ادبی فائدہ پہنچے اور ان کو اس محنت اور کاوش پر اجر عطا فرمائے۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
ناظم تعلیمات واستاذ ادب عربی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ
۲۱ رمئی ۲۰۰۹ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبِ خطبات ایک نظر میں

☆ نام : سید محمد رابع حسنی ندوی

☆ ولدیت : سید رشید احمد حسنیؒ

☆ پیدائش : اکتوبر ۱۹۲۹ء مقام تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)

والدہ ماجدہ امۃ العزیزؒ صاحبہ ہمشیرہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ **تعلیم** :- مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی کی تعلیم مختلف اسلامی مدارس میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی مکتب رائے بریلی میں حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیمی سلسلہ رہا اور وہیں سے ۱۹۴۸ء میں فضیلت سے فراغت ہوئی۔ درمیان میں ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں ایک تعلیمی سال گزارا۔

☆ ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شعبۂ ادب عربی میں بحیثیت معاون استاذ تقرر ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

☆ ۱۹۵۰ء کے آخر سے ۱۹۵۱ء کے آخر تک میں ایک سال علمی استفادہ کی غرض سے حجاز مقدس میں گذارا۔ جس میں وہاں کے علماء، ادباء، علمی شخصیات اور وہاں کے کتب خانوں سے استفادہ کیا۔

☆ ۱۹۵۲ء میں ندوہ کے ادیب دوم (اسسٹنٹ پروفیسر) مقرر ہوئے۔

☆ ۱۹۵۵ء میں صدر شعبۂ ادب عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

☆ ۱۹۷۰ء میں عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ دارالعلوم ندوۃ العلماء مقرر ہوئے۔

☆ ۱۹۹۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا منصب اہتمام آپ کے سپرد ہوا۔ ۱۹۹۸ء میں نائب ناظم جناب مولانا معین اللہ صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خرابی صحت کی وجہ سے مہتمم کے ساتھ بحیثیت نائب ناظم کے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

☆ ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۹ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء کے انتقال کے بعد جنوری ۲۰۰۰ء میں ناظم ندوۃ العلماء کا عہدہ جلیلہ آپ کو تفویض ہوا۔

اختصاص

☆ عربی ادب وثقافت اسلامی

☆ قاضی القضاۃ حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمۃ

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر بنائے گئے۔ اور آپ آج بھی بحمد للہ اس عہدۂ جلیلہ پر فائض ہیں۔ اور اپنی مفوضہ خدمات کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

☆ ہند وبیرون ہند کے متعدد علمی وادبی، اسلامی اداروں اور تنظیموں سے تعلق اور اس کی نوعیت

(۱) ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو۔ (۲) صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

(۳) نائب صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی وصدر رابطۂ ادب اسلامی شعبہ بر صغیر وممالک شرقیہ۔

(۴) صدر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنو۔

(۵) صدر مجلس صحافت ونشریات، لکھنؤ۔

(۶) صدر دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش، لکھنؤ۔

(۷) صدر دارِ عرفات، رائے بریلی۔

(۸) رکن تاسیسی رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ۔

(۹) رکن دارالمصنفین اعظم گڑھ۔

(۱۰) ٹرسٹی آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز، آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ۔

(۱۱) سرپرست مولانا محمد ثانی حسنی میموریل سوسائٹی، رائے بریلی۔

www.abulhasanalinadwi.org

(۱۲) صدر مولانا عبدالباری سوسائٹی، لکھنؤ۔

(۱۳) رکن مولانا ابوالکلام آزاد اکیڈمی، لکھنؤ۔

(۱۴) سرپرست تحریک پیام انسانیت۔

(۱۵) سرپرست مولانا ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی، بھٹکل، کرناٹک

(۱۶) متعدد مدارس اسلامیہ کے مشیر تعلیمی و سرپرست

☆ صحافتی خدمات

(۱) بانی اور موجودہ سرپرست پندرہ روزہ عربی صحیفہ ''الرائد'' لکھنؤ۔

(۲) سرپرست اعلیٰ پندرہ روزہ اردو رسالہ تعمیر حیات، لکھنؤ۔

(۳) سرپرست سہ ماہی انگریزی مجلّہ ''دی فریگرنس آف ایسٹ (The Fragrance of East)

(۴) سرپرست ہندی ماہنامہ ''سچا راہی''۔

(۵) رکن مجلس ادارت ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ۔

☆ بیرونی اسفار

اکثر ممالک اسلامیہ عربیہ، نیز بلاد یورپ وامریکہ، مشرق بعید جاپان، ملیشیا، افریقہ میں مراکش، مصر، تونس، الجزائر اور جنوبی افریقہ کے سفر کئے۔ نیشنل اور انٹرنیشنل علمی وادبی سیمناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کی اور مقالے پیش کئے۔ جو مقامی و بیرونی اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

☆ تصنیفات وتالیفات

مطبوعہ عربی کتب

(۱)الأمة الاسلامية ومنجزاتها

(۲) مقالات فی التربية والمجتمع (۳) منثورات من أدب العرب

(۴) الأدب العربی بين عرض ونقد

(۵) تاريخ الأدب العربی (العصر الاسلامی)

(٦) الأدب الاسلامی وصلته بالحياة

(۷) الأدب الاسلامی فكرته ومنهاجه (۸) رسائل الأعلام

(۹) معلم الانشاء (تيسرا حصه) (۱۰) مختار الشعر (دوحصے)

(۱۱) واقع الثقافة الاسلامية (۱۲) التربية والمجتمع

(۱۳) بين التصوف والحياة (۱۴) أضواء على الأدب الاسلامی

(۱۵) فی وطن الامام البخاریؒ (۱٦) العالم الاسلامی اليوم

(۱۷) فی ظلال السيرة (۱۸) الفقه الاسلامی

مطبوعہ اردو کتب

(۱) دین وادب (۲) جغرافیہ جزیرۃ العرب

(۳) حج ومقامات حج (۴) مقامات مقدسہ

(۵) اسلامی شریعت ایک محکم قانون اور انسانی زندگی کی ضروریات

(٦) امت مسلمہ۔ رہبر اور مثالی امت

(۷) امت اسلامیہ اور اسکی ثقافت (۸) دو مہینے امریکہ میں

www.abulhasanalinadwi.org

(۹) مسلمان اور تعلیم (۱۰) سماج کی تعلیم وتربیت

(۱۱) سمرقند وبخارا کی بازیافت (۱۲) غبار کارواں

(۱۳) حالات حاضرہ (۱۴) نقوش سیرت

ان کے علاوہ سیکڑوں کی تعداد میں اردو عربی مقالات ومضامین۔

غیر مطبوعہ عربی کتب

(۱) العالم الاسلامی الیوم

(۲) روائع من الأدب الاسلامی القدیم

(۳) المسلمون والتربیة

(۴) موافقات ومفارقات فی المدنیة الغربیة

☆اعزاز وایوارڈس :

(۱) عربی زبان وادب کی خدمات کے سلسلے میں صدر جمہوریہ ایوارڈ۔ ۱۹۸۲ء۔

(۲) عربی ادب کے میدان میں نمایاں کارکردگی پر انڈین کونسل اتر پردیش کی طرف سے ایوارڈ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی غیرت اور دانشمندانہ حکمت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت

جانشین مفکر اسلامؒ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت گرامی جناب مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ کا وہ خطبہ صدارت جو انہوں نے ۱۲/ مارچ ۲۰۰۰ء کو پرتاپ گڑھ میں دینی تعلیمی کونسل کی علاقائی کانفرنس میں پیش کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں میں ان کے ملّی اور دینی معاملات کی فکر کرنے والے آدمی موجود ہیں، اور برابر مل رہے ہیں، ان کی رہنمائی میں کام انجام دیا جارہا ہے، یہ ہم سب کا فریضہ ہے، ہم سب کو اس میں پورا حصہ لینا چاہئے، تاکہ ہم ایک باعزت قوم اور صحیح و محفوظ دین کے ساتھ زندگی گذار سکیں، امید ہے کہ ہماری یہ کانفرنس اس سلسلہ میں مفید ثمرات کی حامل ہوگی، اور دینی تعلیمی کونسل کے کام اور پروگرام کو اس سے مدد ملے گی۔ واللہ ھوالمستعان۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی غیرت اور دانشمندانہ حکمت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت

الحمد للہ الذی وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

محترم حاضرین! یہ ملک جس میں ہم رہ رہے ہیں سیکولر دستور و نظام کا ملک ہے، جس کی رو سے ہر مذہب کے پیروکار کو اپنے عقیدہ و مذہب کے احکام کے مطابق عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے، اور عقیدہ و مذہب، ہر مذہب کے ماننے والوں کے لئے زندگی کی بنیادی ضرورت کا مقام رکھتا ہے، اس کی حیثیت انسان کی اخلاقی و انسانی زندگی کے لئے ایسی ہی ہے جیسی انسانی جسم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے، اگر ریڑھ کی ہڈی میں خرابی پیدا ہو جائے تو جسم کی

www.abulhasanalinadwi.org

حرکت وعمل مفلوج ہوسکتا ہے، تو اگر مسلمانوں کے دین وعقیدہ پر کوئی آنچ آتی ہے تو اس سے مسلمانوں کی اسلامی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا مسلمان کو مسلمان رہنے کے لئے اس بات کی پوری فکر کرنا ہوتی ہے کہ اس کے دین وعقیدہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور اس کو اپنے دین وعقیدہ پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ ہندوستانی دستور بھی اس کی پوری اجازت دیتا ہے، کیوں کہ ہندوستان مختلف ومتنوع مذہب کا ملک ہے، یہاں دین وعقیدہ کے لحاظ سے مختلف فرقوں کے اپنے اپنے طریقے اور اصول ہیں۔

ہندوستان کے اکثریتی فرقے کے مذہب میں ہر بڑی طاقتور، اور نفع وضرر پہنچانے والی چیز کو عموماً خدا کی خصوصیت کا مالک سمجھا جاتا ہے، چونکہ سورج، دریا، درخت، زمین، اور ماضی کی غیر معمولی خصوصیت واثر رکھنے والی متعدد شخصیتوں اور بعض خصوصی اہمیت رکھنے والے جانوروں کو بھی خدائی مقام کا مالک سمجھا گیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے یہاں صرف خدائے واحد ہی کی عبادت ہوسکتی ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ولائق عبادت نہیں، ساری کائنات اور ساری مخلوقات تنہا اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور وہی تنہا اس کو چلاتا ہے اسلام کا اسی پر دارومدار ہے، اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانوں میں اپنے رسول بھیجے جو انسانوں کو خدا کی پسند اور مرضی کا راستہ وطریقہ بتانے پر مامور کئے گئے۔ ان کی بات ماننے اور ان کے کہنے پر چلنے کا سب کو پابند بنایا گیا، ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوئے۔ اب قیامت تک انہیں کے بتائے ہوئے طریقہ

www.abulhasanalinadwi.org

پر عمل کرنا ضروری ہے، اور یہی دین حق ہے، اور مسلمان اسی کے پابند ہیں۔

اگر اس کے بجائے کسی اور کے طریقے پر عقیدہ رکھا گیا یا عبادت کی گئی تو پھر اس عبادت کرنے والوں کا تعلق اسلام سے ختم ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس نے خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شامل کر لیا، جو توحید کے منافی ہے، اور اسی کا نام شرک ہے، جس کے متعلق قرآن مجید میں صاف صاف آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، اس کے علاوہ باتوں میں جس کو چاہتا ہے، معاف کرتا ہے، لہٰذا مسلمان ہونے اور مسلمان باقی رہنے کے لئے اس بات کا اقرار کرایا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

اس سلسلہ میں معاملہ صرف عقیدہ کا ہی نہیں ہے بلکہ عمل کا بھی ہے، اور اس بات کی فکر خاص طور پر نوخیز بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں پیش آتی ہے کہ مسلمان بچہ کسی قوم کے ایسے اسکول میں داخلہ لیتا ہے جہاں کے منتظمین اکثریتی فرقے کے ہوتے ہیں اور وہ منتظمین سیکولر طریقے سے ہٹ کر اپنے مذہب کے عقیدہ کے مطابق کوئی عمل کرواتے ہیں تو مسلمان بچہ کے لئے کسی طرح وہ قابل قبول نہیں ہوسکتا ہے۔ ایسے کسی عمل میں غیر اللہ کے لئے بندگی اور عبادت کے الفاظ استعمال کرنا اور عبادت جیسا عمل کرنا جیسے کہ سرسوتی وندنا ہے یا زمین کے لئے بندگی کا اظہار ہے، مسلمان بچہ کے لئے اپنے مذہب اسلام سے باہر ہو جانے کے مرادف

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ پھر مزید یہ خطرہ ہے کہ بچہ اپنے خوردسال ذہن کی وجہ سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کرنا اچھی بات ہے۔ ایسا سمجھ لینے سے اس کا عقیدہ مشرکانہ ہوجاتا ہے اور وہ مسلمان نہیں رہتا ہے، اور یہ کسی مسلمان گھرانے یا خاندان کے لئے کتنے خسارہ اور افسوس کی بات ہے کہ اس کا بچہ مسلمان پیدا ہوا اور وہ توحید کے عقیدہ کے ساتھ پلا بڑھا ہو لیکن اسکول جا کر وہ شرک میں مبتلا ہو گیا ہو۔

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس ملک میں جس کے دستور نے ملک کے تمام اہل مذاہب کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور دوسرے مذہب میں مداخلت نہ کرنے کے اصول طے کردیئے ہیں۔ اکثریتی فرقے کے مذہب کے طور وطریق کو عائد کیا جائے۔ اور حکومتی اور قومی اسکولوں میں شرک کا طریقہ نافذ کیا جائے۔ دینی غیرت رکھنے والے تمام مسلمانوں کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کی فکر کریں اور اپنے بچوں کو اس خطرہ سے بچائیں۔

اس کے لئے دو طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہے، ایک تو یہ کہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ قومی وحکومتی اسکولوں کو تعلیم میں سیکولر طریقے پر کاربند ہونے کا بالادستی نہ دی جائے، اور اگر کوئی مذہبی عمل ہو تو طلبہ کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کم از کم ابتدائی تعلیم کے دوران متوازن مکتب یا اسکول قائم کئے جائیں جہاں مسلمان بچے اپنے اپنے عقیدہ وعمل کی تعلیم حاصل کریں، اور اپنے نوخیز دماغوں اور ذہنوں میں اپنے عقیدہ وعمل کو جاگزیں کرسکیں

www.abulhasanalinadwi.org

تاکہ وہ توحید وشرک اور ایمان وکفر کا فرق جان سکیں، اور اپنے مذہب کے مخالف اثرات سے اپنے کو بچا سکیں، یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ آج سے تقریباً چالیس سال قبل بستی کے ایک مسلم رہنما اور دانشور قاضی عدیل عباسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے انتظام کی کوشش کی اور دینی تعلیمی کونسل اور انجمن تعلیمات دین کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جس نے مذکورہ بالا دونوں محاذوں پر کام شروع کیا۔ اس ادارے کے آغاز سے ہی ادارے کی صدارت مولانا سید ابوالحسن حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی۔ اور قاضی عدیل صاحبؒ اس کے اصل روح رواں اور سکریٹری جنرل ہوئے۔ اس وقت سے مذکورہ دونوں محاذوں پر بڑا کام انجام دیا گیا۔ اس ادارے کے اہم ذمہ داران وکارکنان میں مولانا محمود الحسن عثمانی مرحوم ہمارے ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی اور وکیل ظفر احمد صاحب صدیقی مرحوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اس کے کارکنان کی الحمدللہ ایک ٹیم تیار ہوگئی جس نے مسلمان بچوں کی تعلیم کو غیر اسلامی مذاہب کی یلغار سے بچانے کے لئے دستوری اور جمہوری طریقے سے کام کیا جس کے اثر سے الحمدللہ بڑے خطرات سے حفاظت ہوگئی۔

کونسل کا یہ کام اضلاع کی سطح پر انجمن تعلیمات دین کے نام سے انجام دیا جاتا ہے، اور صوبہ کی سطح پر دینی تعلیمی کونسل انجام دیتی ہے۔ اس کے لئے جگہ جگہ وقتاً فوقتاً کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں اور مسلمانوں کو اس کام کی اہمیت اور اس کے نہ کرنے کی صورت میں درپیش خطرات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری یہ کانفرنس جو پرتاپ گڑھ میں ہو رہی ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے پرتاپ گڑھ کا ضلع دینی تعلیمی جدوجہد کے سلسلہ میں نمایاں ضلع رہا ہے بلکہ اس نے اپنے پڑوسی اضلاع کی بھی رہنمائی کی ہے اس میں آج کی کانفرنس کا یہ انعقاد اپنے صحیح مقام ومحل پر ہے۔ نیز اس وقت کے جو ملکی حالات ہیں اور دینی تعلیم کے لئے جو نئے خطرات پیدا ہو گئے ہیں ان کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ یہ کانفرنس ہو اور موجودہ حالات وخطرات کا جائزہ لیا جائے اور ان کے مطابق جدوجہد کا عزم کیا جائے۔

دینی تعلیمی کونسل کے گزشتہ تمام جلسوں کو اس کے صدر محترم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی سرپرستی حاصل ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو امت کے صلاح وفلاح کی جو فکر عطا کی تھی اور ان کو جو مقبولیت حاصل تھی اس سے ان اداروں کو جو ان کی سرپرستی میں تھے ایک خاص تقویت ملتی تھی، گزشتہ رمضان المبارک میں ان کی رحلت سے اس تقویت سے محرومی ہوئی اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور اپنی رضا اور اجر جزیل سے نوازے۔ کونسل کو اس کے بانی قاضی عدیل عباسی صاحبؒ کی سرپرستی سے محرومی کے بعد یہ دوسرے اہم سرپرست سے محرومی کا صدمہ ہوا ہے، لیکن یہ کام اللہ کی رضا وپسند کا ہے، یہ انشاء اللہ قائم اور جاری رہے گا۔ اس کو مخلص رہنما اور کارکن ابھی حاصل ہیں، اس کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی سے کونسل کو بڑی تقویت حاصل ہے، وہ دینی تعلیمی معاملات کو بہت سمجھتے ہیں اور اس کے لئے فکر

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہیں۔اوران کے معاونین میں ڈاکٹر مسعودالحسن عثمانی،حبیب اللہ اعظمی، اور پروفیسر انیس احمد صاحب علی گڑھ،اور دیگر مخلصین کی ایک جماعت ہے۔ان سب کی فکرمندی کونسل کو حاصل ہے۔خاص طور پر نئے حالات میں مزید جو مسائل پیدا ہوئے ہیں وہ بھی ان کے پیش نظر ہیں۔انشاء اللہ کونسل کا کام انجام پاتا رہے گا۔اس کو اضلاع کی انجمنوں کے چند ذمہ داروں کی کارکردگی سے تعاون ملتا ہے۔ان ذمہ داروں کو بھی اپنی کوششوں کو تیز کرنا چاہئے اور کام کو آگے بڑھانا چاہئے۔

ادھر ملک کو کچھ عرصہ سے ہندو فرقہ پرست ذمہ داران حکومت کے نئے عزائم کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے،اور بڑی فکر کی بات ہے کہ ابھی حال میں مقامات عبادت ومراکز تعلیم کے قیام وتوسیع کے سلسلہ میں دشواریاں اور پابندیاں عائد کرنے کا جو نظام قائم کیا جارہا ہے وہ بڑے خطرناک عزائم کا پتہ دیتا ہے،اب تک مسلمان بچوں کو دینی تعلیم میں شرکیہ عقائد واعمال کے خطرات کا سامنا تھا، اب سرے سے اسلامی عبادات اور دینی تعلیم کی بقاوحفاظت کے مسئلہ سے سابقہ پڑنے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے جس کیلئے دینی غیرت اور دانشمندانہ حکمت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرات! ہمارے مذہبی معاملات خود ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ان کی فکر خود ہم کو کرنا ہے خواہ مساجد کا معاملہ ہو یا دینی مدارس کا، ہمارے مذہبی معاملات بنیادی طور پر ان ہی سے متعلق ہیں،ان پر کسی طرح کی پابندی ملک

www.abulhasanalinadwi.org

کے دستور و جمہوریت کے اصول کے خلاف ہے اور ان پر پابندی ہمارے مذہب پر پابندی کے مرادف ہے۔ اور ہم اس کو کسی طرح قبول نہیں کرسکتے۔ لیکن مسلمانوں کو اس طویل تاریخ میں دین وملت کے بارے میں مشکلات بار بار پیش آئی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی سخت مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ اور الحمدللہ ان کے حل کے لئے آدمی پیدا ہوئے اور انہوں نے ان مشکلات کو حل کیا، مشکلات خود ایسے آدمی تیار کردیتے ہیں جو ان پر قابو پاسکیں۔ عربی کا محاورہ ہے "الشدائد تصنع الرجال" کہ مشکلات آدمی بناتے ہیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں میں ان کے ملّی اور دینی معاملات کی فکر کرنے والے آدمی موجود ہیں، اور برابر مل رہے ہیں، ان کی رہنمائی میں کام انجام دیا جارہا ہے، یہ ہم سب کا فریضہ ہے، ہم سب کو اس میں پورا حصہ لینا چاہئے، تاکہ ہم ایک باعزت قوم اور صحیح ومحفوظ دین کے ساتھ زندگی گذار سکیں، امید ہے کہ ہماری یہ کانفرنس اس سلسلہ میں مفید ثمرات کی حامل ہوگی، اور دینی تعلیمی کونسل کے کام اور پروگرام کو اس سے مدد ملے گی۔ واللہ ھو المستعان وعلیہ التکلان، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور قبول فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی شریعت اور عائلی زندگی!

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دام مجدہٗ کا وہ کلیدی خطبہ جو ۷/اپریل ۲۰۰۰ء کو دہلی میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ایک اہم جلسہ میں پیش کیا گیا، جس میں مرد وعورت کے مابین ان کی مشترک زندگی کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور شریعت کی روشنی میں خواتین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں دعوتِ فکر وعمل دی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہاں تک تعداد ازدواج کا تعلق ہے، تو اس کی اجازت بھی شریعت اسلامی نے جنسی انار کی اور آزادانہ مردوزن کا تعلق جس سے عائلی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے، روکنے اور عائلی نظام کو منضبط رکھنے کے لئے دی ہے، تعدادِ ازدواج کا اسلامی قانون ایسی خرابی کو روکتا ہے، اور عائلی زندگی کو شائستہ بناتا ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی شریعت اور عائلی زندگی

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد واله وصحبه اجمعين.

محترم حضرات وخواتین اسلام!

مسلم پرسنل لاء بورڈ کے تعاون سے طلب کردہ یہ مذاکرۂ علمی اس بات کا مناسب موقع ہے، کہ اس میں خواتین اسلام کی طرف سے اٹھائے جانے والے مسائل کو زیر غور لایا جائے اور ہماری غیر اسلامی زندگی نے جو خرابیاں پیدا کردی ہیں، اور موجودہ تمدنی وسماجی تغیرات نے جو سوالات اٹھائے ہیں، ان کے سلسلہ میں شریعت اسلامی کیا حل پیش کرتی ہے ان کو معلوم کیا جائے اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے، ہم اس ملک میں جو برصغیر کے دیگر پڑوسی ممالک کی طرح سماجی زندگی کے ملتے جلتے حالات رکھنے والا ملک ہے یہاں کی آبادی متعدد ومتفرق مذہبی لسانی اور ثقافتی اکائیوں پر مشتمل ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ سمندر پار

www.abulhasanalinadwi.org

کی سامراجی طاقت نے اپنے دو سو سالہ دورِ اقتدار میں زندگی کے لئے بعض ایسے مسائل بھی کھڑے کر دیئے ہیں جن کے تحت ذہنی سماجی اور تمدنی دائروں میں پیدا ہونے والے سوالات نے بعض ذہنوں پر اثر ڈالا ہے، وہ اثر سماجی و تمدنی زندگی کے بعض پہلوؤں میں شریعت اسلامی کے دیئے ہوئے طریقہ کار اور بنائے ہوئے طرزِ عمل سے دور کرنے والا ہے، ہم کو ان پہلوؤں کے متعلق اٹھائے جانے والے سوالات کا شریعت اسلامی کی ہدایات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لینا اور قابل حل معاملات کا حل پیش کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک ہی درخت کی دو شاخوں کی حیثیت سے کی ہے، اور اہمیت و عزت کے لحاظ سے دونوں کو یکساں مقام دیا ہے لیکن اس کے ساتھ جسمانی ساخت اور اپنی مخصوص ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لحاظ سے ان دونوں کے مابین جو فرق ہے اس کی بھی رعایت رکھی ہے پھر انتظامی دائرے میں دونوں کے منصبوں کی ترتیب بھی قائم کی ہے، جن کا لحاظ کرنا دونوں کے مشترک میدانِ کار میں ضروری فریضہ ہے، یہ مشترک میدان بڑی حد تک عائلی زندگی کا ہے اور فرق ان میں انتظامی اور دونوں میں ترتیب سینئر اور جونیئر کی ہے، جس کو دوسرے لفظوں میں بڑا اور چھوٹا کہا جا سکتا ہے۔ اس ترتیب میں دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی تحقیر اور دوسرے کی غیر منصفانہ تعظیم نہیں ہے جس طرح بڑے بھائی کے مقابلہ میں چھوٹے بھائی کو چھوٹا بھائی قرار دینا اس کی تحقیر نہیں کی جاتی۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید نے دونوں کے مابین فرق کے حوالے سے وجہ بیان کی ہے کہ بما فضل الله بعضكم على بعض وبما انفقوا : کیوں کہ اللہ نے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زائد حیثیت عطا کی ہے اور اس لئے بھی کہ خرچ کا بوجھ مردوں نے اٹھایا ہے۔ اسی طرح عائلی زندگی میں انتظامی وکفالتی بنیاد پر ایک کو بڑا اور دوسروں کو چھوٹا ماننا بے انصافی نہیں قرار دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ مرد کو جسمانی لحاظ سے زیادہ قوی اور عائلی اخراجات کا بوجھ اٹھانے کی بنا پر سینئر (بڑا) اور دوسرے کو جونیئر (چھوٹا) ہی ماننا واقعہ کے مطابق ہے اور یہ ترتیب ہماری تمدنی وسماجی زندگی کے متعدد پہلوؤں میں بھی لائی جاتی ہے کہ گروپ کے متعدد ارکان میں ایک کو ذمہ داری کی بناء پر بڑا قرار دینا ہوتا ہے۔

مرد وعورت کے درمیان جسمانی اور مزاجی لحاظ سے جو فرق ہے اس کے ضمن میں یہ بات بھی سامنے لانے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچہ کی پیدائش کے وقت سے کئی سال بعد تک اس کی ہمہ وقت نگداشت کے لئے عورت کو بحیثیت ماں کے زیادہ فعال جذبۂ رحم ورعایت عطا کیا ہے، جس کا بدل محض عقلی سوجھ بوجھ نہیں ہوسکتی اور وہ بچہ کی پرورش کے لئے ماں کی والہانہ فکر کی جگہ نہیں لے سکتی۔ بچہ کی نگہداشت اور فکر جیسے کام کے لئے جذبۂ نرمی وہمدردی کا فطری اور جبلی ہونا ضروری ہے اور وہ بھی اس سطح پر جس کی ضرورت بچہ کی پرورش اور نگہداشت کے لئے مطلوب ہے، مرد میں یہ جذبہ کم اور سرسری ملے گا، اسی فرق کو اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے درمیان رکھا ہے اس فرق کی تعبیر اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ مرد

www.abulhasanalinadwi.org

میں غیر جذباتی انداز اختیار کرنے کی صلاحیت زیادہ رکھی گئی ہے۔ جبکہ عورت میں جذبۂ شفقت ورعایت کا مزاج زیادہ رکھا گیا ہے، اسی طرح رحم وشفقت ورعایت کا یہ مزاج ایسے معاملات میں جن میں خالص عاقلانہ اور غیر جذباتی انداز کی ضرورت ہوتی ہے، کمتر مفید اور کم کامیاب ہوتا ہے اسی کی بناء پر شہادت کے موقع پر ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ ایک عورت کی شہادت میں غیر جذباتی ہونے کی جو کمی ہے وہ دوسری عورت کی شرکت سے پوری ہو جائے۔

حضرات وخواتین ملت! مرد وعورت کے مابین مشترکہ زندگی کے بعض پہلوؤں میں شریعت اسلامی نے جو فرق رکھا ہے ان مذکورہ بالا امور کو سامنے رکھتے ہوئے ہی دیکھنا چاہئے، ان امور سے ہٹ کر جو معاملہ کیا جاتا ہے اور اس کے جو نتائج ہوتے ہیں وہ دراصل ہم خود انسانوں کی کوتاہی یا خودغرضی اور زیادتی کی وجہ سے ہوتے ہیں، اس کو درست کرنے کے لئے ہم کو ان کا جائزہ بھی لینا ہوگا۔ اور ان کی اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔

دراصل ہماری عائلی زندگی میں جو متعدد خرابیاں اور زیادتیاں پائی جاتی ہیں انکا تعلق عموماً شریعت اسلامی کی تعلیمات سے روگردانی سے ہے، ان کا جائزہ لینے پر یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ ایک طرف تو شریعت اسلامی کی روایات کو نظرانداز کر دینے کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، دوسری طرف وہ غیر اسلامی سماجوں کی نقل سے پیدا ہوئی ہیں، اور ان کو اسلامی شریعت سے منسوب

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے کا کام غیر مسلم پروپیگنڈے اور یورپ کی طرف سے عورت کی بے محابا آزادی کی دعوت نے انجام دیا ہے، اسلامی شریعت نے تو عورت کے ساتھ بڑی رعایت اور حفاظت کا انتظام کیا ہے، لڑکی کی پیدائش پر زیادہ خوش ہونے اور زیادہ فائدہ سمجھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور لڑکی کی پرورش پر ماں باپ کو زیادہ اجر کی امید دلائی گئی ہے، پھر شادی کا وقت آنے پر ازدواجی تقریب کے تمام اخراجات شریعت نے شوہر کے ذمہ رکھے ہیں، بیوی پر اس سلسلہ میں کوئی اخراجات نہیں رکھے ہیں، تقریب کے اخراجات کے علاوہ مہر کے نام سے ایک وقیع نذرانہ ادا کرنے کی پابندی بھی مرد کے ذمہ رکھی ہے، جس کی رو سے معتد بہ رقم مرد کی طرف سے اپنی بیوی کو شادی کے موقع سے دینا ہوتی ہے، اچھا تو یہ ہے کہ وہ فوراً دی جائے، بصورت دشواری تاخیر سے دینے کا قطعی وعدہ کرنا ضروری ہوتا ہے، اور اس کو ایسا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کی ادائیگی کی نیت اور وعدہ نہ ہو تو نکاح کا عمل بھی صحیح نہیں قرار پاتا اور فطری بات ہے کہ جب مرد ازدواجی تقریب کے اخراجات مع مہر کی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری پوری کرے گا تو اس کا یہ ازدواجی تعلق قیمتی اور مضبوط ہوگا اور وہ اسکو بے تکلف یا عاجلانہ طلاق کے ذریعہ ختم نہیں کرسکتا وہ دس مرتبہ سوچے گا کہ طلاق دینے میں اس کا کس قدر نقصان ہے جب کہ طلاق دینے کے بعد نئے رشتہ ازدواج کے لئے اس کو دوبارہ اتنے ہی اخراجات کا بار اٹھانا ہے۔

لہٰذا شریعت پر صحیح عمل کرنے میں عاجلانہ طریقہ سے طلاق دینے کا عمل

www.abulhasanalinadwi.org

آسان نہیں رہ جاتا۔ نتیجۃً طلاق کا عمل بہت ہی کم اور انتہائی مجبوری کے موقعوں پر ہی وجود میں آئیگا۔ اور مجبوری کے حالات میں طلاق دینے کی گنجائش ہونا انسان کی اہم ضرورت ہے کیوں کہ زوجین کے مابین اگر نا قابل برداشت صورت پیدا ہو جائے تو اگر قاعدہ سے علیٰحدگی نہیں کی جاتی تو بے قاعدہ اور دوسرے کی جان لے کے یہ علیٰحدگی وجود میں آئیگی۔ اور بیوی کا معاملہ یہ ہے کہ طلاق ہو جانے پر اس کی ذمہ داری اس کے ماں باپ پر پھر لوٹ آتی ہے۔ ماں باپ نہ ہوں تو اس کے قریب ترین اعزہ پر عائد ہوتی ہے۔

اسلامی شریعت میں بیوی کی تمام انسانی ضروریات کو پورا کرنا تنہا اس کے شوہر کے ذمہ رکھا گیا ہے۔ بیوی کے ذمہ اس سلسلہ کے کوئی اخراجات نہیں ہیں، اور بیوی کی جو ذاتی آمدنی ہوتی ہے یا وہ جو کچھ میکے سے لائی ہوتی ہے، وہ سب تنہا اس کی ملکیت ہوتی ہے اس پر اس کے شوہر کا کوئی حق نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ بیوی اپنے شوہر کو اس میں سے کچھ ہدیہ کر دے، عورت پر اپنے اخراجات کے سلسلہ میں پیدائش سے لے کر انتقال تک خود اسکی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی، شادی سے قبل اس کی پوری کفالت اس کے ماں باپ کے ذمہ اور شادی کے بعد اس کے شوہر کے ذمہ ہوتی ہے اس کے لئے عورت کو کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ شادی کے بعد وہ اس کے عوض میں اپنے شوہر کے آرام اور پسند کا خیال رکھنے کی پابند ہوتی ہے، شوہر کے مفادات کا لحاظ رکھنے کی بھی اس پر ذمہ داری ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ ازدواجی تعلق قائم کرنے کے وقت

www.abulhasanalinadwi.org

ہی سے دونوں ایک دوسرے کے مفادات کا لحاظ رکھنے کی ذمہ داری تسلیم کر چکے ہوتے ہیں، مذکورہ بالا شکل میں شکایت اگر ہو تو مرد کو ہو سکتی ہے کہ گویا سارا بار اس پر ہے کہ سب اس کو کرنا ہے اور اگر عورت کی کفالت کرنے والا اتفاقاً کوئی نہ رہ جائے مثلاً والدین میں سے کوئی نہ ہو اور شوہر سے بھی اس کا انقطاع ہو گیا ہو تو اس کی فکر اسلامی حکومت کے ذمہ ہے پھر خود عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے لئے تقریباً وہ تمام کام کر سکتی ہے جو شرعی لحاظ سے جائز اور محتاط حدود میں رہتے ہوئے کئے جا سکتے ہوں۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے ایسے سب کام وہ شوہر کی کفالت حاصل ہونے کی صورت میں بھی کر سکتی ہے لیکن اس کو اپنے شوہر کی موافقت کے بعد کرنا ہوگا۔ شریعت کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی ہے بشرطیکہ اس سے بچوں کی پرورش اور عائلی ضرورتوں کو پورا کرنے میں خلل واقع نہ ہو۔

مزید یہ کہ بیرونی دائرہ میں کسی کام کو اختیار کرنے میں حیا سوز کام اور خلاف شریعت طریقہ اختیار کرنا منع ہے خواہ یہ صورت شادی سے قبل ہو یا شادی کے بعد۔ اسلامی تاریخ بلکہ عہدِ اول میں اس کی خاصی مثالیں ہیں کہ عورت نے جائز حدود میں رہتے ہوئے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں کام کئے اور مختلف خدمات انجام دی ہیں اور اس کو برا نہیں سمجھا گیا۔

شریعت اسلامی میں طلاق کو مجبوری کا عمل قرار دیا گیا ہے اور اس کے لئے احتیاط کا طریقہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اس کو شوہر بیوی کے مابین ناقابلِ

www.abulhasanalinadwi.org

اصلاح ناچاقی کی صورت میں ایک حل قرار دیا گیا ہے۔ اولاً دونوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بدرجہ مجبوری دونوں کے مابین علیٰحدگی کی یہ شکل رکھی گئی ہے کہ پہلے دونوں کے خاندانوں میں سے ایک ایک شخص مل کر اصلاح حال کی کوشش کریں، کامیابی نہ ہو تو پھر بہتر یہ ہے کہ بتدریج ایک ایک ماہ کر کے ایک ایک طلاق دی جائے۔ لیکن حالات اگر فوری علیٰحدگی کے متقاضی ہو تو ایک ہی مرتبہ میں تینوں طلاقیں دی جاسکتی ہیں یہ مرد کے لئے ہے اور عورت کو ضرورت ہو تو وہ قاضی کے توسط سے علیٰحدگی کرواسکتی ہے۔

مذکورہ بالا طریقہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلامی شریعت نے عورت کو پورا حق اور باعزت مقام عطا کیا ہے۔ اس نے اس کو زندگی کے بیشتر پہلوؤں میں جو مساویانہ درجہ دیا ہے اس کی مثال دوسرے مذاہب میں بھی نہیں ملتی، حتیٰ کہ موجودہ ترقی یافتہ تمدنوں میں امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں عورت کی آزادی اور مساویانہ درجہ کے جو دعوے کئے جاتے ہیں اور جس پروپیگنڈے سے بعض مسلمان خواتین کو اسلامی شریعت کے دیئے ہوئے حقوق کم معلوم ہوتے ہیں، اگر انکا جائزہ لیا جائے تو عجیب وغریب انکشافات سامنے آتے ہیں وہاں زندگی کے چھوٹے چھوٹے اور خادمانہ کاموں میں زیادہ تر عورت کو لگایا جاتا ہے، اور اس کی کم عمری میں ہی آزادی کے بہانے اس کو سنہرا خواب دکھا کر اس کا ظالمانہ استحصال کیا جاتا ہے پھر شادی ہو جانے پر بکثرت واقعات شوہر کی طرف سے بیوی کو پیٹنے اور ظلم کرنے کے سامنے آتے ہیں، اس میں امریکہ، فرانس، اور

www.abulhasanalinadwi.org

دیگر ممالک کے واقعات بڑھے ہوئے ہیں، ان ہی واقعات کے ضمن میں عورت کی طرف سے بھی انتقامی جذبہ کے متعدد واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، کہ اس نے شوہر سے ناراض ہوکر خاص ملاقات کے اوقات میں شوہر کوقتل کر دیا، شوہر کی طرف سے بیوی کے مصارف برداشت کرنا تو اس تمدن کی زندگی میں کم سے کمتر ہوگیا ہے چنانچہ شوہر کی طرح بیوی کو بھی مصارف کے حصول کے لئے الگ سے کام کرنا ضروری ہوتا ہے، مزید یہ بات بھی ہے کہ ایک کی دوسرے کے ساتھ محبانہ وابستگی بھی تقریباً ختم ہوگئی ہے، دونوں اپنی اپنی دلچسپی کے لئے اپنے اپنے دوست بنالیتے ہیں، اس میں دوسرا دخل نہیں دیتا پھر دونوں رضاء رغبت سے کسی سے بھی جوڑ کرلیں اس کو قانون بھی نہیں منع کرتا، اس کی وجہ سے عام طور پر وہاں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور صورت حال ناقابل برداشت ہونے پر سوائے طلاق کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ سے وہاں طلاق کا تناسب مشرق کے مقابلہ میں زیادہ اور مسلمانوں کے معاشرہ کے مقابلہ میں تو بہت ہی زیادہ ہے، ہمارے مشرقی معاشرے میں اس کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

اور جہاں تک تعدد ازدواج کا تعلق ہے تو اس کی اجازت بھی شریعت اسلامی نے جنسی انارکی اور آزادانہ مردوزن کا تعلق جس سے عائلی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے روکنے اور عائلی نظام کو منضبط رکھنے کے لئے دی ہے، تعدد ازدواج کا اسلامی قانون ایسی خرابی کو روکتا اور عائلی زندگی کو شائستہ بناتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام پر تعدد ازدواج کے نام سے اعتراض کیا جاتا ہے جب کہ جائزہ بتاتا ہے کہ تعدد ازدواج غیر مسلم معاشروں میں مسلم معاشرہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

اور رہا غیر قانونی تعدد ازدواج تو وہ ہے غیر مسلم معاشرہ میں خاص طور پر امریکہ ویورپ میں بہت عام ہے، وہاں شاید ہی کوئی مرد ہو جو اپنی بیوی کے علاوہ متعدد خواتین سے فائدہ نہ اٹھاتا ہو، وہاں ناجائز جنسی عمل کو، اگر دونوں فریق رضامند ہوں، تو بالکل جائز سمجھا جاتا ہے، اور اگر اس کو قانونی حدود میں لاکر اختیار کیا جائے تو تعدد ازدواج کے عنوان سے وہ جرم قرار پاتا ہے۔ دراصل ان متمدن ملکوں میں جو آزادیِ نسواں کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں اور مساوات مرد وزن کے بڑے دعویدار ہیں عورتوں کا جو استحصال ہے اور ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی جو مقدار ہے وہ ان کے دعوی کو سراسر دھوکہ ثابت کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں امریکہ کو لے لیجئے جو عورت کی آزادی اور مساوات کا سب سے بڑا داعی ہے، وہاں زندگی کے چھوٹے کاموں کے لئے عورت کو مخصوص کرلیا گیا ہے، ہوٹلوں میں خدمت ہو، دفتروں کی معمولی کلرکی ہو، افسروں کی معاونت ہو، حتی کہ جوتوں میں پالش لگانے اور ٹیکسیوں کی ڈرائیوری اور طرح طرح کے محنت کے کام عورتوں سے لئے جاتے ہیں، اور بلند اور معزز مناصب میں باوجودیکہ عورتوں کو بھی تعلیمی لحاظ سے پورا امتیاز حاصل ہوتا ہے، بہت کم موقع دیا جاتا ہے، وہاں گذشتہ صدی کی ساتویں دہائی کے ایک جائزہ سے جو اعداد وشمار

www.abulhasanalinadwi.org

ملے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

ملک کے ۲۲۹ کلیدی مناصب میں صرف ۳۰ منصب عورتوں کو حاصل ہوئے، یعنی صرف ۱۳ فیصد۔

اور غیر قانونی تعدد ازدواج کا فائدہ اٹھانے والوں کے سلسلہ میں حسب ذیل وجاہت پائی گئی، امریکی معاشرہ ایک کھلا معاشرہ ہے، صرف ۱۰ر فیصد عصمت دری کے واقعات درج کرائے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

اوسطاً ہر سال ایک لاکھ تیس ہزار عورتوں کی عصمت دری کی جاتی ہے۔

آبادی کے ۲۶ ر فیصد مرد اور ۵۰ ر فیصد عورتیں شادی کے بعد بھی ۴۰ سال کی عمر تک دوسروں کے ساتھ جنسی عمل میں مصروف رہتے ہیں، رسالہ ٹائم ۱۷ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کے جائزہ کے مطابق ۲۰ ر فیصد امریکی شادی شدہ مرد ایک فیصد دیگر عورت سے، ۲۱ ر فیصد دو سے چار تک سے، ۲۳ ر فیصد پانچ سے دس تک سے، سولہ فیصد گیارہ سے بیس تک سے، ستائیس فیصد اکیس سے زیادہ عورتوں سے جنسی تعلقات رکھتے ہیں، اسکے بعد بھی اسلام کا تعدد ازدواج بدنام ہے، جس میں شرائط اور تعداد کی حد بندی کے ساتھ اجازت دی گئی ہے۔

اگر کسی کی بیوی بیوی کی حیثیت سے مرد کی ضرورت کے لائق نہیں رہی تو وہ اگر قانونی بندھن کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے گا جس میں وہ شریفانہ اور معقول پابندیوں سے گھرا ہوگا تو پھر عصمت دری یا مغربی نظریہ کے مطابق برضاء ورغبت جہاں اور جو چاہے کا کرے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مغربی روشن خیال معاشرہ میں آزادی اور عورتوں کے حقوق کے نام پر جو خاندانی ابتری اور بربادی کے واقعات بڑی تعداد میں سامنے آرہے ہیں ان سے ان کو بھی سبق لینا ہے۔

مذکورہ بالا صورت حال آج کی متمدن دنیا کی عائلی اور اخلاقی زندگی کے متعلق شائع ہونے والے جائزوں سے سامنے آئی ہے، اس کے مقابلہ میں اسلام نے مرد وعورت دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا جو ذمہ دار بنایا ہے، اور پیچیدہ حالات کا جو حل پیش کیا ہے، وہ ایک دوسرے کے لحاظ اور آپس میں محبت پر مشتمل ہے، جس کو خود مسلمانوں کے اپنے بگڑے ہوئے، سماج کی خرابیوں اور مغرب کی آزادی، اور مساوات کے غیر فطری نعروں کی اثر نے ایک حد تک خراب بھی کیا ہے ہم کو اولاً انکی درستگی کی فکر کرنا چاہئے، اور اس کے بعد اگر کسی معاملہ میں کوئی نا استواری محسوس ہو تو اس کو واقفینِ شریعت سے انکی واقفیت کے دائرہ میں حل کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے اس سیمینار میں عورت و مرد کے حقوق اور عائلی زندگی کے معاملات میں محسوس کی جانے والی کمزوریوں اور زیادتیوں کے بارے میں جو معاشرہ کی کوتاہیوں کی بنا پر ہوتی ہے اولاً اسلام کی ہدایات اور اس کی دی ہوئی رعایتوں کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرنا چاہئے اور انکے ازالہ کی تدابیر جو ہو سکتی ہوں انکو زیر غور لانا چاہئے، ان تدابیر میں ایک اہم تدبیر اصلاح معاشرہ کی بھر پور کوشش ہے کہ اولاً شریعت اسلامی کی ہدایات پر عمل ہو، اور مسلمان عوام کو شریعت کی رہنمائی اور اجازتوں سے روشناش کرانے کی کوشش ہو جو کہ

افسوس ہے کہ روشن خیال طبقہ کی بے توجہی اور جاہلی طبقہ کی جہالت کی وجہ سے نظرانداز ہورہی ہے، تیسرے اسلام مخالف طبقات کی طرف سے اسلامی شریعت کی شبیہہ بگاڑنے کی جو کوششیں ہورہی ہیں انکا پردہ فاش کرنے کی کوشش ہو، تاکہ اسلامی شریعت کے بارے میں غلط فہمی دور ہو۔

اسکے بعد عہدِ جدید کے تقاضوں سے کوئی نئی بات جو شریعت اسلامی کی تشریحات میں تاحال نہیں مل رہی ہو شریعت اسلامی کے ماہرین کے ذریعہ حاصل کی جائیں اور اس بات کو پوری طرح پیش نظر رکھا جائے کہ مسلمان کے مسلمان ہونے کی یہ شرط ہے کہ قرآن وحدیث سے اگر کوئی حکم ثابت ہے تو خواہ اپنی پسند اور مرضی کے خلاف ہو ماننا لازمی ہے، مسائل کا حل اس کو مانتے ہوئے کرنا ہوگا۔

بہر حال امید ہے کہ ہمارا یہ سیمینار واقعی غور کے قابل پہلوؤں کو زیر غور لائے گا، اور اس طرح ایک بہت اچھے طرز عمل کا آغاز ہوگا۔

اور اس سلسلہ میں ہماری محترم خواتین کی حق شناشی، معاملہ فہمی اور اصلاحِ حال کا ماحول پیدا کرنے میں معاون بن سکے گی۔

اس سلسلہ میں ہمارے علماء اور مصلحین امت کی ذمہ داری کچھ زیادہ ہے، کیونکہ ان کو شریعت کا علم زیادہ ہے بہر حال ہم سب مل کر توجہ دیں، انشاء اللہ اچھے نتائج پیدا ہوسکتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخرت کی فکر کیجئے!

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی وہ پُر اثر تقریر جو انہوں نے ۲۲؍نومبر ۲۰۰۰ء کورسول پور آنٹ (اسہی اعظم پور) ضلع ہردوئی کے جلسۂ اصلاح معاشرہ میں فرمائی، یہ تقریر اصلاح حال اور فکرِ آخرت کے سلسلہ میں بڑی اہم ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقلمند آدمی کا کام یہی ہے کہ جو اس کو خطرہ بتایا جائے تو اس سے بچنے کی کوشش کرے۔ اگر اسکو کسی مضرت کی اطلاع دی جائے۔ تو اس مضرت سے بچنے کی کوشش کرے، یہ سمجھداری کی بات ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سمجھدار لوگ ہیں وہی باتوں کو سمجھتے ہیں اور جو بیوقوف ہیں، اور آنکھ بند کئے ہوئے ہیں، اور بیوقوفی میں جو چاہ رہے ہیں کر رہے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ کیا بھلا ہے کیا بُرا ہے، تو وہ پریشان ہوں گے، اس لئے بھائیو! آخرت کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخرت کی فکر کیجئے!

الحمد لله کفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ

بزرگو اور دینی بھائیو!

دین کی باتیں کرنا اور اس کے احکام دوسروں کو بتانا، اور اس کے اختیار کرنے پر ان کو آمادہ کرنا یقیناً یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ الدال علی الخیر کفاعلهٗ جو اچھی بات بتاتا ہے تو کرنے والے کی طرح اس کو بھی اجر ملتا ہے، یعنی اگر کسی کے سمجھانے بجھانے سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اس کے نماز پڑھنے کا ثواب نمازی کو ملے گا لیکن اسی کے ساتھ جس نے اس کو نماز پر آمادہ کیا ہے اس کو بھی ملے گا، جس طرح کچھ لوگ نیکی کی بات بتاتے ہیں، بُرائی سے روکتے ہیں، اچھی باتوں کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں، ان کو اللہ کی طرف سے وہی اجر ملتا ہے اور وہ بڑھتا چلا جاتا ہے، جیسے جیسے اس کی نصیحت پر عمل کرنے والوں کو اجر ملتا ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

برابر یہ اجر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

بھائیو! اصل زندگی اور اصل فائدہ آخرت کا فائدہ ہے کوئی آدمی کسی دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کی پہلے سے تیاری کرتا ہے اور وہاں کیلئے زادِ راہ اپنے ساتھ رکھتا ہے، امریکہ میں آپ کو کوئی کام ہے، کوئی ضرورت ہے جو آپ وہاں جاکر پوری کریں گے۔ تو آپ پوچھیں گے کہ بھائی امریکہ میں رہنے کی کیا صورت ہے، اور وہاں کس طرح ضروریات پوری کی جاتی ہیں، اور وہاں ہماری ضروریات کا سامان ملتا ہے یا نہیں؟ اور کیا چیز ہم کو یہاں سے لے جانا چاہیئے، جس سے وہاں کام چلائیں، اور اگر ہم نہ لے جائیں گے تو وہاں تکلیف ہوگی، مثلاً ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں گرمی نہیں ہوتی، سردی کے موسم میں وہاں سردی نہیں ہوتی، وہاں معتدل موسم ہوتا ہے، جیسے بمبئی میں معتدل موسم ہوتا ہے اسی طرح مدراس اور دوسرے علاقوں میں معتدل موسم ہوتا ہے، سردیوں میں سردی نہیں ہوتی، اب مدراس والے بغیر سوچے سمجھے دہلی یا لکھنؤ سردیوں کے موسم میں آجاتے ہیں جہاں سخت سردی ہو رہی ہے، لیکن ان کے یہاں تو سردی پڑتی نہیں۔ اس لئے ان کو معلوم ہی نہیں کہ سردی کا موسم ہے یہاں آ کے سخت پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ بڑے دولتمند اور خوشحال ہیں لیکن سوتی لباس میں آگئے اور ان کے پاس سوتی کپڑوں کے علاوہ دوسرے گرم کپڑے نہیں، چنانچہ سردی سے سخت پریشان ہو رہے ہیں اور کانپ رہے ہیں پھر کسی طرح بازار سے کوٹ خریدا، گرم بنیائن اور سوئیٹر خریدا، اس طرح

www.abulhasanalinadwi.org

سردی سے نجات پائی، وہاں سے لیکے نہیں آئے کیونکہ ان کو سردی کے بارے میں معلوم نہیں لیکن سمجھدار آدمی یہ کرتا ہے کہیں جانا ہو تو معلوم کرتا ہے کہ وہاں ہم کو کس چیز کی ضرورت ہوگی جس کو ہم لے جائیں۔ اس کو لے جائیں کہ نہ لیجائیں، لحاف اس وقت لے جائیں کہ نہ لے جائیں، کمبل لے جائیں کہ نہ لیجائیں، کہنے والا کہتا ہے وہاں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، کمبل لحاف کی ضرورت نہیں پڑے گی، ایک ہلکی چادر رکھ لو، وہاں موسم معتدل ملے گا، اچھا ملے گا یا کہتا ہے کہ نہیں کمبل لے جاؤ، ڈبل کمبل لیجاؤ ورنہ وہاں ٹھنڈک لگ جائے گی، بیمار پڑ جاؤ گے، نمونیا ہو جائے گا۔ معلوم نہیں کس مصیبت میں پڑ جاؤ گے، لاد پھاند کے آدمی بڑا موٹا بستر لے کر جاتا ہے، اسی طرح ہمیں اس دنیا کی زندگی سے نکل کر جب آخرت کی زندگی میں جانا ہوگا تو وہاں ہمیں کس کس چیز کی ضرورت پڑے گی یہ سوچنے کی بات ہے، ہم اس فانی دنیا کے اندر کسی ملک میں جاتے ہیں، کسی اور ماحول میں جاتے ہیں تو تیاری کر کے جاتے ہیں، سامان لیکر جاتے ہیں، پوچھ کے جاتے ہیں کہ وہاں کیا ہوگا، کیسے ہمارا کام چلے گا اور جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں اور آخرت کی زندگی ہم کو ملتی ہے اس وقت کے بارے میں بالکل نہیں سوچتے کہ ہمیں کیا لے جانا چاہئے وہاں ہمیں کس چیز کی ضرورت پڑے گی، اور وہ زندگی اس زندگی کے مقابلے میں بڑی لمبی ہے اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا کی ہماری زندگی سو سال کے اندر ختم ہو جاتی ہے۔ اور بہت سے لوگوں کی زندگی تو ۳۰/۴۰/۵۰ سال کے اندر ختم

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جاتی ہے ورنہ بہت آگے گیا آدمی تو ۷۰ رچلا گیا، ۸۰ رچلا گیا، ۹۰ رچلا گیا، اور جب سو پر پہنچ جاتا ہے تو لوگ دور دور سے دیکھنے آتے ہیں کہ فلاں صاحب سوسال کے ہوگئے تو یہ زندگی اس مکان کے اندر ختم ہو جاتی ہے، اسکے بعد ہمیشہ ہمیشہ کی وہ زندگی شروع ہوتی ہے، جو کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اس کو نہ سو میں آپ شمار کر سکتے ہیں نہ لاکھ میں شمار کر سکتے ہیں، نہ کروڑ میں، نہ ارب میں نہ کھرب میں شمار کر سکتے ہیں، نہیں کہہ سکتے کہ وہ دس کھرب ہوگی یا اس سے زیادہ ہوگی، وہ زندگی جو ملے گی نہ ختم ہونے والی ہوگی چلتی چلی جائے گی، اب ہمیں وہاں اگر آرام کا سامان نہ ملا اور ہم یہاں سے سامان لیکے نہیں گئے تو وہاں کے آرام کا کیا ہوگا آدمی یہ سوچ لے کہ دنیا میں ایک رات بغیر بستر کے سردی میں گذار نہیں سکتا، سخت سردی پڑ رہی ہو نہ کمبل ہو، نہ لحاف ہو، ایک چادر ہلکی پھلکی ہو تو دیکھئے کہ رات کیسی گذرتی ہے یعنی آدمی مر مر کے جیتا ہے صبح ہوتی ہے تو کہتا ہے ہو، ہو دھوپ نکلی اب جان میں جان آئی۔ تو آخرت کی زندگی میں اگر ہم کو وہ چیز نہیں ملتی جس سے آرام ملتا ہے جس سے راحت ملتی ہے تو کیا ہوگا، یہ سوچنے کی بات ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ یہ سب باتیں بتائی ہیں کہ ہمیں وہاں کس چیز کی ضرورت پڑے گی، وہاں ہم کیا لے کر جائیں، آدمی اس دنیا سے جاتا ہے تو ایک جوڑا کپڑا بھی نہیں لے جاتا، ایک پیسہ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جاتا، خالی ہاتھ جاتا ہے، چاہے سکندر ہو، دارا ہو، بڑے سے بڑا وزیر اعظم ہو،

www.abulhasanalinadwi.org

بادشاہ ہو، لیکن جب یہاں سے منتقل ہوگا، یہاں سے رخصت ہوگا تو ایک پیسہ بھی ساتھ نہیں لے جا سکتا، ایک جوڑا کپڑا نہیں لے جاتا، ایک چیز نہیں لے جاتا وہاں بالکل خالی ہاتھ اور خالی جسم جاتا ہے اب وہاں کیا ملے گا؟ وہاں آپ کو کمبل ملیگا؟ کپڑے ملیں گے؟ کیا چیز ملے گی؟ وہ چیز ملے گی جو عمل سے ہم نے یہاں تیار کیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جنت بالکل خالی زمین ہے ہم یہاں جو عمل کریں گے اس سے وہ زمین آباد ہوگی یہاں عمل کریں گے وہاں درخت لگ جائے گا۔ یہاں عمل کریں گے وہاں باغ لگ جائے گا۔ یہاں عمل کریں گے وہاں مکان بن جائے گا۔ یہاں کرنے سے وہاں ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نظام بنایا ہے جس نے یہ دنیا بنائی، جس نے یہ آخرت بنائی، جس نے انسان کو بنایا ہے ساری مخلوقات کو جس نے پیدا کیا ہے ہر چیز اس کی بنائی ہوئی ہے اس نے یہ نظام رکھا ہے کہ وہاں وہ چیز ملے گی جو یہاں سے بھیجو گے، اور یہاں سے نہیں بھیجو گے تو وہاں نہیں ملے گی جیسے کہا جائے کہ تم سامان نہیں لے جا سکتے سفر پر جا رہے ہو، سامان تم جمع کردو دفتر میں، یہ سامان تمہیں وہاں پہونچ جائے گا۔ اب وہاں پہونچے تو اب دیکھ رہے ہیں کہ سامان آیا کہ نہیں آیا، اگر نہیں آیا تو اب بیکار ہے، سامان وہاں موجود نہیں ہے، اب کیا کریں اور اگر آ گیا تو اس سے فائدہ اٹھائیں گے، یہی نظام ہے جو اس دنیا سے بھیجیں گے تو وہاں پہونچے گا، نہیں بھیجیں گے تو نہیں پہونچے گا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا سے ہم بستر بھیجیں گے وہاں بستر مل جائے گا۔ ہاں اگر ہم اللہ کو راضی کرنے کے لئے کسی غریب کو بستر دے دیں گے تو

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا اجر ضرور ملے گا اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اس کی رضا کے لئے، اس کی خوشنودی کے لئے اس کے حکم کے مطابق تم جو کرو گے تو وہ تمہیں وہاں ملے گا، تم اگر غریب کی مدد کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، زکوٰۃ دیتے ہو، تو وہ سب تمہیں وہاں مل جائے گا اور اس کا کئی گنا بڑھا کے اللہ تعالیٰ دے گا، اسی طرح تم نماز پڑھو گے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسکے صلہ میں جنت اور جنت کی تمام نعمتیں عطا فرمائے گا تو اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے، آخرت کی زندگی جو نہ ختم ہونے والی ہے اس کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہیں کی، کوئی انتظام نہیں کیا ہم اس کو دیکھ نہیں رہے ہیں، اس لئے ہم غفلت میں ہیں۔

اس کی مثال شترمرغ کی سی ہے اس کے متعلق آتا ہے کہ وہ جب کوئی خطرہ دیکھتا ہے تو تیزی کے ساتھ بھاگتا ہے، ہر جانور خطرہ دیکھے گا تو بھاگے گا ایک وہ ہے کہ خطرہ دیکھتا ہے تو تیزی سے بھاگتا ہے اور بھاگتا چلا جاتا ہے، لیکن جب دیکھتا ہے کہ خطرہ سر پر آگیا ہے اور بھاگ نہیں پارہا ہے تو اپنے سر کو ریت کے اندر دبا دیتا ہے کہ نظر نہ آئے اور مارا جاتا ہے، وہ اپنے سر کو ریت کے اندر چھپا لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ خطرہ سے محفوظ ہو گیا، تو یہی حال انسانوں کا ہو گیا ہے کہ آخرت کو وہ دیکھ نہیں رہے ہیں اس لئے وہ غافل ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ خطرہ ہے ہی نہیں، تو خطرہ نہ دیکھنے سے خطرہ ٹل نہیں جاتا، خطرہ ٹالنے سے ٹلتا ہے، خطرہ کے متعلق جو انتظام کیا گیا اس انتظام سے ٹلتا ہے، اگر آپ بخار سے بچنا چاہتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں تو اس بخار کو ٹالنے کی اور بخار سے بچانے کی جو دوا ہے وہ کھانا پڑے گی۔ ایسے ہی صرف تمنا سے کام نہیں چلے گا، اگر کوئی مصیبت آگئی تو اس مصیبت کو دور کرنے کا جو طریقہ ہے اس طریقہ سے مصیبت دور ہوگی صرف خواہش سے دور نہیں ہوگی۔ تو آخرت کے اندر کامیاب ہونے کے لئے، راحت حاصل کرنے کے لئے اور وہاں کامیاب ہونے کے لئے جو طریقہ حضور ﷺ نے بتایا ہے اس طریقہ کو اختیار کرنے کے بعد کامیابی ملے گی، اور اگر اس طریقہ کو ہم اختیار نہیں کرتے تو نہ ہماری عقل کام دے گی اور نہ ہماری تمنا کام دے گا اور آخرت میں کامیابی نہیں حاصل ہوگی، صاف صاف قرآن میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دیکھ لو اگر ایمان و عمل صالح تمہارے نہیں ہے تو تمہیں جنت نہیں ملے گی، اور ایمان و عمل صالح ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر تم چلتے ہو، اچھے عمل کرتے ہو، تو تمہیں وہاں اس پر انعام ملے گا اور خوب ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خوب دے گا اتنا ہی نہیں جتنا تم نے کیا ہے، جتنا تم نے اپنا حق بنایا ہے اس سے کئی گنا زیادہ دیگا، لیکن کروگے تب ملے گا، نہیں کروگے تو نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے اس نے بار بار سمجھایا، اور بار بار اس نے اپنے نبیوں کو بھیجا انسانوں میں کتنے نبی آئے ہیں، ایک لاکھ سے اوپر نبی آئے ہیں، گاؤں گاؤں آئے ہیں، بستی بستی آئے ہیں، کیوں آئے اور برابر آتے رہے، زمانہ بدلتا رہا، اور نبی برابر آتے رہے کیوں؟ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی وجہ سے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے آخرت میں کامیاب ہوں، بندوں پر اسکی اتنی رحمت ہو کہ دنیا میں بھی آرام

www.abulhasanalinadwi.org

سے رہیں اور آخرت میں بھی آرام سے رہیں تو بار بار اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ بتایا، رہنمائی کی، کہ دیکھو بھائی ہوشیار ہو جاؤ، خوب ہوشیار ہو جاؤ ہم تم کو بتائے دیتے ہیں کہ آخرت میں کامیابی اس طرح ملے گی۔ اگر یہ نہیں کرو گے تو نہیں ملے گی، اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا ہے جو اس نظام پر چلے گا وہ کامیاب ہوگا۔ اور اگر وہاں کی تیاری نہیں کی، اور وہاں کے لئے اچھے عمل کا توشہ نہیں بھیجا تو وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور وہاں پھر نہ کسی سے مستعار لے سکتے ہو نہ کوئی تمہیں دے سکتا ہے، قرآن میں آیا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، نہ ماں کچھ کر سکے گی، نہ باپ کچھ کر سکے گا، نہ دوست احباب کچھ کر سکیں گے نہ کوئی کسی کی مدد کر سکے گا، صرف اپنا کیا ہوا ہی بھگتنا پڑے گا۔ یہاں جو کچھ کیا ہے اسی کو وہاں بھگتنا پڑے گا۔

اسی لئے تو ڈرا گیا ہے کہ دیکھو غفلت میں نہ رہو، بیوقوفی مت کرو، صاف صاف کہا گیا ہے کہ آخرت کے لئے اچھے عمل کرو، آخرت حق ہے، صرف اتنی سی بات نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا ہے وہی حق ہے۔ تمناؤں سے کام نہیں چلے گا۔ اگر یہاں سے توشہ آخرت نہیں لے گئے اگر یہاں سے اچھے عمل کا تحفہ وہاں نہیں بھیجا تو وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ فرمایا گیا جنت ایک چٹیل میدان کی طرح ہے، دنیا میں جو عمل کرو گے اسی لحاظ سے جنت دہاں آباد ہوگی، وہاں باغات لگیں گے، نہریں جاری ہوں گی، وہاں مکانات بن جائیں گے، قصر بن جائیں گے، محلات بن جائیں گے اور معلوم نہیں کیا کیا چیزیں بن جائیں گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث شریف میں ہے قیامت کا بڑا ہولناک منظر ہوگا، سب کھڑے ہوں گے، سورج کی تپش اتنی زیادہ ہوگی کہ پسینہ بالکل کالا نظر آرہا ہوگا، کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ صرف عرش الٰہی کا سایہ ہوگا، عرش الٰہی کا سایہ لوگوں کو ملے گا جن کے متعلق بتایا گیا کہ فلاں فلاں عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ جب کہ وہاں کوئی سایہ نہیں ہوگا، سخت دھوپ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آدمی کو حاضر ہونا پڑے گا۔ اور اپنے عمل کا جواب دینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا لے کر آئے ہو؟ بتاؤ کیا لے کر آئے ہو؟ تمہارا عمل کیا ہے؟ اور پھر اللہ تعالیٰ آدمی کے ہاتھوں کو، پیروں کو اور جسم کو زبان دے دیگا اور وہ جواب دیں گے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ٹیپ ریکارڈ میں کس طرح آواز بھر جاتی ہے اور فوراً ٹیپ ریکارڈ اس کو ریکارڈ کر لیتا ہے تو فرشتے بھی اسی طرح ریکارڈ کر رہے ہیں، آدمی کے نامہ اعمال کندھے پر رکھے ہوئے ہیں، فرشتے آدمی کے ایک ایک عمل کو ریکارڈ کر رہے ہیں، قیامت کے روز وہ ریکارڈ کھل کر سامنے آجائے گا، اور ان کے ہاتھ اور پیر بولنے لگیں گے کہ انہوں نے یہ عمل کیا، یہ عمل کیا، ہاتھ کہے گا یہ کیا، پیر کہیں گے یہ کیا، سارے عمل وہ بتائے گا، یہ آدمی اپنے ہاتھ پیر سے کہے گا تم ہمارے خلاف بول رہے ہو؟ وہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زبان دے دی تمہارا کچا چٹھا بتانے کے لئے ہم بتا رہے ہیں اور آدمی کہے گا کہ کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے! کاش ہم مٹی ہو گئے ہوتے، کاش ہمارا وجود ہی ختم ہو گیا ہوتا۔ آدمی

www.abulhasanalinadwi.org

کے اعضاء گواہی کے طور پر کہیں گے کہ تمہیں جنت میں کچھ نہیں ملے گا اس لئے کہ تم کچھ کر کے نہیں آئے، اور اگر اچھا نامہ اعمال ہے تو آدمی دیکھ کر خوش ہوگا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کرم ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنا فضل فرمایا کہ ہم سب اچھے عمل کر کے آئے، آج اس سے ہم فائدہ اٹھائیں گے، آج ہم راحت اٹھائیں گے، جب کہ کتنے آدمی ہیں جو راحت سے محروم ہیں!

تو بھائی! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ سے اپنی کتاب کے ذریعہ سے بار بار ڈرایا کہ آخرت کی تیاری کرلو، مرنے سے پہلے تیاری کرلو، یہاں سے وہاں کا سامان کرلو، وہاں اپنی راحت کا سامان بھیجدو تم جو یہاں کروگے، اللہ تعالیٰ اس کو وہاں پہونچادے گا اور اس کو داخل کردے گا۔ وہاں جب پہونچوگے تو وہاں تمہیں وہ سب چیزیں تیار ملیں گی، تو اس لئے ہم سب کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے؟ کس چیز سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے؟ کس چیز سے ہماری جنت بنتی ہے، کس چیز سے ہمیں نقصان پہونچتا ہے اور کن بداعمالیوں کی وجہ جہنم کا خطرہ ہمیں پیش آسکتا ہے اسکو علماء سے معلوم کرنے کی ضرورت ہے، اور علماء جو تقریریں کرتے ہیں، جو بات کہتے ہیں وہ سب کچھ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ بتاتے ہیں، وہ نہ بتائیں تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خود معلوم کریں، اور قرآن وحدیث میں ہم کو بتایا گیا کہ آکرت میں کامیابی یہاں کے عمل سے ملے گی، اور یہاں کی کوتاہی سے آخرت میں تباہی ہوگی۔ تو اتنی بات تو ہم ضرور معلوم کریں کہ وکون کون سی باتیں

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں جن سے آخرت میں ہمیں کامیابی حاصل ہوگی، اور کون کون سی باتیں ہیں جن سے ہماری آخرت خراب ہوگی۔ یہ ہم خود معلوم کریں اوران لوگوں سے پوچھیں جو جاننے والے ہیں کہ یہ مسئلہ ہمارا ہے، یہ مسئلہ کسی واعظ کا نہیں ہے، کسی عالم دین کا نہیں ہے، ہر شخص کا مسئلہ اپنا ذاتی ہے۔ اگر ہم عمل کریں گے تو ہم کو فائدہ پہونچے گا۔تو میرے بھائیو! ان دینی مجالس کو غنیمت سمجھو، اوران سے پورا فائدہ اٹھاؤ، علمائے کرام جو کچھ کہتے ہیں، جو کچھ بتاتے ہیں۔جن خطرات سے آگاہ کرتے ہیں اور جو فرائض کی باتیں بتاتے ہیں انکو اچھی طرح کان کھول کر سننا چاہئے اوران پر عمل کرنا چاہئے۔

عقلمند آدمی کا کام یہی ہے کہ جواس کو خطرہ بتایا جائے تو اس سے بچنے کی کوشش کرے، اگراس کو کسی مضرت کی اطلاع دی جائے تو اس مضرت سے بچنے کی کوشش کرے، یہ سمجھداری کی بات ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سمجھدار لوگ ہیں وہی باتوں کو سمجھتے ہیں اور جو بیوقوف ہیں اور آنکھ بند کئے ہوئے ہیں اور بیوقوفی میں جو چاہ رہے ہیں، کررہے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ کیا بھلا ہے کیا برا ہے؟ تو وہ پریشان ہوں گے اس لئے بھائیو! آخرت کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

میرے بھائیو! ہر آدمی کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور مرنے کے بعد حساب کتاب کا ہونا بھی یقینی ہے، جواس دنیا میں آیا ہے، جو پیدا ہوا ہے اس کو مرنا یقینی ہے، اس دنیا کے آثار میں ہر چیز پر شبہ کیا جا سکتا ہے ہے، لیکن اس بات پر شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ آدمی کو مرنا ہے، اور مرنے کا مطلب بالکل ختم ہو جانا نہیں ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا مطلب ہے اس زندگی سے منتقل ہوکر دوسری زندگی میں آپ چلے جائیں گے، اُس زندگی کی فکر ہم کو اس دنیا کی زندگی میں کرنی ہوگی، وہاں جا کر ہم فکر کریں اس کی کوئی گنجائش بالکل نہیں ہوگی۔

آخرت کا معاملہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں فکر کریں گے تو آخرت میں فائدہ ہوگا، اور دنیا میں کوتاہی کریں گے، غفلت کی زندگی گذاریں گے تو ہمیں آخرت میں اس کی سزا ملے گی، اس لئے ہم کو اللہ تعالیٰ کے احکام کو معلوم کرنا چاہئے اور علماء سے پوچھنا چاہئے، کتابیں پڑھنا چاہئے کہ کیا چیز ہمارے لئے ضروری ہے، کیا چیز بہتر ہے، کیا چیز نامناسب ہے، اور کس بات سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، کس بات سے ناراض ہوتا ہے، تاکہ ہم آخرت میں کامیاب ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح بات سُننے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مردم گری اور انسان سازی
میں
استاذ کی اہمیت

یہ تقریر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ نے مورخہ ۲۲؍مارچ ۲۰۰۱ء کو مدرسہ الفلاح اندور کے اساتذہ وکارکنان کے سامنے کی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالب علم کی نفسیات یہ ہوتی ہے، مزاج یہ ہوتا ہے کہ استاد کی توجہ کے لحاظ سے اس کی توجہ ہوتی ہے، دیکھتا یہ ہے کہ استاذ ہمارے بہت توجہ کر رہے ہیں، انہیں فکر ہے کہ ہم کو سمجھ حاصل ہو جائے، اور ہمیں کچھ آجائے تو پھر متوجہ ہو جاتا ہے، اور وہ دیکھے کہ وقت گذاری کر رہے ہیں، ٹالنے والا کام کر رہے ہیں، تو اس کا جی نہیں لگتا، وہ بھی ہاں، ہاں کرتا رہتا ہے، اس کے دماغ میں کچھ اترتا ہی نہیں ہے، آپ کی توجہ پر منحصر ہے طالبعلم کی توجہ، آپ جتنی فکر کریں گے طالبعلم اسی لحاظ سے متوجہ ہوگا، آپ سے فائدہ اٹھائے گا۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مردم گری اور انسان سازی
میں
استاذ کی اہمیت

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم محمد والہ واصحابہ اجمعین امابعد!

عزیزو اور ساتھیو!

آپ لوگوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام وفضل ہے، میں بھی آپ لوگوں کے گروپ سے تعلق رکھتا ہوں، میں نے تدریسی مشغلہ اختیار کیا اور اس مشغلہ میں نصف صدی میری گذری، اس لئے تعلیم وتدریس کے سلسلہ کی معلومات

www.abulhasanalinadwi.org

وتجربات مجھے ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے تعلیم وتدریس کا کام کم مدت کیا ہے یا ابھی کرر ہے ہیں، اس کی دونوعیتیں ہیں۔ تدریس کے کام کی ایک تو اس کا دینی مقام ہے، اللہ تعالیٰ یہ کام جو حقیقت میں اللہ کے رسولوں کا کام ہے، حضور پاک علیہ ﷺ کی سب سے بڑی صفت تعلیم کی صفت تھی، "**ویعلمهم الکتاب والحکمة**" اور یہ صفت ہمارے علماء کرام کو وراثت میں ملی ہے، خاص طور سے ان علماء کرام یا ان مسلمانوں کو جو دینی علوم کی تدریس کا کام کرر ہے ہیں، یا تدریس وتعلیم کے سلسلہ میں کسی مشغلہ میں ہیں تو ان کو ایک طریقہ سے نیابت وخلافت حاصل ہے اللہ کے نبی کی، جو کام اللہ نے نبیؐ کے ذمہ کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے آپ کے اُمتیوں کو عطا فرمایا۔ ظاہر ہے کہ اُمتیوں کو اس وقت عطا ہوا کہ جب وہ اس کام کو کریں۔ اگر وہ اس کام کو نہ کریں تو گویا وہ نائب نہیں ہیں اور ان کو یہ کام عطا نہیں ہوا۔ جو کام نبی کرتا ہو وہ کام امتی کو مل جائے کتنی بڑی سعادت اور کتنی بڑی نعمت ہے، اس سے بڑی نعمت اور کیا ہوسکتی ہے، اگر اس کی دینی حیثیت دیکھی جائے تو بڑی عظیم حیثیت ہے، لیکن کوئی بھی کام دنیا کا ہو، دین کا ہو، وہ اپنے آداب کے ساتھ اپنے طور وطریق کے ساتھ کرنا پڑتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہو، کوئی بھی کام ہو، صنعتی کام ہو، یا خدمت کا کام ہو، جو اسکے آداب ہیں، جو اس کا طریقہ ہے اس کے مطابق آدمی کام کریگا، تو وہ کام انجام پائے گا۔ اگر طریقہ نہ ہو تو کام کیسے انجام پائے گا۔ ایک شخص جو اپنے شعبہ کا سربراہ ہے تو وہ کرسی پر بیٹھے گا زیادہ تر، اور وہ احکام دے گا، دوسروں سے کام لے گا، لیکن ایک

www.abulhasanalinadwi.org

وہ شخص ہے جو افسر نہیں ہے، وہ چاہے کہ کرسی پر بیٹھ کر حکم دینے لگے۔ اور کام نہ کرے، ظاہر ہے وہ اپنے طور سے کام انجام نہیں دے رہا ہے، تو اس طرح کوئی کام بھی ہو اس کی نوعیتیں الگ الگ ہوتی ہیں، تو تعلیم کی نوعیت اور تعلیم کا طریقہ اور خاص طور پر دینی تعلیم کا طریقہ اپنی جگہ متعین ہے، جب ہم نبی کی نیابت کریں گے، تو نبیؐ کے اختیار کئے ہوئے اخلاق وعادات بھی اپنانا ہوں گے اور جتنا بھی ہم اس کو اپنائیں گے اتنا ہی ہم اچھا کام انجام دے سکتے ہیں، اور اس میں ہم جتنی کوتاہی کریں گے اتنا ہی ہمارا کام ناقص ہوگا۔ تو ایک تو ہمیں یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ ہمت عطا فرمائی اور یہ فضل فرمایا کہ ہم کو اس کام پر اللہ نے لگایا۔ اللہ کی توفیق ہوئی اور ہم نے وہ کام اختیار کیا۔ جو کام نبیؐ کا ہے اور ہمیں اللہ نے گویا نبیؐ کی نیابت وخلافت عطا فرمائی۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے، اس پر آدمی کو شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور فخر اگر کر سکتا ہے تو فخر کرنا چاہئے۔

ایک انعام مل جائے یا کوئی تمغہ امتیاز مل جائے حکومت کی طرف سے یا کسی طرف سے تو آدمی خوش ہوتا ہے، اس چہرے سے خوشی ظاہر ہوتی ہے، دل کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ آدمی کے چہرے پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملے، آدمی کو خوشی نہ ہو، یہ نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے اللہ جو ربّ العالمین ہے اس کے قبضہ میں ساری دنیا و آخرت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی رازق ہے، وہ دے دے تو ملتا ہے، نہ دے تو نہیں ملتا ہے، وہ کسی کو نواز دے کسی کو انعام دے تو کتنی بڑی خوشی ونعمت کی بات ہے۔ ایک تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت اور یہ فضل عطا فرمایا۔ جو ہر شخص کو عطا نہیں کیا گیا، کہ اپنے دین کی تعلیم کے لئے جو نبیؐ سے اللہ تعالیٰ نے لیا۔ اور اس کے لئے نبی بھیجا، آپ کو اس فہرست میں اللہ نے قبول فرمایا، یہ فہرست اس کام کو کرنے والوں کی ہے، ایک تو اس بات کی خوشی ہونی چاہئے، اور جب خوشی ہوتی ہے تو آدمی کو اس کی قدر بھی ہوتی ہے، آپ کو کوئی انعام ملے تو اس کو رکھیں گے، اور لوگوں کو دکھائیں گے، اس کی حفاظت کریں گے، قدر کریں گے، دوسری چیز قدر کی ہوتی ہے، تو اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے، قدر کیا ہے، کہ آپ خوشی سے انجام دیں، پھر جو اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، توفیق ہے آپ اس کو قدر کے ساتھ کریں گے تو اس کا اجر آخرت میں مقرر ہوتا چلا جائے گا، اللہ کی نعمت کی قدر کیا ہے؟ وہ شُکر ہے، شکر کہتے ہی اسکو ہیں کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کی قدر کرے، شکر کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اہمیت دی ہے اور مومن کو شاکر فرمایا گیا ہے، اور ایمان اور عمل صالح کو شکر گذاری قرار دیا گیا ہے، حضور پاک ﷺ بہت عبادت فرماتے تھے، آپ کے پیر سوج جاتے تھے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں آپ کیوں اتنی محنت کرتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں شُکر گذار بندہ نہ بنوں، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنا ہی شکر ہے، اور قدر کیسے ہوتی ہے کہ اس کا جو حق ہے وہ ادا کرے، اور اس کے ساتھ معاملہ ایسا ہو جو قدر کا ہو اور پسند کا معاملہ ہو، تو یہ کام جو تعلیم کا کام ہے اس کو سمجھنا چاہئے کہ یہ اللہ کی نعمت ہے، آپ کے ساتھ۔ کہ بہت سے دنیا میں آپکے ساتھی ہیں اور بھائی ہیں، ہر ایک

www.abulhasanalinadwi.org

کو یہ نعمت نہیں ملی، اللہ تعالیٰ نے آپ کا اس کام کے لئے انتخاب فرمایا یہ تو خوشی کی بات ہے، پھر یہ کہ اس پر شکر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اور اس کے لائق جو توجہ ہونی چاہئے تو یہ توجہ کرنا ہے، یہ تو اس کا دینی فائدہ ہے، جو اللہ کو پسند آئیگا اس کی جزاء آخرت میں ملے گی وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا۔ کہ کتنی بڑی جگہ مل رہی ہے، اور جس چیز کو ہم نے زیادہ سمجھا نہیں تھا اس کی قدر نہیں کی تھی، آج اس کی کیا قیمت ہے، یہاں کسی چیز کی قیمت نہیں صرف عمل کی قیمت ہے، وہاں کیا قیمت اور کیا درجہ ہے، وہاں جا کر معلوم ہوگا۔ دوسری یہ کہ دنیاوی حیثیت سے آپ دیکھیں تو دنیا میں تعلیم وتدریس کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس لئے استاد کا دنیا میں جو وقار ہے، کافروں میں دنیا داروں میں سب کے نزدیک جو وقار اور جو عظمت مدرس کی ہوتی ہے استاد کی ہوتی ہے وہ کسی کی نہیں ہوتی، ساری نالائقیوں کے باوجود استاد کی عزت ہوتی ہے، صدر جمہوریہ سے زیادہ اس کو معزز سمجھا جاتا ہے، چاہے اصولی لحاظ سے دستوری لحاظ سے اس کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہو، لیکن دلوں میں اسکی وقعت پیدا ہوتی ہے جیسا کی عربی شاعر نے کہا تھا ؎

قم للمعلم وافه التبجيلا

كاد المعلم ان يكون رسولا

اپنے استاد کا ادب کرو، استاد کیا چیز ہے تم جانتے ہو، استاد قریب تھا کہ نبی ہوجائے نبی کے قریب تک پہونچ جائے۔

تو پہلی بات جو ہم نے آپ کے سامنے کہی اہل دنیا بھی استاد کو قابل

www.abulhasanalinadwi.org

قدر سمجھتے ہیں کیوں، اس لئے کہ وہ نسل تیار کرتا ہے، آپ بڑے سے بڑا کارخانہ لگائیں، مال تیار کریں گے، اچھی اچھی چیز آپ تیار کریں گے، بہر حال وہ مال ہے لیکن ایسا کارخانہ جو آدمی بنائے، آدمی تیار کرے اس کارخانہ کا مقابلہ کسی کارخانہ سے نہیں کیا جاسکتا، تو استاد کیا ہے، استاد حقیقت میں آدمی تیار کرتا ہے۔ اور یہ دنیا کے اندر جو کچھ ہے وہ آدمی کی وجہ سے ہے، نہ محلات کی وجہ سے ہے نہ قصر کی وجہ سے ہے نہ تمدن کی وجہ سے ہے، کسی چیز سے نہیں ہے، سب سے ہم آہنگ جو فیگر ہے وہ آدمی ہے، ساری رونق وعظمت ثروت و دولت یہ کس سے ہے اور اہل دنیا بھی اس بات کو سمجھتے ہیں جو بیوقوف لوگ ہیں وہ نہ سمجھیں، لیکن جو قومیں پڑھی لکھی ہیں ظاہر ہے اُن کے یہاں آدمی کی قیمت بہت ہے۔

امریکہ وغیرہ میں جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کی دولت میں اتنا اضافہ ہوگیا۔ ایک آدمی بڑھا۔ ایک آدمی بڑھا تو کیا ہوگا۔ اس آدمی سے دنیا میں کیا کیا اثر پڑے گا۔ اور کس قدر دولت اس سے آئے گی۔ اور کام بھی بنے گا، اور کتنا کام بھی انجام پائے گا، ایک آدمی بڑھا تو ملک کی دولت بڑھ گئی، وہ آدمی سے حساب لگاتے ہیں۔ یہ آدمی اپنی زندگی میں ملک کو کتنا دے گا اس کے کام سے، اس کی کوششوں سے، ملک کو کتنا فائدہ ہوگا، کسان ہوگا تو کتنا غلہ پیدا کرے گا، یہ اگر کارخانہ میں جائے گا، صناع بنے گا۔ تو کارخانہ سے کتنا مال مزید نکلے گا، ایک آدمی بڑھا ہے تو اسی اعتبار سے اس کے نتائج بڑھیں گے۔ یہ اپنی زندگی میں کتنا کام انجام دے گا، جیسا لوگ حساب

www.abulhasanalinadwi.org

لگاتے ہیں کہ یہ آدمی زندگی بھر میں کتنے ٹن غلہ کھائے گا۔ کتنے ٹن کھانا کھائیگا۔ متفرق طریقے سے یہ آدمی کتنے ٹن غلہ پیدا کریگا۔ کتنے ٹن پانی نکالے گا زمین سے، وہ آدمی کو دولت سمجھتے ہیں، آدمی ہی کی وجہ سے دنیا کی رونق ہے جو ترقی ہے وہ آدمی ہی کی وجہ سے، تو استاد کیا ہے، استاد آدمی تیار کرتا ہے، استاد وہ کارخانہ دار ہے، وہ صناع ہے، وہ کاریگر ہے، جو آدمی بناتا ہے، یعنی گوشت و پوست کا آدمی نہیں بلکہ کردار کا آدمی، گوشت و پوست تو آدمی کو پیدائش سے ملتا ہے، اس میں معلم کچھ نہیں کرسکتا، معلم کیا کرے گا، آدمی کا کردار بنائے گا۔ اس کے کردار پر انحصار ہے دنیا کی ساری ترقی اور سارے کام کا۔ اگر آدمی پست ہمت ہے، بیٹھا ہوا ہے، کچھ نہیں کرتا تو کچھ اس سے فائدہ نہیں پہونچے گا، اگر اس میں قوت کار کردگی ہے، ہمت ہے، محنت، فن ہے، صلاحیت ہے دنیا کو کہاں سے کہاں لے جائیگا۔ اور آدمی کو آپ سمجھنا چاہیں، دنیا کی تاریخ دیکھیں کہ ایک ایک آدمی نے دنیا کو کیا کیا دیا ہے، پورے پورے ملک میں تبدیلی کردی ہے، اور پورے ملک کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ جب اس نے اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جو اللہ نے اس کو قوت دی ہے، جو سمجھ دی ہے، جو قوت کارکردگی دی ہے، اس کو صحیح خرچ کیا تو کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ لیکن اسکی کارکردگی، سمجھ اور اس عمل میں کتنا حصہ مدرس کا ہے، کتنا حصہ اس کا ہے، اس نے تو اس کے کردار کو اخلاق کو بنایا ہے، اس نے تو اسکو فن سکھایا ہے، اس نے تو اس کی معلومات بڑھائی ہیں، اس نے تو اس میں صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، آپ دیکھیں گے بات ختم ہوتی ہے مدرس

www.abulhasanalinadwi.org

پر، استاد پر، استاد کا کام دنیا میں سب سے اعلیٰ کام ہے، اور سب سے زیادہ فائدہ مند کام ہے کہ وہ نسل تیار کرتا ہے، تو دنیاوی اعتبار سے آپ دیکھیں گے تو استاد کی بڑی اہمیت ہے، لیکن جو اہمیت ہے وہ اسی وقت سامنے آئے گی جب استاد اپنے فرض کو پہچانے، اپنے فرض کے مطابق کام کرے، تب اس کا فائدہ ہے ورنہ آدمی صرف بیٹھا رہے یا لیٹا رہے تو کچھ نہیں ہوگا، اٹھے گا کام کریگا، جب ہی تو ہوگا، تو دینی لحاظ سے آپ کو اللہ نے جو نعمت بھی عطا فرمائی ہے اور دنیاوی اعتبار سے آپ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، تعلیمی نظام کو دیکھئے بہت بڑے عقلا کے مقولے پڑھئے تو آپکو معلوم ہوگا کہ وہ استاد کو کیا اہمیت دیتے تھے، کیوں اسلئے کہ وہ آدمی تیار کرتا ہے، وہ آدمی ملک کے کام آتا ہے، وہ عزت بناتا ہے، وہ دولت بناتا ہے، اس کو استاد تیار کرتا ہے اس لئے آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اب یہ ہے کہ آپ اپنی اہمیت کو اپنی افادیت کو خود ثابت کریں۔ آپ کتنا فائدہ پہونچا سکتے ہیں، آپ کتنا کام انجام دے سکتے ہیں، کس قدر آپ اپنے فرضِ منصبی کو پورا کر سکتے ہیں، جیسا کہ ہم نے کہا کہ کوئی آدمی بھی کتنا ہی کاریگر ہو باصلاحیت ہو، بیٹھا رہے کام نہ کرے اس کی صلاحیت کا کیا ہوگا، کچھ نہیں ہوگا، جتنی وہ توجہ کرے گا اپنی صلاحیت کو صحیح استعمال کرے گا، اسی لحاظ سے اس کا فائدہ ہوگا، تو اساتذہ کا مسئلہ یہی ہے، استاد چاہے بہترین نسل تیار کر سکتا ہے، اور آپ بڑے بڑے علماء اور مفکرین اور بڑی بڑی شخصیتوں کے حالات کا اگر مطالعہ کریں، ان کی سوانح پڑھیں، تو آپ دیکھیں گے، کئی جگہ

www.abulhasanalinadwi.org

ایسا تذکرہ ملے گا، کہ ہم میں جو خصوصیات ہیں وہ فلاں فلاں استاذ کی وجہ سے ہیں جنہوں نے خاص توجہ کی تھی، اور ہمیں بنانے کی کوشش کی تھی ہم میں جو خصوصیت ہے، جس کی وجہ سے لوگ قدر کرتے ہیں، یہ فلاں استاد کی محنت کا نتیجہ ہے یہ حقیقت ہے کیسے نہ لکھیں، اپنے استادوں کو یاد کرتے ہیں، خاص طور سے ایسے استاد کو جس نے توجہ کی ہو، محنت کی ہو، اس استاد کو زندگی بھر یاد رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے اس کی شخصیت بنی، ہم نے پڑھا ہے، سوانح میں پڑھا ہے، اپنے استادوں میں ہی کسی استاد کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خاص توجہ کی تھی، اسی وجہ سے یہ خصوصیات پیدا ہوئیں، ایسے استاد یاد رکھے جاتے ہیں، جو استاد توجہ سے اپنے شاگردوں کو بنانے کی اور ان میں خصوصیات اور صلاحیت پیدا کرنے کی فکر کرتے ہیں، ان استادوں کو ان کے شاگرد یاد رکھتے ہیں، ہم آپ کو ایک مثال دیتے ہیں، عربی میں عہد عباسی کے شعراء میں ایک بہت بڑا شاعر گذرا ہے جس کا کلام، جس کا انتخاب آجکل لوگ پڑھتے ہیں، ''ابوتمام''، اور اس کا ایک شاگرد تھا، ''بحتری'' دونوں بہت بڑے شاعر تھے، سب متفق ہیں ''بحتری'' نے کچھ سیکھا ہوگا۔ ''ابوتمام'' سے، اس کو اپنا کلام دکھایا ہوگا۔ اس سے اصلاح لی ہوگی، انہوں نے جو توجہ کی ہوگی اس سے ان کی شاعری بہتر ہوئی ہوگی، تو ایک مرتبہ ایک شخص ''بحتری'' کی تعریف کرر ہا تھا، کہ آپ تو بہت بڑے شاعر ہیں، آپ کے کلام کا کیا کہنا، آپ تو ابوتمام سے بھی بڑھ گئے ہیں، آپ تو اپنے استاد سے بھی بڑھ گئے ہیں، یہ بات صحیح ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اپنے استاد سے بھی بڑھ گیا تھا

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے کلام کی خوبی میں، خلیفہ وقت کے یہاں بڑی قدر تھی، حالانکہ اسکی ظاہری باتیں تھیں وہ اچھی نہیں تھیں، میلا رہتا تھا۔ جب کلام پڑھتا تھا تو تھوک نکلتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود خلیفہ اس کی قدر کرتا تھا، اس کے کلام کی وجہ سے، اس زمانہ کی خلافت بہت اونچی خلافت سمجھی جاتی تھی۔ دنیا کے بڑے بڑے حصے پر حکمرانی تھی، وہ قدر کرتا تھا، کسی نے کہا آپ تو اپنے استاد سے بھی آگے بڑھ گئے، اس نے کہا ایسی بات کہتے ہو، خدا کی قسم میں روٹی انکی وجہ سے کھا رہا ہوں، یعنی دنیا میں میری جو قدر ہے، یہ ان کی خصوصیات کی وجہ سے ہے جو ان کی وجہ سے مجھ کو ملی ہیں، یعنی میرا کمال، میرا کمال نہیں ہے میرے استاد کا کمال ہے، یہ جو سمجھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ استاد کی کیا قیمت ہے، کیونکہ استاد شخصیت بناتا ہے، کردار بناتا ہے وہ صلاحیت پیدا کرتا ہے جس سے آدمی دنیا کو زیروزبر کردے، یہ بات کہاں سے آتی ہے خود سے نہیں پیدا ہوجاتی، وہ تربیت سے اور تعلیم سے پیدا ہوتی ہے آپ سوچئے کہ استاد کی حیثیت کتنی اہم ہے، کتنی اونچی ہے وہ اگر محنت کرے، اور کوشش کرے تو ایسے شاگرد تیار کرسکتا ہے جو دنیا میں انقلاب لے آئیں، اور محنت کریں تو ایسے شاگرد تیار کریگا جن کی خاص اہمیت نہ ہوگی، دنیا میں پچاسوں آدمی ہیں، لاکھوں آدمی ہیں وہ بھی ہے۔ اور ایک اچھا طالب علم بن گیا اگر آپ کی محنت سے، تو سمجھیئے کہ دنیا میں انقلاب آگیا، ایک آدمی بھی اپنی صلاحیت سے پورا فائدہ اٹھاتا ہے دنیا میں بڑی تبدیلی لے آتا ہے، دنیا میں بڑے بڑے لیڈر ہیں، قائد ہیں جنھوں نے تہلکہ مچادیا، انقلاب لے آئے، وہ کسی استاد سے پڑھکر

www.abulhasanalinadwi.org

آئے ہیں ان کی صلاحیتیں کہاں سے پیدا ہوئیں اپنے اساتذہ کی وجہ سے اور اس ماحول کی وجہ سے جس میں انہوں نے سیکھا ہے، ایک آدمی بھی بن جاتا ہے اگر آپ کی محنت سے تو آپ سمجھئے کہ آپ نے انقلاب پیدا کر دیا، لیکن کیسے ہوگا، کہ آپ اپنے کو کھپائیں، اور اپنے کو اس میں لگائیں، اور سمجھیں کہ آپ پر کیا ذمہ داری ہے اور آپ کیا کر سکتے ہیں، اور جو کر سکتے ہیں وہ آپ کو کرنا چاہئے دھن ہو جائے آپ کو اس بات کی کہ آپ سے طلباء پڑھیں، ان کو فائدہ پہونچ جائے، آپ سے پڑھے ہوئے طلباء باصلاحیت ہوں۔ لوگ کہیں کہ فلاں استاد کا شاگرد ہے دیکھئے کہ اس نے ایسے شاگرد پیدا کئے کہ آج ان کا شہرہ ہے۔ لوگ انگلیوں سے اشارہ کریں کہ فلاں استاد بہت اچھا استاذ ہے اس کے پڑھائے ہوئے لڑکے معلوم نہیں کتنی ترقی کر گئے چاہے آپ کو آرام نہ ملتا ہو، چاہے آپ کو بہت سہولتیں نہ ہوں، دیکھئے آپ کا مقصد کیا ہے اگر آپ اس مقصد کو حاصل کر رہے ہیں، تو آپ کامیاب ہیں تو ایسے استاد ہوتے رہتے ہیں جن کو دُھن ہو اپنے کام کی کہ کس طرح لڑکوں کو پلا دیں، اور جو وقت ہے اس کو صرف کر دیں ہم نے ایسے استاد دیکھے ہیں کہ ان کو کسی چیز کی ہوس نہیں سوائے پڑھانے کے، اور ان کا سارا لطف سارا مزہ اسی میں ہے کہ کوئی ان سے پڑھے، طالب علم ان کے پاس آئے، اور ان سے کہے کہ ہم سمجھنا چاہتے ہیں، یہ ہم کو سمجھا دیں گے، اپنا قیمتی وقت صرف کر دیں گے، اس لئے کہ ان کو مزہ اسی میں آرہا ہے، کہ ان سے دوسرے کو فیض پہونچ جائے۔ دوسرے کی صلاحیت بن جائے، ایسے استاد ہوتے رہے ہیں کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

تعجب کی بات نہیں ہے، وہی کامیاب استاد ہے، صرف کامیاب نہیں ہے بلکہ اسنے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے۔اور جب ان کو اسکا ثمرہ حاصل ہونے لگے گا اور جب انکو اجر ملنے لگے گا تب انکو خوشی ہوگی کہ اللہ نے ہم سے یہ کام لیا، ہم کو یہ اجر مل رہاہے، اس کا فائدہ مل رہا ہے، دنیا میں عزت سب سے زیادہ، اور شہرت سب سے زیادہ اور آخرت میں ان کا کیا کہنا۔ اگر وہ دینی تعلیم کا کام کررہے ہیں، اگر وہ فیض پہونچا رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی قدر ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی قیمت ہے۔ اگر وہ فیض پہونچا رہے ہیں، اپنی ضرورت پوری نہیں کررہے ہیں کہ کیا کیا جائے ہم کو تنخواہ لینی ہے، اسلئے کرنا ہے پڑ رہا ہے ورنہ کاہے کو ہم ا تنی محنت کرتے تو ان کو کیا ملے گا۔ ان کو تو جو چاہا وہ مل گیا، لیکن اگر وہ اس بات کو سامنے رکھ کر کام کرتے ہیں کہ ہم کو طلباء تیار کرنے ہیں، ہم کو صلاحیت پیدا کرنی ہے، طلباء کو ہم سے فیض پہونچے گا تو ان کی قدر دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے اللہ تعالیٰ کا دین پہونچانے والے، اللہ تعالیٰ کے دین کی صلاحیت پیدا کرنے والے کی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قیمت ہے۔

تو اس لئے ایک بات تو یہ ہے کہ آپ کو خوش ہونا چاہئے اور فخر کرنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو اتنا اہم کام اور ذمہ داری عطا فرمائی، توفیق عطا فرمائی کہ آپ اس کام میں لگے۔ دنیا کے معلوم نہیں کتنے کام ہیں، اس میں لگ سکتے تھے، ان میں یہ تخصیص نہیں تھی ، اللہ نے آپ کو اس کام میں لگایا، اس پر خوش ہونا چاہئے، دوسری بات یہ ہے کہ اس کو اسی لحاظ سے کرنا چاہئے تا کہ اس کا نتیجہ

www.abulhasanalinadwi.org

بہتر طریقہ پر نکلے اور وہ ذمہ داری آپ اس طرح پوری کریں کہ دنیا میں بھی آپ کے اس کام کی قدر رہو، اور آخرت میں بھی اجر ملے۔

آپ نے اتنے لوگوں میں صلاحیت پیدا کردی، اتنے لوگوں کو بتادیا، کتنے لوگ بن گئے چاہے کام کرتے وقت آپ کا نام نہ ہو، لیکن آپ کا نام روشن ہو جائے گا۔ اگر آپ نے آدمی تیار کئے ہیں۔ اور آدمی تیار کرنے کا کام بغیر محنت کے نہیں ہوسکتا۔ دل لگا کے محنت کریں اور بس یہ پیش نظر ہو کہ ہم سے فائدہ پہونچ جائے کسی طریقہ سے، ہمارے سمجھانے سے طالب علم سمجھ جائے، ہمارے کرنے سے صحیح نتیجہ سامنے آجائے، اور نسل تیار ہو تو آپ کو بھی اندر ہی اندر خوشی ہوگی کہ ہماری محنت کا اللہ نے یہ ثمرہ دیا اس کا یہ نتیجہ نکلا۔ اور باہر بھی آپ کی قدر ہوگی۔ تو یہ طریقہ تعلیم وتدریس کا ہے۔

دوسرے یہ کہ آدمی یہ سمجھ کر یہ کام کرے کہ ہم انسانی نسل تیار کررہے ہیں، کردار و معلومات وصلاحیتیں بنارہے ہیں اور اس کے لئے جتنی محنت کرسکتے ہیں وہ کرنی چاہئے اور جتنی یکسوئی کے ساتھ کام کرسکتے ہیں کرنا چاہئے، تیسری بات یہ کہ اس طرح کام کرنا چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچے، تعلیم وتدریس کا طریقہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نے وقت گذارلیا پڑھادیا یا سکھادیا، لیکن طالبعلم کے پلہ کچھ نہیں پڑا، وہ ٹھیک سے سمجھا ہی نہیں، آپ نے تو بتادیا، لیکن اسکے دماغ میں اترا بھی کہ نہیں اترا، استاد کو اسکی فکر کرنی چاہئے کہ جو ہم سمجھارہے ہیں اسکو طالبعلم سمجھ بھی رہا ہے کہ نہیں، ہم جو سنارہے ہیں وہ سن بھی

www.abulhasanalinadwi.org

رہا ہے کہ نہیں سن رہا ہے، ہم سنا کر چلے گئے جیسے کہ عربی کی ایک مثل ہے "اوساطھم صفداً واودی بالابل" کہ ایک شخص کے اونٹ چُرانے کے لئے کچھ ڈاکو آئے اور اسکے اونٹ چرا لے گئے، اسکو جیسے پتہ چلا، انکے پیچھے دوڑ اور بہت تیز پیچھا کیا یہ ٹیلہ پر چڑھ گیا، اور ان کو خوب برا بھلا کہا۔ گالیاں دیں، بہت کچھ کہا، چور بد معاش، جب لوٹ کر آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ اونٹ ملے یا نہیں کہا نہیں، میں نے انکو خوب گالیاں دیں، لیکن اونٹ وہ لے گئے، اسی طرح کی بات ہے، کہ کیا آپ نے بہت کچھ، اور نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ آپنے پڑھا دیا، ہم نے تو سبق پورا کر دیا، ہم نے پورا گھنٹہ پڑھا دیا، آپ نے پڑھایا تو، لیکن اس نے پڑھا کہ نہیں پڑھا، تو نظر اس پر ہونی چاہئے، ہمارے پڑھانے سے فائدہ بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ اصل تو نتیجہ ہوتا ہے، جب نتیجہ نہ نکلے تو آپ کی محنت کیا ہے بیکار ہے، تدریس کا ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپنے گھنٹہ پورا کر دیا۔ اور پڑھا دیا۔ تو آپ پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا کہ آپنے نہیں پڑھایا لیکن آپکے پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وقت گذاری کی، لیکن آپ کی نظر طالبعلم پر رہے کہ ہمیں کسی طریقہ میں دماغ پر اتار دینا ہے، سمجھا دینا ہے تب اس کو فائدہ پہونچے گا۔

طالبعلم کی نفسیات یہ ہوتی ہے، مزاج یہ ہوتا ہے کہ استاد کی توجہ کے لحاظ سے اس کی توجہ ہوتی ہے دیکھتا ہے کہ استاد ہمارے بہت توجہ کر رہے ہیں۔ انہیں فکر ہے کہ ہم کو کچھ حاصل ہو جائے اور ہمیں آجائے تو پھر متوجہ ہو جاتا ہے، انسان کی فطرت ہے یہ کہ وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور اگر دیکھے کہ وقت گذاری کر رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

ٹالنے والا کام کررہے ہیں تو اس کا جی نہیں لگتا۔ وہ بھی ہاں ہاں کرتا رہتا ہے، اسکے دماغ میں کچھ اترتا ہی نہیں ہے۔ آپ کی توجہ پر منحصر ہے طالبعلم کی توجہ، آپ جتنی فکر کریں گے، جتنی توجہ کریں گے، طالبعلم اسی لحاظ سے متوجہ ہوگا۔ آپ سے فائدہ اٹھائیگا۔ یہ بات یاد رکھئے۔

دوسری بات یہ کہ دور بدلتے رہتے ہیں، اب یہ دور جو ہے وہ پرانے دور سے مختلف ہے پہلے تو خوب پٹائی کرتے تھے طالبعلم کی، اگر وہ نہیں سمجھ رہا ہے تو خوب دُھنک دیتے تھے، یہ صحیح نہیں ہے، آپ مار پیٹ کر کسی سے کام کرالیں وہ جی لگا کے کام نہیں کریگا۔ اندر سے طبیعت میں اس کے انکار ہوگا۔ کہ کرنا پڑ رہا ہے تو کام اچھا نہیں کرسکتا۔ تو طالبعلم کو مار پیٹ کر سمجھالینا، یا سبق یاد کرالینا یہ زیادہ مفید نہیں ہوتا۔ دیکھنے میں تو مفید ہوجاتا ہے پہلے اس میں زیادتی ہوتی ہے، لیکن اب دور اتنا بدل گیا ہے مارنا پیٹنا ممنوع ہوگیا ہے، قانونا جو لوگ اس بات کو نہیں جانتے ان سے غلطی ہوجاتی ہے اس لئے بتا رہے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہو۔ اس کو جرم سمجھا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے قابل سزا بھی ہے، طالبعلم کی عمر بعض وقت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس وقت مار اور سختی چلتی تھی، لیکن نئے نظام نے اس کو بالکل ممنوع قرار دے دیا ہے یہ زیادتی ہے، لیکن قانون ہے اسلئے اسکا بھی لحاظ آپ لوگ رکھیں۔ زیادہ تر سمجھا کر، محبت کے ساتھ، پیار کے ساتھ پڑھنے کی طرف راغب کیجئے، ظاہر ہے جب پیار و محبت سے اس کو سمجھائیں تو وہ متوجہ ہوگا۔ آپ کی بات مانے گا، یہ مار سے زیادہ مفید ہے اور اسکا نتیجہ بھی نکلے گا، تو اس طرح طالبعلم کے ساتھ معاملہ

www.abulhasanalinadwi.org

کرے، لگا رہے سمجھائے کہ بھائی پڑھ لو، سیکھ لو، بار بار سمجھائے، تو سمجھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے تو وہ آپ کی محبت دیکھ کر توجہ کرے گا، سمجھ جائیگا، سیکھ جائے گا۔ جب آپ ان چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ خدمت انجام دیں گے تو عند اللہ بھی آپ کو بڑا مقام ملے گا۔ اور عند الناس بھی آپ کی قدر ہوگی، آپ کی قیمت سمجھی جائے گی، آپ خود اندر سے خوشی محسوس کریں گے کہ آپ کی محنت کا ثمرہ بڑا اچھا نکلا، کچھ لوگ تیار ہو گئے، کچھ آدمی بن گئے ہماری محنت سے۔

ہمارے یہاں خود وزیر اعلیٰ B.J.P کا آدمی ہے، اسکی سالگرہ تھی یا کوئی اور تقریب تھی، کہ ایک مسلمان ٹیچر آیا تو اس نے بڑی قدر کی اور کہا کہ یہ ہمارے استاد ہیں، ان سے ہم نے بہت سیکھا، لوگ حیران رہ گئے اخبار میں آیا، کہ مسلمان ٹیچر کی اتنی قدر، اور کہا کہ یہ ہمارے استاد ہیں ان سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ بچپن میں ان سے کچھ پڑھا ہوگا۔ وزیر اعلیٰ جس سے ملنا مشکل ہے لوگ حیران رہ گئے، کہ ایک معمولی مسلمان کو اتنی عزت دے رہا ہے، کہا کہ یہ ہمارے استاد ہیں، بٹھایا اور ہدیہ بھی دیا اور بڑا اکرام کیا۔ لوگوں نے کہا کہ دیکھئے کتنا معقول آدمی ہے کہ استاد کی اتنی عزت کی، حالانکہ استاد مسلمان ہے۔ یہ ہوتا ہے، محنت ضائع نہیں ہوتی، ظاہر ہے اس نے اس کو اس طرح پڑھایا ہوگا، جس طرح اوروں کو پڑھایا۔ معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ٹیچر سبھی کو اچھی طرح پڑھاتا تھا، ہندو معترف ہے اس کا، اس زمانہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی ہوگی، ایک معمولی طالبعلم کی حیثیت سے پڑھ رہا ہوگا۔ لیکن اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی، کہ ہمارے استاد ہماری بڑی فکر رکھتے تھے، تو اسطرح

www.abulhasanalinadwi.org

کے واقعات سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ استاد کی کیا حیثیت ہے، کہ طالبعلم ممنون منت رہتا ہے، زندگی بھر یاد رکھتا ہے چاہے، اگر کسی استاد کو اس نے یہ دیکھا کہ اس نے توجہ سے ہم کو پڑھایا ہے اور اس کو فکر رہی ہے اس بات کی کہ ہم سیکھ جائیں تو زندگی بھر یاد رکھتا ہے چاہے وہ بادشاہ ہو جائے۔ ہارون رشید کا قصہ ہے کہ اپنے بیٹوں کو نحو کے استاد کے پاس بھیجتے تھے تو وہ انکے بیٹے انکی جوتیاں سیدھی کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے پوچھا۔ ہارون رشید تو بہت زبردست خلیفہ گذرا ہے۔ پوچھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ معزز آدمی کون ہے، ظاہر ہے امیر المؤمنین ہیں اور کون ہو سکتا ہے، کہا کہ نہیں بلکہ وہ جسکے جوتے امیر المؤمنین کے لڑکے سیدھے کرتے ہیں، وہ معزز ہے، بادشاہ کے بیٹے جس کے جوتے سیدھے کریں وہ معزز ہے یا بادشاہ معزز ہے، تو استاد کی عزت بہت ہے، لیکن اس استاد کی جس سے طالب علم کو فائدہ پہونچے، مذاق میں نہیں، محض تفریح میں نہیں ہوتا یہ کام، استاد کو پڑھانے میں تھکانا پڑتا ہے، فکر کی کرنی پڑتی ہے اس کو اپنا محبوب مشغلہ بنالینا ہوتا ہے، کہ ہمیں کس طرح طالب علم کو پڑھا دینا ہے، سمجھا دینا ہے، بتا دینا ہے، اسکے لئے اپنے آرام کو قربان کرنا پڑتا ہے، اپنی تفریحات کو قربان کرنا پڑتا ہے، یونہی مفت میں نہیں مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے اس کام کو سمجھئے خوب محنت سے کام کیجئے، آپکے ذریعہ سے کچھ لوگ بن گئے، کسی میں خصوصیات پیدا ہو گئیں تو آپ کامیاب ہیں، دنیا میں بھی۔ اور آخرت میں بھی۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین.

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتربیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ کی تعلیم کے موضوع پر یہ وہ پُراثر تقریر ہے، جو انہوں نے ۳۰ر مارچ ۲۰۰۱ء کو ادارہ الشباب الاسلامی دہرہ دون کے اہم جلسہ میں فرمائی تھی، جسمیں دینی تعلیم کی اہمیت وافادیت اور ضرورت پر بھر پور روشنی ڈالی تھی، اور موجودہ ہندوستانی دیومالائی نظام تعلیم سے آگاہ کیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری تعلیم وہ ہوتی ہے، جو استاذ سے اور مدرسہ میں یا اسکول میں دی جاتی ہے، اس میں انسان کے دماغ میں وہ چیزیں بٹھائی جاتی ہیں، جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہیں، اس سے اس کے اخلاق بنتے ہیں، اس سے اسکا عقیدہ بنتا ہے، اس کے نظریات بنتے ہیں، اس کا کردار بنتا ہے، اس تعلیم کو جو لوگ اس حیثیت سے نہیں دیکھتے وہ بڑی غلطی کرتے ہیں، تعلیم کی بہت بڑی اہمیت ہے، انسان کو انسان بنانے میں تعلیم کا بہت بڑا کردار ہے۔ اچھا انسان یا بُرا انسان، ناقص انسان یا کامل انسان جو کچھ بنے گا تعلیم سے بنے گا، اس لئے تعلیم کی بڑی اہمیت ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتربیت

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم وخاتم النبيين محمد وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان ود عابدعوتهم الى يوم الدين.

اما بعد!

بزرگواور دوستو! میرے لئے یہ شرف کی، عزت کی اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں ایک ایسے نیک مقصد کے لئے منعقد کئے جانے والے جلسہ میں حاضر ہوا، آپ حضرات نے اور منتظمین نے خاص طور پر جس محبت کا اور جس اخلاق کا معاملہ فرمایا وہ حقیقت میں موضوع کی عظمت کے لحاظ سے کیا،۔۔۔درحقیقت ایسے مواقع اپنی اہمیت رکھتے ہیں اور مقصدیت رکھتے ہیں اور جو مواقع ومقصدیت رکھتے ہیں اور اہمیت رکھتے ہیں خاص طور پر اہل دین کے

www.abulhasanalinadwi.org

دائرے میں اور دعوتی مقصد رکھنے والوں کاموں میں۔اس میں شرکت ایک خادمِ ملت اور خادمِ دین کی حیثیت سے عزت کی بات ہے۔ یہ آپ حضرات کی محبت اور اخلاق کی بات ہے۔ میں حقیقت میں ان مدارس سے تعلق رکھنے والا ایک فرد ہوں جن سے آپ حضرات رکھتے ہیں اور تعلیم کے موضوع پر جو خدمت ہوسکتی ہے وہ خدمت کرنے کو کوشش کی جاتی ہے۔

تعلیم کا مسئلہ

حقیقت میں تعلیم کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے، تعلیم کا مسئلہ ایسا ہی ہے جیسے انسان کی غذا کا مسئلہ ہے، غذا سے انسان کا جسم بنتا ہے اور صحیح وسالم رہتا ہے اور تعلیم سے انسان کی انسانیت بنتی ہے، اس کا کردار واخلاق بنتا ہے۔اور انسان کیلئے یہ دونوں چیزیں نہایت ضروری ہیں، جانوروں کے لئے ایک ہی چیز کافی ہے کہ ان کا جسم سلامت رہے اور ترقی کرے اور جسم کے لئے جو مفید ہو اس کی فکر کی جائے۔لیکن انسان کے لئے یہ چیز کافی نہیں ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک معزز مخلوق بنا کر اس زمین پر بھیجا ہے اور اسکو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے، خلیفہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ جس کا خلیفہ ہے اس کی مرضی کے مطابق اور اس کی ہدایت کے مطابق کام انجام دے انسان کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ شروع سے اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق اور اس کی ہدایت کے مطابق اس دنیا کا نظام چلائے اور اس دنیا میں زندگی کا نظام قائم کرے، اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی رہنمائی ہو اور اس کو تیار کیا جائے، اس لئے کہ سکھانے سے

www.abulhasanalinadwi.org

آدمی سیکھتا ہے۔

تو تعلیم ہر انسان کے لئے ضروری ہے، اور تعلیم کی اہمیت قرآن مجید سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے ساتھ تعلیم کا ذکر فرمایا ہے وعلم آدم الاسماء کلھا . اور اس تعلیم کو یہ اہمیت دی کہ فرشتوں پر اس بات کو ظاہر فرمایا۔ کہ دیکھو ہم نے اس کو یہ چیز عطا کی ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی سب سے بڑی خصوصیت رکھی ہے کہ اس کو علم دیا، تعلیم دی، تعلیم دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسے سکھایا گیا اور بتایا گیا کہ تمہیں کس طرح زندگی گذارنی ہے اور تمہیں کیا خدمت انجام دینی ہے؟ تم بیکار نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تم یوں ہی تفریحاً نہیں اس دنیا میں بھیجے گئے ہو۔ جو پچاس سال، ساٹھ سال، ستر سال کی زندگی گذارتے ہو تو تم یہ ایک تفریح کے طور پر نہیں گذارتے ہو، کہ جیسے کوئی کسی ملک میں سیر کرنے چلا جائے، وہاں کے شہروں کو دیکھے، وہاں کی عمارتوں کو دیکھے اور وہاں کے ہوٹلوں میں ٹھہرے اور کھا پی کر اور تفریح کر کے چلا آئے یہ زندگی اس لئے نہیں ہے۔

ماحول کا اثر

یہ زندگی با مقصد زندگی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا مقصد مقرر فرمایا ہے اور ہدایات دی ہیں کہ اس طور پر تمہیں زندگی گذارنی ہے، اور اس زندگی کا آخرت میں محاسبہ ہوگا۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی اور اس تعلیم کا سلسلہ قائم فرمادیا، اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کے جو

www.abulhasanalinadwi.org

وسائل ہیں ان کا بھی ذکر فرمایا۔ تعلیم کا ذکر فرمایا، علم کا ذکر فرمایا، اور انسان کو توجہ دلائی کہ تم کو سیکھنا ہے اور سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہے عمل کرانا ہے، لیکن اگر سیکھنے اور سکھانے کا عمل نہ ہو، پڑھنے اور پڑھانے کا عمل نہ ہو تو انسان کیا بنے گا؟، انسان کی حیثیت اس کے بغیر جانور کی سی ہوتی ہے، جانوروں اور انسان میں نمایاں فرق ہوتا ہے، اگر کسی شخص کو جنگل میں چھوڑ دیا جائے، بچپنے سے پیدائش کے بعد ہی سے چھوڑ دیا جائے اور اسی طرح اس کی زندگی باقی گذرے اور کسی انسان سے اسکا واسطہ نہ پڑے، کسی انسان کو وہ نہ دیکھے۔ تو بڑے ہونے کے بعد بھی آپ دیکھیں گے کہ اس میں اور جانور میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوگا۔ اور اس کی مثال میں دے سکتا ہوں کہ لکھنؤ میں ایک بچہ ایسا دستیاب ہوا کہ جس کو بھیڑیا اٹھا لے گیا اور بھیڑیئے نے اسکو اپنے پاس رکھا، اور عجیب بات یہ ہے کہ بھیڑیا اسکی پرورش کرتا رہا، وہ جب آٹھ نو سال کا ہوا، اس وقت وہ لوگوں کو حاصل ہو گیا اور اسکو وہاں سے چھڑا لایا، اسکو اسپتال میں رکھا گیا، اور اس کو سکھانے کی بہت کوشش کی گئی اور بہت اس پر محنت کی گئی، علاج بھی کیا گیا، لیکن وہ بولتا تھا تو جانوروں کی طرح بولتا تھا۔ اور بھیڑیئے کی طرح آوازیں نکالتا تھا، اور بھیڑیئے کی سی غذا اسکو پسند تھی، دوسری غذا وہ کھاتا نہیں تھا، اس کو سکھانے کی بہت کوشش کی گئی۔ اس کا نام رامو رکھا گیا۔ لیکن اس کو نہ پڑھا سکے اور نہ سکھا سکے۔ اس لئے کہ وہ پختہ ہو چکا تھا۔ اس کو جو کچھ بھیڑیئے نے اور بھیڑیئے کی سوسائٹی نے سکھایا تھا بس وہی اسکو آتا تھا نہ اسکی عقل کام کرتی تھی، نہ اسکے اخلاق انسانوں جیسے تھے، اسی طرح اچکتا پھاندتا

www.abulhasanalinadwi.org

اور اسی طرح بھاگتا، انسانی غذا یا دوسری چیز وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ اور جانوروں جیسی آوازیں نکالتا تھا۔ آخر مر گیا اور وہ درست نہیں ہو سکا۔

طریقۂ تعلیم

تعلیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک محاکات کے ذریعہ سے ہوتی ہے یعنی نقل کے ذریعہ سے ہوتی ہے، اور ایک تعلیم و تلقین اور سکھانے کے ذریعہ سے ہوتی ہے، محاکات والی تعلیم جو ہے وہ شیر خوارگی کے زمانہ سے شروع ہو جاتی ہے، بچہ جب اپنے ماں باپ کو دیکھتا ہے اپنے ماحول کو دیکھتا ہے اس سے وہ سیکھتا چلا جاتا ہے، اور یہ جو اپنی زبان سے بولتا ہے حقیقت میں یہ ماں باپ سے سنی ہوئی زبان ہوتی ہے، آپ دیکھئے کتنے آدمی ایسے ہیں جن کو بولنا باقاعدہ استاذ اور کتاب کے ذریعہ سکھایا نہیں گیا۔ لیکن بچہ نے اپنے گھر کے اندر رہ کر زبان سیکھ لی۔ اور بہت بہترین زبان بولنے لگا۔

تو ایک سیکھنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ماحول میں سیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ماحول سے سیکھتا ہے، جو سنتا ہے وہ سیکھ لیتا ہے، جو دیکھتا ہے اس کو سیکھ لیتا ہے اور اختیار کر لیتا ہے تو تعلیم کا ایک طریقہ وہ ہے جو بچپنے سے اور شیر خوارگی سے شروع ہو جاتا ہے۔

تعلیم نہ دینے پر ماں باپ کو سزا

اس لئے جو قومیں ترقی یافتہ ہوتی ہیں، بلند مقاصد رکھتی ہیں وہ تعلیم کا بہترین انتظام کرتی ہیں اور تعلیم کی اہمیت کو سمجھتی ہیں آپ دیکھئے اس وقت دنیا میں

www.abulhasanalinadwi.org

جو قومیں بام عروج پر پہونچی ہوئی ہیں، دنیاوی اعتبار سے وہ تعلیم کی وجہ سے پہونچی ہوئی ہیں وہاں کسی شخص کو غیر تعلیم یافتہ نہیں رہنے دیتے، بلکہ آپ یوروپ وغیرہ کو دیکھئے کہ وہاں ماں باپ کو تعلیم نہ دینے پر سزا ہوجاتی ہے اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر تعلیم حاصل نہیں کی تو وہ ان میں ایک بے کار آدمی ہوگا۔ اس سے نہ ملک کو کوئی زیادہ فائدہ پہونچے گا اور نہ قوم کو کچھ زیادہ فائدہ پہونچے گا۔

تعلیم انسان کو انسان بناتی ھے

تعلیم کی طرف سے جب سے مسلمانوں نے بے توجہی برتی اس وقت سے مسلمان زوال میں آگئے، لیکن تعلیم ہی انسان کو انسان بناتی ہے۔ انسان کے دماغ کی اور اس کے ذہن کی بھی تربیت کرتی ہے اور اس کو ترقی دیتی ہے، اور انسان کے کردار و اخلاق کو بھی وہ بناتی ہے اور ظاہر ہے کہ تعلیم جیسی دی جائے گی ویسا انسان بنے گا۔ اسی طرح ماحول کے اندر یعنی اسکا جیسا ماحول اس کا ہوگا اس ماحول سے وہ اسی طرح کی چیزیں سیکھے گا۔ بچہ ابتدائی اخلاق اپنے ماں باپ سے اور اپنے گھر کے ماحول سے سیکھتا ہے ماں باپ جن چیزوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں یا جیسا مظاہرہ کرتے ہیں یا جیسے اخلاق رکھتے ہیں ان کی عادات ویسی بن جاتی ہیں اور یہ بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ بچے کا مرحلہ تقریباً چار پانچ سال کی عمر سے لے کر نو سال تک کی عمر کا ہوتا ہے جس میں خاص طور پر بچہ کا واسطہ اپنے ماں باپ سے اور اپنے گھر کے ماحول سے پڑتا ہے اور وہاں پر جیسا ماحول ہوتا ہے اور جیسا انتظام کیا جاتا ہے ویسا بچہ بنتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عبرت ناک واقعہ

اس لئے پہلی بات تو یہ ضروری ہوتی ہے کہ گھر کا ماحول ایسا رکھا جائے کہ اس سے بچہ جو سیکھے صحیح سیکھے۔ ایک واقعہ میں نے دیکھا وہ غلط ہو یا صحیح ہو لیکن بہت عبرت کا واقعہ ہے، ایک شخص بہت بڑا چور بن گیا تھا اور چوری کرتے کرتے ڈکیتی ڈالتے ڈالتے وہ اس منزل پر پہونچ گیا تھا کہ عدالت نے اس کو پھانسی کی سزا دی جب پھانسی کے پھندے پر اسکو لے جایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟ جیسا کہ پھانسی پر چڑھانے سے پہلے پوچھا جاتا ہے اس نے کہا کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں لوگوں نے سوچا کہ یہ ماں سے بڑی محبت رکھتا ہے اس لئے ماں سے ملنا چاہتا ہے، ماں کو بلایا گیا کہ تمہارا بیٹا تم سے ملنا چاہتا ہے اس کے بعد اس کی جان ختم کردی جائے گی، جب ماں آئی۔ اس سے کہا قریب آؤ، قریب آئی، اس نے کہا کان قریب لاؤ، کان قریب لائی تو اس نے کان کو اپنے دانتوں سے نوچ ڈالا ایک اندازہ ہو گیا کہ کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ اسی ماں کی بدولت آج ہم پھانسی پر چڑھ رہے ہیں۔ جب ہم نے بچپن میں چوری کی تو ماں نے سنا اور اس کے بعد نظر انداز کردیا اور مجھ کو کوئی تنبیہ نہیں کی جتی کی وہی عادت پڑی رہی اور میں اس منزل پر پہونچا۔ یہ ماں ہے جس نے مجھ کو پھانسی پر پہونچا دیا ہے۔ یہ واقعہ چاہے صحیح نہ ہو، چاہے لطیفہ ہو لیکن عبرت کا واقعہ ہے۔ گھر کے اندر بچہ کی صحیح تربیت نہ ہوئی۔ ماں باپ نے صحیح فکر نہیں کی تو بچہ ویسا بن جائے جیسا وہ دیکھے گا جیسا وہ سنے گا۔ اگر اس کو جھوٹ بولنے سے منع

www.abulhasanalinadwi.org

مکتبۃ العلامۃ عبدالحی الحسنی
دار عرفات، رائے بریلی، یو۔پی
۳۹۲
۱۶۱۲۴

نہیں کیا گیا۔ اس کو بداخلاقی سے منع نہیں کیا گیا تو یہ عادتیں اس میں پیدا ہو جائیں گی ،اور بڑے ہو کر وہ پختہ بن جائیں گی اور پھر وہ چھڑائے نہ چھوٹیں گی۔

کامل انسان تعلیم سے بنتا ھے

دوسری تعلیم وہ ہوتی ہے جو استاد سے اور مدرسے میں یا اسکول میں دی جاتی ہے اس میں انسان کے دماغ میں وہ چیزیں بٹھائی جاتی ہیں جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہیں، اس سے اس کے اخلاق بنتے ہیں، اس سے اسکا عقیدہ بنتا ہے، اس کے نظریات بنتے ہیں، اس کا کردار بنتا ہے، اس تعلیم کو جو لوگ اس حیثیت سے نہیں دیکھتے وہ بڑی غلطی کرتے ہیں، تعلیم کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ انسان کو انسان بنانے میں تعلیم کا بہت بڑا کردار ہے، اچھا انسان یا برا انسان، ناقص انسان یا کامل انسان۔ جو کچھ بنے گا تعلیم سے بنے گا، اس لئے تعلیم کی بڑی اہمیت ہے اور اس طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور اگر آپ دیکھیں ،لوگوں کے عادات و اخلاق اور ان کے طریقوں کا اگر آپ جائزہ لیں کہ کیسے اخلاق ان میں پیدا ہوئے ،اور کیسے ان کے یہاں نظریات پیدا ہوئے ،تو معلوم ہوگا کہ یہ تعلیم کی وجہ سے ہوا۔

ایک مذھب کو دوسرے مذھب پر غالب کرنے کی کوشش

ہمارے اس ملک میں جہاں سیکولر نظام حکومت ہے، جہاں اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ ہر مذہب والے اپنے عقیدے کے مطابق اور اپنی مرضی

کے مطابق تعلیم دلا سکتے ہوں، مدرسے قائم کر سکتے ہوں، اسکول قائم کر سکتے ہوں، اور یہاں حکومت نے مذہب کو اپنے تسلط میں نہیں رکھا ہے، اور کسی مذہب کو کسی مذہب پر مسلط کرنے کی اسکو اجازت نہیں ہے، یہاں پر جسکو بھی اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق انسان تیار کرتا ہے اسکو تعلیم کا نظام اختیار کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ حکومت کے جو اسکول اور کالجز ہیں، وہ اصولاً انکو کسی مذہب کے کردار کے مطابق تعلیم نہیں دیتی ہے اور پھر ہمارے ملک میں مزید مصیبت یہ ہے کہ نظام حکومت سیکولر ہونے کے باوجود یہاں ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر پر غالب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور خاص طور پر دیومالائی تعلیم کے ذریعہ سے کوشش کی جارہی ہے۔

آپ دیکھئے کہ حکومت کے اسکول اور کالجز کافی نہیں سمجھے گئے۔ کتنے اسکول آر ایس ایس کی طرف سے کھولے گئے ہیں، اور تعلیم کا نیا نظام قائم کردیا گیا، دیہاتوں دیہاتوں میں اسکول قائم کردیئے گئے اور یہاں ہندو عقیدے کے مطابق اور ہندو رسم کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے اور وہاں بچوں کو غلہ دیا جاتا ہے، بچوں کی مدد کی جاتی ہے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اسکولوں میں آکر تعلیم حاصل کریں تا کہ عقیدہ خراب ہوجائے اور ہندو عقائد ان کے دماغ میں بٹھا دیئے جائیں اور دوسری طرف ہم لوگوں کا معاملہ ہے کہ ہم فکر ہی نہیں کررہے ہیں کہ ہمارے بچوں کا کیا بن رہا ہے اور بچے کہاں جارہے ہیں، در حقیقت دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے کہ باپ کی طرح بیٹے کا ہونا ضروری نہیں ہے، بیٹا اس وقت

www.abulhasanalinadwi.org

باپ کے نقشِ قدم پر چلے گا اور باپ کی طرح ہوگا جب باپ اس بات کی فکر کرے کہ بیٹا ہماری طرح ہو۔ اگر باپ اس بات کی فکر تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے نہیں کرتا ہے تو بیٹا اس کی طرح نہیں ہوگا۔ اور ہمیں تاریخ بتاتی ہے آپ ترکستان کی تاریخ دیکھ لیجئے آپ دوسرے ملکوں کی تاریخ دیکھ لیجئے، دو تین نسلوں کے بدل جانے کے بعد عقائد، اس کا مذہب، اس کا کردار سب بدل جاتا ہے، اور ان لوگوں کو جا کر دیکھئے کہ اسلام کے مطابق ادنیٰ باتیں بھی نہیں جانتے۔ دین کی بات بتانے والا نہیں ملا، کسی نے ان کو بتایا نہیں، کسی نے سکھایا نہیں کہ دین کیا ہے اور مذہب کیا ہے؟

اسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ

ہمارے ملک میں جو آپ دینداری دیکھ رہے ہیں، جو اسلام کا تعلق دیکھ رہے ہیں یقیناً یہ ہمارے بڑوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے، ہمارے علماء کی قربانیوں کا ثمرہ ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں لگا دیں، لوگوں کو اسلام سے اور اسلامی تعلیمات سے جوڑے رکھے انہوں نے مسلمان نسل کی ایسی تربیت کی کہ آج تک وہ اسلام پر قائم ہیں۔ اور اسلام کی حمیت کیلئے مدارس کے ذریعہ سے، اور کانفرنسوں کے ذریعہ سے جو انہوں نے خدمات انجام دیں اور جو انہوں نے محنتیں کیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین سے اتنا تعلق ہم کو اور آپ کو نظر آرہا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، یہ جلسہ کیا ہے، یہ جلسہ نتیجہ ہے ہمارے اسلاف کی محنتوں کا۔ اگر ان کی محنتیں نہ ہوتیں اور یہ دینی شعور نہ ہوتا، دین سے محبت نہ ہوتی، جو نظر

www.abulhasanalinadwi.org

آ رہی ہے، جو جلسہ کرا رہی ہے، یہ جلسہ کون کرا رہا ہے، یہ دین کی محبت کرا رہی ہے۔ دین کی حمیت کرا رہی ہے یہ دین کی حمیت و محبت کہاں سے آئی ہے، یہ حقیقت میں اسلاف کی کوششوں کا نتیجہ ہے انہوں نے جو چیز سکھائی اور جس طرح کے اخلاق بتائے ہیں اور ان کی صحبتوں سے جو فائدہ پہونچا ہے آج اس کا اجر داعیوں کی شکل میں اور دیندار لوگوں کی شکل میں اور دینی محبت کی شکل میں نظر آ رہا ہے، تو ہم جو نمازیں پڑھتے اور جو ہم دین سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمارے اسلاف کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

لیکن اب اسلاف کی جگہ ہم ہیں، ہم اگر محنت نہیں کریں گے، ہم توجہ نہیں کریں گے تو ہماری اولاد ہمارے سامنے ویسی نہیں ہوگی جیسی ہونی چاہئے اور ایسا ہوتا ہے آپ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص تہجد گزار ہے، متقی و پرہیز گار ہے لیکن اگر اس کے بیٹے کی صحیح تربیت نہیں ہوئی اور نماز تک چھوڑ رہا ہے اور دین سے اس کا تعلق بہت کمزور ہے اور پھر اگر اس کے بعد بھی تربیت نہیں ہوئی اور توجہ نہیں کی گئی تو آئندہ تیسری نسل آئے گی جو پوتے کی ہے۔ وہ بالکل دین سے بیزار ہوگی اس کی مثالیں ہمارے اس ملک کے اندر مل سکتی ہیں، کہ آپ کے قرب و جوار میں ایسے دیہات ہوں گے جہاں کے مسلمان یہ تک نہ جانتے ہوں گے کہ وہ مسلمان ہیں اور یہاں ان کے نام مسلمان جیسے نہیں ہیں، ان کے باپ دادا مسلمان تھے، اس کے بعد وہ کچھ نہیں جانتے، ان کے نام بھی آپ دیکھیں گے کہ غیر مسلموں جیسے ہیں، ان کی عادات بھی غیر مسلموں کی طرح

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، ان کے یہاں آپ بت بھی رکھے ہوئے دیکھیں گے۔ اور مسلمانوں کی رسمیں بھی دیکھیں گے، اس لئے جب ان کو بتانے والا کوئی نہ ہوگا اور سکھانے والا کوئی نہ ہوگا تو ایسے ہی بن جائیں گے۔

آئندہ نسل کی فکر

اس ملک میں ہمارا مسئلہ بہت اہم ہے، اگر ہم نے اپنی نئی نسل کی تعلیم کی فکر نہیں کی، اس کی تربیت کی فکر نہیں کی، اس کے دین کے تعلق کو نہیں جوڑا، اس کو اللہ اور رسولؐ کے تعلق سے نہیں جوڑا، تو یہ نئی آنے والی نسل ویسی نہیں ہوگی جیسی ہونا چاہئے، اس کا دین سے تعلق قائم نہیں رہے گا۔ دین میں ایسا ہوتا ہے اور ہوا ہے سب سے بڑی اور اہم ضرورت ہمارے لئے یہ ہے کہ اس بات کی فکر کریں کہ ہماری آئندہ نسل اسلام پر باقی رہے گی یا نہیں رہے گی، اس کا دین سے تعلق رہے گا یا نہیں رہے گا۔

حضرت مولانا علیؒ میاں اس بات پر بہت زور دے کر کہتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا جس وقت انتقال ہونے لگا، انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور کہا بیٹو بتاؤ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ حالانکہ وہ نبیوں کے بیٹے تھے، ان کے دادا نبی، ان کے باپ نبی، پردادا نبی، ان سے پوچھ رہے ہیں بتاؤ تم کس کی عبادت کروگے، کہا ابّا جان ہم کس کی عبادت کریں گے، ظاہر ہے کہ جن کی عبادت ہم کو کرنی چاہئے، اپنے خدا کی اور اپنے باپ دادا کے خدا کی جس کی وہ عبادت کرتے تھے ہم عبادت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہمیں

www.abulhasanalinadwi.org

اطمینان نہ ہو جائے، ہم مرنا نہیں چاہتے، حقیقت یہ ہے کہ ہمیں فکر اس بات کی کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری آنے والی نسل اسلام پر قائم رہے گی۔ یا نہ رہے گی۔ اور یہ نسل اسلام پر صرف تمناؤں سے قائم نہیں رہے گی بلکہ اس کے لئے جدو جہد کرنا پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلے گا اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کام چلے گا، اگر ہم بیٹھے تمنا کرتے رہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارا پوتا مسلمان رہے، اس طرح مسلمان نہیں رہے گا، جب تک ہم انتظام نہیں کریں گے یا فکر نہ کریں گے کہ ہم مسلمان رہیں۔ اس کے لئے تدبیریں اختیار نہیں کریں گے، جن تدبیروں سے وہ اسلام پر قائم رہے، اسلام کے عقیدے کے مطابق زندگی گزارے، آپ نے وندے ماترم کے متعلق سُنا کہ وندے ماترم کو اسکولوں اور کالجوں میں رائج کیا جارہا تھا۔ سارے مسلمان بچوں سے پڑھوایا جارہا تھا۔ وہ خالص شرک کا عقیدہ ہے۔ آپ بتایئے اگر اس پر توجہ نہ کی گئی ہوتی تو آج سارے اسکولوں میں وندے ماترم رائج ہوتا، ہمارے سارے مسلمان اور ماں باپ یہ سمجھتے کہ بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ اپنے عقیدہ کو کھو رہا ہے اور اپنے دین کو ضائع کر رہا ہے، یہ باتیں ایسی ہیں کہ ہم ان کے خلاف احتجاج کر سکتے ہیں اور حکومت کو متوجہ کر سکتے ہیں، لیکن تنہا یہ بات کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مثبت کام بھی کرنا ہوگا ہمیں زیادہ سے زیادہ اسکول اور مدرسے قائم کرنے ہوں گے، تعلیم کا نظام قائم کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ اس ملک کا قانون ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے کہ ہم پرائیوٹ اسکول قائم کریں، امریکہ میں

www.abulhasanalinadwi.org

یہودی بہت تھوڑی تعداد میں ہیں، ان کی تعداد اسی نوے لاکھ سے زیادہ نہیں ہے، لیکن انہوں نے پورے امریکہ کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے، قبضہ کیسے کیا ہے؟ تعلیم کے ذریعہ سے کیا ہے انہوں نے شروع سے ہی یہ بات طے کر لی کہ ہم اقلیت میں ہیں اگر ہم نے اپنا تعلیم کا نظام خود قائم نہیں کیا تو ہم اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتے۔ ہم دوسری سوسائٹی میں بالکل گھل مل جائیں گے۔ انہوں نے پرائیوٹ اسکول اور کالج کثرت سے قائم کئے جس میں اپنی مرضی کے مطابق تعلیم دیتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق سارا نظام چلاتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے کو باقی رکھا ہے، صرف باقی ہی نہیں رکھا ہے بلکہ وہ حاوی ہو گئے ہیں، پورے ملک پر چھا گئے ہیں، اس لئے تعلیم جتنی ہوگی اتنا ہی وہ آگے آجائیگا، دنیا اس کو مانے گی اور دنیا کو ماننا پڑیگا۔ اگر ہم اپنے اندر صلاحیت پیدا کر لیں تو دنیا ہم کو مانے گی، اگر ہم نے صلاحیت پیدا نہیں کی تو دنیا ہم کو پیچھے کر دے گی راستے سے ہٹا دے گی۔

دین وایمان کی حفاظت

تعلیم کا مسئلہ بہت اہم ہے دنیاوی تعلیم کا بھی مسئلہ اور دینی تعلیم کا بھی مسئلہ۔ دنیاوی تعلیم سے دنیا بنتی ہے اور دینی تعلیم سے ہمارا اخلاق، ہمارا عقیدہ، ہمارا مذہب قائم رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، ہمیں دونوں طرح کی تعلیم کی فکر کرنا پڑے گی۔ اب رہی دنیاوی تعلیم تو اس کے بڑے وسائل دنیا میں پائے جاتے ہیں، اس کے اسکول اور کالج اور درسگاہیں بھی ہیں۔ اور اس کی تعداد بھی کافی ہے، اس کی طرف اتنی توجہ کی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ خود بخود

www.abulhasanalinadwi.org

ہو رہا ہے لیکن سب سے بڑا خطرہ اس وقت ہماری دینی تعلیم کا ہے۔ دین کو یہ نہ سمجھئے کہ وہ قرآن مجید حدیث شریف پڑھانے کا ایک نظام ہے۔ صرف ایسا نہیں ہے بلکہ دین کے باقی رکھنے کا نظام ہے، قرآن وحدیث کیا ہے؟ قرآن وحدیث سے ہم کو دین کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ ورسول کی مرضی معلوم ہوتی ہے، دین کے احکام معلوم ہوتے ہیں، صرف قرآن شریف اور حدیث شریف پڑھا دینا ہی کافی نہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث پڑھا دیا بلکہ ہم نے دین کو باقی رکھنے کا انتظام کیا، ہمارے مدرسے جو ابتدائی ہوں یا اعلیٰ ہوں، دونوں کی بڑی اہمیت ہے۔

ابتدائی مدرسے کی اہمیت اس لئے ہے کہ اس سے عقائد درست ہوتے ہیں، بچہ خدا اور رسول ﷺ کی معرفت حاصل کرتا ہے، اگر ہم نے ابتدا میں بچہ کا عقیدہ صحیح نہیں کرایا۔ اللہ اور رسول کا تعارف نہیں کرایا اور اس کے دل میں دین وایمان کی حقیقت اور اللہ ورسول ﷺ کی محبت نہیں پیدا کر دی تو بچہ کو جو چاہے گا اچک لے جائے گا، اور جو چاہے گا اپنا عقیدہ اس کے دماغ میں ڈال دے گا۔ وہ آپ کا نہیں ہوگا بلکہ وہ دوسرے کا ہوگا، دیکھنے میں آپ تاریخ کے لحاظ سے اور پیدائش کے لحاظ سے بتائیں گے کہ ہمارا لڑکا ہے لیکن وہ آپ کا لڑکا نہیں ہوگا۔ وہ آپ کے عقیدے کے مطابق نہیں ہوگا۔ آپ کی امنگوں اور توقعات کے مطابق نہیں ہوگا۔ تو ہم اگر اپنے لڑکے کو اپنا لڑکا رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں فکر کرنی پڑے گی کہ اس کے عقائد درست ہوں۔ توحید وشرک کا فرق سمجھے اسلئے کہ توحید عظیم دولت اور انعام ہے۔

یہ ملک شرک کا ملک ہے، شرک یہاں بسا ہوا ہے، ہر طرف شرک پھیلا

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا ہے، تعلیم گاہوں میں شرک ہے اور بازاروں میں شرک آپ کو ملے گا۔ شرک عام ہے، شرک کا ملک ہے، یہاں اگر ہم تعلیم کو قائم نہیں رکھیں گے تو توحید قائم نہیں رہ سکتی، اس کے لئے ہم کو انتظامات کرنے پڑیں گے۔ آج کے ہمارے یہ مدرسے چاہے جتنے بیچارے متواضع قسم کے ہوں، معمولی قسم کے معلوم ہوتے ہوں لیکن یہ بہت اچھے مقصد کے لئے قائم ہورہے ہیں، ان کی ہمت افزائی کی ضرورت ہے اور ایسے مدرسے اور زیادہ قائم کرنے کی ضرورت ہے، یہاں بچوں کے عقائد درست کئے جائیں، اس کو دین سے وابستہ کیا جائے، اللہ اور رسول سے محبت پیدا کی جائے اور اس کو توحید اور شرک کا فرق بتایا جائے تاکہ وہ بڑا ہوا کر کسی فساد میں نہ پڑے، کسی جال میں نہ پھنسے، اور کسی گمراہ کرنے والے کی گمراہی میں مبتلا نہ ہوجائے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اپنی تقریروں میں فرماتے تھے کہ ہم کو اس کا ایسا جذبہ ہونا چاہئے کہ آدمی خواب دیکھتے دیکھتے چلانے لگے اور لوگ گھبرا جائیں کہ کیا بات ہے، کیا خواب دیکھا ہے، کیا بات ہے، کیوں چلا رہے ہو، کہا کہ ہم نے خواب دیکھا ہے کہ ہم کو کوئی شرک کی تعلیم دے رہا ہے، ہم کو کوئی توحید سے ہٹا رہا ہے، توحید سے ایسی محبت ہونی چاہئے، کہ آدمی کو خواب میں بھی توحید کے عقیدے کا خطرہ معلوم ہو تو بے چین ہوجائے، پریشان ہوجائے، بدحواس ہوجائے اور کیوں نہ ہو شرک اور توحید کا یہ فرق ہے کہ شرک والا جہنم میں جائے گا۔ اور توحید والا جنت میں جائے گا۔ تو شرک کو کیسے برداشت کیا

جا سکتا ہے، شرک کو کیسے اپنے گھر میں بسنے دیا جا سکتا ہے، شرک کو کیسے اپنے اوپر طاری کیا جا سکتا ہے، یہ جہنم میں لے جاتا ہے۔ اس طرح اگر شرک کا خطرہ ہو تو آدمی کو بے چین ہو جانا چاہئے، تڑپ جانا چاہئے، اور اس میں ایسی کیفیت پیدا ہو جائے جیسے اس کو آگ میں ڈالا جا رہا ہو حضور ﷺ نے فرمایا اپنی تعلیم کے سلسلہ میں کہ کسی نے آگ جلادی اس میں پروانے گر رہے ہیں۔ اس طرح ہماری یہی مثال ہے کہ لوگ شرک میں گرے جا رہے ہوں اور میں ان کو پکڑ کر نکال رہا ہوں۔

بھائیو! اور دوستو! مدرسہ کی بڑی اہمیت ہے، تعلیم کی بڑی اہمیت ہے، یہ پشتہ لگانے کی بات ہے، یہ سیلاب ہے، ہم سیلاب کی زد میں ہیں، اس سیلاب کو ہم روکنے کے لئے جتنا پشتہ بنا سکیں جتنی روک سکیں، ہمیں روک کرنی چاہئے۔ اور پشتہ لگانا اور روک لگانا اسی طرح ہو سکتا ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں ایک مثبت طریقہ اور ایک منفی طریقہ، ایک تو یہ کہ توحید کو بگاڑنے والی اور دین سے برگشتہ کرنے والی باتوں کا مقابلہ کریں اور ان کو روکنے کی کوشش کریں، ان کی تدابیر ہم اختیار کریں، اور دوسرا طریقہ ایجابی ہے، یعنی مثبت وہ یہ کہ ہم ایسے انتظامات کریں کہ ہم محفوظ رہیں اور کسی خطرہ میں مبتلا نہ ہوں، اور کسی سازش سے بگاڑا نہ جا سکے اس لئے کہ سازشیں چل رہی ہیں۔

ہندوستانی نظام تعلیم

تعلیمی نظام جو ہندوستان میں رائج ہے وہ ہندو دیومالا کو عائد کر رہا ہے، وہ توحید کے عقیدے کو بگاڑ رہا ہے، شرک کے عقیدے کو دلوں میں بٹھا رہا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اگر ہم نے اس سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے بچوں کو اس سے بچانے کے لئے اور نئی نسل کو دین پر باقی رکھنے کے انتظامات نہیں کئے تو نئی نسل ایمان وعقیدہ کے اعتبار سے تباہ ہو جائے گی۔ اس کے لئے ہمیں انتظامات کرنا پڑیں گے، اور اس کے انتظامات یہ ہیں کہ اپنے گھروں کے انتظامات درست کریں ہمارے گھر کے اندر بچوں کی صحیح تربیت ہو، بچوں کے دماغ میں صحیح عقائد ڈالے جائیں۔ پہلے زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ بچوں کو ان کی مائیں، ان کی دادیاں، انکی پھوپھیاں اور خالائیں انبیاء کے قصے سناتی تھیں۔ اور ایسے ایسے قصے کہانیاں سناتی تھیں کہ جس سے ان کے دماغ میں نبیوں کی محبت، نبیوں کے نام اور حضور ﷺ سے محبت پیدا ہو جائے چھوٹا بچہ ہے اس کو کہانی سننے کا شوق ہے مائیں پھوپھیاں اس کو ایسی کہانیاں سناتی تھیں جس سے عقیدہ درست ہوتا تھا۔ جس سے اللہ اور اس کے رسولؐ سے واقفیت ہوتی تھی۔ محبت پیدا ہوتی تھی۔ کہ بچہ محبوب ہوتا ہے۔ اگر بچہ خطرے میں پڑ جاتا تو ان خطروں کا مقابلہ تھوڑا بہت کر سکتا تھا۔ آج یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ آج گھروں کے اندر ٹیلی ویژن تربیت کر رہا ہے، ٹیلی ویژن سکھا رہا ہے، ماں باپ کو موقع بھی نہیں مل رہا ہے، آج کل بچے ٹیلی ویژن سنتے ہیں، ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، ریڈیو سنتے ہیں اور بازاروں کا منظر دیکھتے ہیں آج انکی تعلیم اس طریقے سے ہو رہی ہے وہ کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں، کیسے ان کا عقیدہ درست رہ سکتا ہے، اگر ہم اس کے لئے مثبت انتظام نہیں کرتے، ہم گھروں کا انتظام درست نہیں کرتے، گھروں میں اپنے بچوں کو صحیح باتیں نہیں سکھاتے اور ان کے اخلاق کو

www.abulhasanalinadwi.org

درست رکھنے کی کوشش نہیں کرتے تو چوری سیکھنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے پہلے ہمیں اپنے گھروں کو درست کرنا پڑے گا اس کے بعد ہمیں مدارس کا جال بچھانا پڑے گا جہاں ہمارے بچے پہلے دین کی بنیادی باتیں سیکھ لیں۔ ان کے عقائد درست ہو جائیں ان کو اللہ اور رسولؐ کی پہچان ہو جائے، ان کو توحید اور شرک کا فرق معلوم ہو جائے تو ان کو جو تعلیمی نصاب کے خطرات پیش آتے ہیں ان کا تھوڑا بہت وہ مقابلہ کر لیں گے۔ لہٰذا اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم بچوں کی تعلیم کا انتظام کریں اور ایسی تعلیم کا انتظام کریں کہ ان کے اخلاق، ان کا عقیدہ، ان کا دین محفوظ رہے اور اس کے بعد وہ تعلیم بھی حاصل کریں، ان کا عقیدہ جب درست ہو جائے گا۔ اللہ اور رسولؐ سے وابستگی ہو جائے گی تو انشاء اللہ وہ محفوظ ہوں گے، اور پھر وہ آپ کے ہونگے آپ سے محبت کرنے والے ہوں گے، آپ کے عقیدے کے مطابق ہوں گے، آپ ان کو دیکھ کر خوش ہوں گے، آپ اس دنیا سے جائیں گے تو خوشی خوشی جائیں گے کہ ہمارا لڑکا ایسا ہے ہم ایسی نسل چھوڑ کر جا رہے ہیں جو ہمارے راستہ پر ہے جو ہمارے لئے دعا کرے گی، جو ہمارے لئے ثواب کا باعث بنے گی اور اگر وہ اولاد ایسی ہے کہ جس کو دوسروں نے اچک لیا ہے دوسروں نے اس کے دماغ کو بدل دیا ہے اس کے عقیدے کو خراب کر دیا ہے وہ اولاد آپ کے کس کام کی ہے وہ آپ کو گالی دے گی۔ وہ آپ کو برا بھلا کہے گی اور آخرت میں آپ کے لئے ثواب کا باعث نہیں ہوگی، یہ بہت دردناک بات ہے، بہت چونکا دینے والی اور فکر پیدا کر دینے والی بات ہے چونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہمارے سامنے جلدی یہ چیز پیش نہیں آتی، اس لئے ہم اس سے غافل ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ دس سال بعد، بیس سال بعد پیش آسکتا ہے۔

بھائیو! اور بزرگو! آخر میں خلاصہ کے طور پر کہتا ہوں کہ ہم اس ملک میں اپنے اسلام کو اپنے دین کو اسی صورت میں بچا سکتے ہیں اور نئی نسل تک اس کو منتقل کر سکتے ہیں کہ ہم بچوں کی تعلیم کا صحیح انتظام کریں اور انکی دینی تعلیم کی فکر کریں تا کہ ان کے عقائد درست ہوں۔ اللہ اور رسول سے ان کی واقفیت درست ہو اور انکا دین درست ہو، اس کے لئے ہمیں انتظام کرنا ہوگا۔ اس کے لئے مدارس کو پہلے قائم کریں اور ان مدارس میں ہم اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلائیں تا کہ وہ عقیدۂ توحید پر قائم رہیں۔ اور خالق ومخلوق کا صحیح طور پر رشتہ قائم ہو سکے، اور بندے اپنے مالک کی رضا وخوشنودی حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اس بات کی سمجھ دے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتِ دین

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے یہ تقریر لکھنو کے تبلیغی مرکز کی مسجد میں ۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء کو بعد نماز مغرب بروز جمعرات کی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت کے کام سے بڑا فائدہ ہے۔ ہماری عبادت ناقص ہے۔ اس میں بہت سی کمیا ہیں، مگر کسی کے ذریعہ کوئی نماز پڑھنے والا ہو گیا، تو اس کو تو اجر ملے گا ہی، مگر اس کو بھی اجر ملے گا، جس کے کہنے سے اس نے نماز اختیار کی، اور اچھی نماز کا اجر ملے گا، آپ سوچیئے! حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کتنا اجر وثواب ملتا ہوگا، لاکھوں کے اعمال کا اجر وثواب ملتا ہوگا، حضور ﷺ کو کتنا اجر وثواب ملے گا۔ آپ تو ساری نیکیوں کو وجود بخشنے والے ہیں، یہ دعوت کے کام کا خاصہ ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتِ دین

حمد وثنا کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے صحیح دین کی دولت حاصل ہونے کو نعمت کہا ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ دین کی دولت، وہ دولت ہے جو آخرت کی نہ ختم ہونے والی اور ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں آرام وراحت اور کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔ دنیا میں آرام وراحت ملے اس کو نعمت کہا جاتا ہے۔ جب کہ دنیا کی زندگی چند سال کی ہے۔ اور آخرت کی زندگی طویل ترین اور ناقابل شمار ہے اس کا آرام وراحت ہی نعمت کہلانے کا مستحق ہے۔

اس طرح نعمت کا اصل تعلق دین سے ہے۔ عام طور پر لوگ کھانے پینے وغیرہ کی چیزوں کو نعمت سمجھتے ہیں۔ یہ چیزیں نعمت ہیں لیکن جب ان کے ساتھ دین ہو۔ ورنہ یہ چیزیں مطلوبہ اور پسندیدہ نعمت نہیں ہیں۔

ناپسندیدہ نعمت کے لئے قرآن مجید کی زبان میں ''نعمت'' نون کے زیر سے کہا گیا ہے۔ پسندیدہ اور اصل نعمت کے لئے قرآن فرماتا ہے: وأما بنعمة

www.abulhasanalinadwi.org

ربک فحدث. حضور ﷺ سے کہا گیا کہ آپ دعوت کو جو نعمت حاصل ہے اس کو بیان کریئے۔ اس نعمت سے مراد دین کی نعمت ہے جو نون کے زیر سے ادا کی جاتی ہے۔

آپ لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ دین کو سیکھنے کے لئے۔ دین سننے کے لئے یہ قابل مبارک بھی ہے اور قابل مسرت بھی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرشتے ایسی مجلس میں آتے ہیں۔ آپ ذرا سوچئے کہ کتنے فرشتے یہاں موجود ہیں۔ یہ بات بڑی اہمیت کی ہے کہ ہمارے ساتھ فرشتے بیٹھے ہیں۔ ایسی ہی مجلس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور معافی کا اعلان کرتا ہے۔ یہ احادیث میں آیا ہے۔

دنیاوی نعمتیں جس میں جسمانی اور دنیاوی آرام حاصل ہوں وہ منع نہیں ہیں البتہ ان کے ساتھ دین ہونا چاہئے، یہ نعمتیں زندگی میں بہت ہیں۔ ان کا شمار مشکل ہے۔ بندہ اس کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا راستہ بتادیا ہے کہ اپنے مالک کا احسان مانو۔ شکر ادا کرو۔ شکر بڑا عمل ہے۔ اور یہ دین کا اہم حصہ ہے۔ دین کیا ہے۔ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا و منشا کے مطابق کیا جائے، نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہو اور پیروی حضور ﷺ کی ہو وہ حق ہے۔ وہ دین ہے۔ جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا و منشاء کے مطابق نہ ہو وہ حق نہیں ہے، وہ دین نہیں ہے، وہ باطل ہے۔

دین کے اثر و برکت سے دنیا بھی سدھرتی اور بنتی ہے۔ اور اس بات کی کوشش کہ دین قائم ہو، اس کو دعوت کہتے ہیں۔ اس میں دو فائدے ہیں۔ خود کی

www.abulhasanalinadwi.org

اصلاح ہوتی جاتی ہے۔اور دوسرے یہ کہ دوسروں کو دین کی طرف لایا جاتا ہے، اس میں اپنی اصلاح اصل ہے۔ اس کے لئے ایمان کو بڑھانا اور ایسا ایمان پیدا کرنا جو انسان کو چلائے یہ ایک ذمہ داری اور اصل کام ہے۔ یوں کوئی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا۔کوئی کیا حیثیت رکھتا ہے جب حضور ﷺ سے یہ کہہ دیا گیا"انک لا تهدی مَن أحببت" آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ داعی کا کام یہ ہے کہ وہ اندر کے ایمان کو ایسا ابھارے کہ طلب بڑھ جائے۔توجہ بڑھ جائے۔فکر پیدا ہو جائے۔موقع دیکھ کر ایسی بات کہے جس سے اندر کے ایمان کا تار چھڑ جائے۔بس یہ ایک ذمہ داری ہے، جو ایک تعداد پر لازم ہے، یہ ذمہ داری ہے کہ ایک مقدار میں دعوت کا کام ہو۔ کچھ لوگ ہوں جو ایک تعداد میں دعوت کا کام کریں۔ دعوت کا کام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچاتا ہے، ملت کی حفاظت کرتا ہے، عربوں پر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی اور استغفار کرنے والوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب نہیں آیا، یہ قرآن نے کہا ہے۔ بعد میں آپؐ کے وجود کا بدل دراصل دعوت کا کام ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بستیوں کو مواخذہ سے بچالے گا جو دعوت کا کام کرتی ہوں۔ایک جماعت اتنی تعداد میں ہو جو اتنا دعوت کا کام کرے جس سے ضرورت پوری ہو۔ ولتکن منکم أمة يدعون الى الخير... یہ ضروری ہے۔دعوت کا کام نہیں ہوگا تو سب کا مواخذہ ہوگا۔حدیث میں ہے کچھ لوگ چلیں گے کعبۃ اللہ کے انہدام کے لئے۔راستہ میں، اللہ پکڑ لے گا۔اور زمین میں دھنسا دے گا۔حالانکہ ان لوگوں

www.abulhasanalinadwi.org

میں ایسے لوگ ہوں گے جن کا قصور نہ ہوگا۔ یہ سوال کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہاں تو ایسا ہی ہوگا مگر آخرت میں نیت اور مقصد کے مطابق حشر ہوگا۔

دعوت کے کام سے بڑا فائدہ ہے۔ ہماری عبادت ناقص ہے۔ اس میں بہت کمیاں ہیں۔ مگر کسی کے ذریعہ کوئی نماز پڑھنے والا ہوگیا تو اس کو اجر ملے گا۔ مگر اس کو بھی ملے گا جس کے کہنے سے اس نے نماز اختیار کی اور اچھی نماز کا اجر ملے گا۔ آپ سوچئے مولانا الیاسؒ کو کتنا ثواب ملتا ہوگا۔ لاکھوں کے اعمال کا اجر وثواب ملتا ہوگا۔ حضور ﷺ کو کتنا ثواب ملے گا۔ آپؐ تو ساری نیکیوں کو وجود بخشنے والے ہیں۔ یہ دعوت کے کام کا خاصہ ہے۔

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا کام کیا۔ ایک ایسا راستہ ہموار کیا جس سے دعوت کا کام سب لوگ کرسکیں۔ پہلے جو راستے ہموار ہوئے وہ علماء کے ساتھ مخصوص تھے۔ اس میں ''نکلنے'' پر زور دیا جاتا ہے تاکہ جذبہ تربیت پائے۔ تقریر سے جو جذبہ قائم ہوتا ہے وہ ماحول نہ ملنے سے ختم ہوجاتا ہے۔ مسلمانوں کے عہد اول میں اہل اللہ کا وعظ بڑا موثر ہوتا تھا۔ دلوں پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ اس سے بعض لوگوں کا جنازہ نکلا۔ ضرورت تھی کہ جذبہ کی تربیت کا انتظام کیا جائے۔ آج کل آدمی ان باتوں سے دور ہوتا چلا جارہا ہے، تبلیغ کے اس کام سے بہت اثر ہوتا ہے۔ اس ماحول میں تربیت ہوتی ہے، یہ جو لوگوں میں تبدیلیاں آئیں اس کی وجہ دعوت کے لئے ''نکلنا'' ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی جو بگڑا ہوا تھا ۹۹ قتل کرچکا تھا۔ اس

www.abulhasanalinadwi.org

میں فکر پیدا ہوئی وہ ایک بزرگ کے پاس گیا۔ اور اپنی حالت بتائی۔ انہوں نے کچھ ایسا کہا جس سے اس کی رگ بھڑک اٹھی۔ اور اس نے ان بزرگ کو بھی قتل کر دیا۔ اب یہ سو کا قاتل ہو گیا۔ مگر دل میں جو بات پیدا ہوئی تھی اس نے پھر آمادہ کیا اب وہ کسی اور سے ملا ان عالم سے کہا کہ ہماری بچت کا کوئی راستہ ہے۔ انہوں نے سمجھ کر اس سے فرمایا کہ جو توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اب تم توبہ کرلو۔ اور یہاں سے دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اس کو پرانی بستی سے نکالا تاکہ اس کا جذبہ نئے ماحول میں تربیت پائے۔ اب وہ چلا۔ راستہ میں موت کا وقت آ گیا۔ دونوں طرح کے فرشتے آ گئے۔ ایک وہ جو اچھے لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو خراب لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں۔ دونوں نے کہا ہم روح قبض کریں گے۔ اس پر اللہ سے دریافت کیا۔ اللہ نے کہا دونوں طرف کی زمین ناپو جو کم ہو اس کی طرف کے لحاظ سے فرشتے عمل کریں، دوسری طرف اللہ نے اچھے رخ کی زمین کو حکم دیا کہ تم سکڑ جاؤ وہ سکڑ گئی، زمین ناپی گئی اچھے رخ کی زمین کم نکلی لہٰذا نیکی کرنے والے لوگوں کی روح قبض کرنے والے فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ تم روح قبض کرو۔ اس توبہ اور نئے ماحول کی طرف بڑھنے کی وجہ سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ خاتمہ اچھا ہوا۔

آپ لوگ قابل مبارکباد ہیں۔ قابل مسرت ہیں۔ آئے۔ دین کے لئے جمع ہوئے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر کا دن

دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی میں عیدالفطر کے موقع پر ۱۶ دسمبر ۲۰۰۱ء کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے یہ تقریر فرمائی تھی۔ جس میں آس پاس کے لوگ بھی تھے اور وہ حضرات بھی تھے جو دور دراز علاقوں اور شہروں سے یہاں اعتکاف کرنے آئے ہوئے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں ایسی محبت رکھی کہ وہ بچہ کے لئے اپنے آپ کو نثار کردیتی ہے، قربان کردیتی ہے، یہ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس میں اس محبت کو رکھا ہے، فرماتا ہے، ہم نے محبت رکھی ہے، تاکہ نظام چل سکے۔ اگر ماں کے دل میں یہ محبت نہ ہوتی تو کون عورت تھی، جو کسی کے بچے کے لئے یہ قربانی دیتی؟ کہاں سے یہ محبت آئی، یہ اللہ نے رکھی، اللہ نے سارے انتظامات کئے، ساری سہولیتیں انسان کو دیں۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر کا دن

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ أجمعین أمابعد!

بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ خیر وعافیت کے ساتھ گزروایا، اور عید کا دن جو خوشی کا دن ہے دکھایا۔

اس میں جو خوشی ہے وہ اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا بابرکت مہینہ خیر وعافیت کے ساتھ گزار دیا اور اس میں عمل کی جو بھی توفیق حاصل ہوئی اس پر مسرت ہوتی ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو دن مسلمانوں کے لئے خوشی کے ہیں دونوں میں خوشی شکریہ کی ہوتی ہے، حج کے موقع پر اللہ جو توفیق دیتا ہے قربانی اور اللہ کے سامنے نیاز مندی اور عبدیت کے اظہار اور محبت کے اظہار کی اس توفیق پر آدمی خوشی کا اظہار کرتا ہے، اسی طرح تیس دن کے روزے اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

نے رکھوائے اور عبادت وتلاوت اور اللہ کی مرضی کی طلب وفکر کی جو توفیق ملی اس پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور یہ دو رکعت نماز شکرانہ کی نماز ہے کہ اے اللہ! تو نے ہم کو یہ مہینہ دکھایا اس کے روزے رکھنے کی توفیق دی اور عمل کرنے کی توفیق ملی، اگر تو توفیق نہ دیتا تو ہم کو یہ عزت کہاں سے حاصل ہوتی جو رمضان کا نفع ہے روزہ کا نفع ہے، آپ سب جانتے ہیں کہ رمضان میں ایک نیکی ستر نیکی کے برابر کردی جاتی ہے اور شیاطین میں جو سخت قسم کے شیاطین ہیں ان کو قید کردیا جاتا ہے تاکہ وہ مسلمان کو بہکائیں نہیں، معمولی شیاطین چھوٹے رہتے ہیں لیکن سرکش شیاطین سب بند کردیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس کا نام لینے کی، اس سے عرض ومعروض کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہو اور زیادہ سے زیادہ موقع ملے، یہ موقع جس کو بھی مل جائے اس کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔

اصل چیز ہے شکریہ، مسلمانوں کی ساری عبادت، سارا عمل صالح سب شکریہ ہے، شکریہ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زندگی دی، صحت دی اور زندگی کے سارے منافع دیئے، یہ ساری چیزیں دیں، آپ سمجھ لیجئے کہ اگر شہر کے اندر کوئی دکان نہ ہو جہاں کھانے پینے کا سامان ملتا ہو تو آدمی کیا کھائے گا، کیا پئے گا اور کہاں سے لائے گا؟ اسی طرح لوگ جو پوشاک پہنتے ہیں وہ بھی بازار سے لاکر پہنتے ہیں، اگر آبادی میں کہیں بھی اس کا انتظام نہ ہو کہ غلہ ملتا ہو نہ کپڑے ملتے ہوں تو آپ بتائیے کہ آدمی کہاں سے کھائے گا اور کیا پہنے گا، پانی کا نظم نہ ہو تو اپنی پیاس کیسے بجھائے گا، اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورت کی ساری چیزیں زمین میں

www.abulhasanalinadwi.org

رکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قل ان اصبح مآئکم غورا فمن یاتیکم بماء معین ۔ (کہئے کہ اگر تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) خشک ہو جائے تو (خدا کے سوا) کون ہے جو تمہارے لئے شیریں پانی بہا لائے۔) وہ فرماتا ہے:۔ امّن ھذا الذی یرزقکم ان امسك رزقہ۔ (بھلا وہ جو تم کو رزق دیتا ہے اگر اپنا رزق بند کر لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے۔) یعنی وہ فرماتا ہے کہ اگر ہم تمہارا پانی زمین میں بٹھا دیں وہ غائب ہو جائے تو (پانی) کہاں سے لاؤ گے، اگر رزق روک دیا جائے تو کون تمہیں رزق دے گا؟

کبھی ہم نے اس بات کو سوچا کہ ہم آسانی کے ساتھ جو پانی پیتے ہیں جو ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے، کہاں سے یہ پانی ملتا ہے؟ زمین کے اندر یہ ہمارے رب نے اتارا ہے تا کہ ہم اسے حاصل کر کے پیئں، اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ صاف صاف توجہ دلاتا ہے دیکھئے یہ نعمت اور سہولت جو ہم کو زندگی میں حاصل ہے اگر ہم ذرا غور کریں تو یہی معلوم ہوگا کہ یہ سہولت اگر اللہ تعالیٰ پیدا نہ کرتا تو ہم کہاں سے لاتے؟

اللہ تعالیٰ نے زمین میں یہ اشیاء اتاریں تا کہ اسے نکال کر ہم استعمال کریں اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی ضرورت پوری کریں، زندگی کا سارا انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا، صحت کا انتظام کیا، جسم کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائیں، سب اس کا کیا ہوا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کا فضل ہے، اگر ایک بال بھی ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے بال توڑ نکل

www.abulhasanalinadwi.org

آتا ہے پھوڑا بن جاتا ہے پتہ نہیں کیا کیا ہو جاتا ہے! اللہ تعالیٰ کتنے خطرات سے محفوظ رکھتا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے فرشتے مقرر کئے ہیں جو انسان کو خطرات سے بچاتے ہیں، خطرات دنیا میں اتنے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام نہ ہو تو کسی وقت بھی انسان خطرات سے بچ نہیں سکتا، پوری زندگی میں کتنے خطرات آتے ہیں اگر انسان اپنی زندگی کا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنی زندگی میں چار پانچ مواقع ایسے یاد آئیں گے کہ وہ بال بال بچا ورنہ وہ ختم ہو جاتا، مثلاً کوئی اکسیڈنٹ ہو گیا ٹرین کی یا بس کی ٹکر ہو گئی تھی جس میں ایسا محسوس ہوا کہ ہم مرتے مرتے بچے، ایسے کتنے ہی مواقع نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اس نے فرشتے مقرر کئے ہیں کہ وہ ایسے موقعوں پر بچائیں، اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے زندگی دی، صحت دی اور صحت کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں میں تاثیر رکھی جس کو ہم دوا کہتے ہیں، دوا کیا چیز ہے دوا یہی چیز ہے جس کو ہم کھاتے پیتے ہیں، استعمال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں دوا کی خصوصیت بھی رکھ دی ہے ان میں صرف پیٹ بھرنے کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ان میں صحت کا بھی انتظام کیا ہے دوائیں اسی سے ملتی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان اشیاء میں یہ تاثیر نہ رکھتا تو دوائیں کہاں سے ملتیں، کون اپنے مرض کو دور کر پاتا، کیسے اپنا علاج کر پاتا، تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور اس کا حصول اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے ہے وہ ہماری نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو مفت میں دیا، ہمارا کیا استحقاق تھا، جب بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اس کو کس چیز کا استحقاق

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے کسی چیز کا استحقاق نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں محبت رکھی، ایسی محبت کہ وہ بچہ کے لئے اپنے آپ کو نثار کردیتی ہے، قربان کردیتی ہے یہ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس میں اس محبت کو رکھا ہے فرماتا ہے ہم نے محبت رکھی ہے تاکہ نظام چل سکے اگر ماں کے دل میں یہ محبت نہ ہوتی تو کون عورت تھی جو کسی کے بچے کے لئے یہ قربانی دیتی!؟ کہاں سے یہ محبت آئی؟ یہ اللہ نے رکھی، اللہ نے سارے انتظامات کئے، ساری سہولیتیں انسانوں کو دیں۔

اس کے بعد اللہ یہ دیکھتا ہے بندہ اس بات کو مانتا ہے کہ نہیں مانتا، ہمارے احسان کو مانتا ہے کہ نہیں، یہاں تو ہم اپنی آپس کی معاشرت میں اگر کوئی ہمیں گرمی کے موسم میں ایک گلاس پانی پلا دیتا ہے تو ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو سب کچھ دیا پھر بھی ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے کون کہتا ہے؟ اور شکر صرف زبان سے ادا کرنے سے نہیں ادا ہوتا، حقیقی شکریہ ہے کہ اللہ کو ناراض نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً یہ مانا جائے کہ اے پروردگار! تیرا احسان ہے تو نے سب کچھ ہم کو دیا ورنہ ہم کہاں سے لا سکتے تھے اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتا دیا کہ اس طرح شکر ادا کرو تو اس کو ہم تمہارا شکریہ مان لیں گے کہ تم نے ہمارا شکریہ ادا کیا اللہ کو کسی کے شکریہ کی ضرورت نہیں، نہ اس کو اپنے احسان کا صلہ چاہئے اور نہ شکریہ چاہئے اس کی طرف سے صرف یہ ہے کہ ہم نے تم کو دیا ہے ہماری طرف سے عطیہ ہے تم کو،

www.abulhasanalinadwi.org

ہمیں اس کا بدلہ نہیں چاہئے لیکن کم سے کم مان تو لو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے تم دنیا کے ہر آدمی کا احسان مانتے ہو، اللہ کا احسان نہیں مانتے، کوئی بھی تمہارے ساتھ ذرا سا سلوک کردے تو تم اس کا احسان مانتے ہو، لیکن اللہ کا احسان نہیں مانتے، پانچ وقت نماز نہیں پڑھ سکتے جس میں پانچ پانچ منٹ لگتے ہیں، تم اتنا وقت نہیں نکال سکتے اللہ کے شکریہ کے لئے؟

تم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم شکریہ ادا کرنے کے لئے امریکہ جاؤ یورپ جاؤ یا عرب جاؤ تو تم یہیں اپنے محلہ کی مسجد میں اور مسجد نہیں تو اپنے ہی گھر ہی میں اللہ کا شکریہ ادا کرلو صرف پانچ مرتبہ اللہ کا شکر ادا کرنا ہے اور تمہیں اس کی بھی توفیق نہیں ہوئی، تم اللہ کی نعمتوں کو خوب استعمال کرتے ہو، بے دھڑک استعمال کرتے ہو اور اللہ کا ذکر بھی نہیں کرتے، سمجھتے ہو کہ یہ ہم نے خود حاصل کیا ہے کہاں سے حاصل کیا ہے تم نے؟

قارون نے یہ بات کہہ دی تھی جو اللہ کو بہت ناپسند ہے قارون سے کسی نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اتنی دولت دی ہے کہ تمہارے خزانوں کی کنجیاں ایک آدمی سے نہیں سنبھل سکتیں، کئی کئی آدمی مل کر کنجیاں اٹھاتے ہیں، کتنے تمہاری دولت کے خزانے ہیں، کچھ اللہ کے بندوں کو غریبوں کو دو ان کی کچھ مدد کردیا کرو اللہ کا احسان مان لو، اس نے جواب دیا تھا کہ یہ تو ہم نے اپنی عقلمندی اور محنت سے کمایا ہے کسی کا ہم پر احسان تو نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ بُرا لگا اور لگنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے اسے دھنسا دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح ایک شخص نے بدتمیزی کی، قرآن میں جو آیا ہے کہ اگر یہ پانی ہم زمین میں بٹھادیں تو تم کہاں سے پانی لاؤ گے تو ایک شخص نے بدتمیزی کی اور کہا کہ ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے اللہ کو یہ بُرا لگا، اسی وقت اس کی آنکھ کا پانی ختم ہو گیا، اندھا ہو گیا، نکالو پانی، لاؤ پانی کہاں سے لاتے ہو؟

اللہ تعالیٰ کو بدتمیزی بُری لگتی ہے کوئی بدتمیزی کرے تو اللہ کا عذاب آجاتا ہے، جن قوموں پر عذاب آیا ہے اسی طرح آیا کہ انہوں نے بدتمیزی کی، ورنہ لوگ گناہ بہت کرتے ہیں، کس کثرت سے گناہ کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پکڑے تو کوئی انسان بچ نہیں سکتا، قرآن مجید میں آیا ہے کہ اگر ہم پکڑنے لگیں لوگوں کی ہر نافرمانی پر تو کوئی انسان بچے گا نہیں، ہر شخص سے کچھ نہ کچھ نافرمانیاں ہوتی ہیں لیکن جب کوئی بدتمیزی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جلدی سزا دیتا ہے، جن قوموں پر عذاب آیا اسی طرح آیا کہ انبیاء ان کو سمجھاتے تھے اور انہوں نے پوری پوری زندگی ان کو سمجھانے میں وقف کر دی اور اس کے بعد وہ لوگ بدتمیزی پر اتر آئے، کہنے لگے کہ لے آؤ تم جو کہتے ہو کہ عذاب آئے گا، لے آؤ عذاب، اس طرح کی باتیں جب کرنے لگے تو نبی نے کہا اے پروردگار ہم کیا کر سکتے ہیں؟ سمجھا ہی سکتے تھے ہر طرح سے سمجھایا لیکن یہ اکڑ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج دیا، تباہ کر دیا ایسی قوم کو، زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے وہی واپس لے سکتا ہے۔

یہ جتنی دولت ہے، جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کی مہیا کی ہوئی ہیں، اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ واپس لے سکتا ہے، ایک سال اگر وہ بارش روک دے پھر کیا ہوگا سوکھا پڑ جائے گا قحط پڑ جائے گا لوگ مرنے لگیں گے ایک سال بارش نہ ہو آپ دیکھیں کہ کبھی بارش کم ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے غلہ میں کمی ہو جاتی ہے اگر ایک سال اللہ تعالیٰ بارش کو روک لے تو قحط پڑ جائے گا اور سیکڑوں ہزاروں آدمی مر جائیں گے اور اگر زمین کو ہلا دے اللہ تعالیٰ۔ یہ زمین و آسمان سب اس کے ہاتھ میں ہیں اس کے قبضہ میں ہیں۔ تو ہزاروں لوگ دب کر مر جائیں گے تو اپنے مالک کا جس نے ہمیں سب کچھ دیا، کم سے کم اس کا ہم احسان تو مان لیں۔

تو اللہ تعالیٰ یہ رمضان بھیجتا ہے روزہ رکھواتا ہے کیوں رکھواتا ہے ہم کو مشقت میں مبتلا کرنے کے لئے نہیں، بلکہ جنت میں ہماری راحت بڑھانے کے لئے، وہاں کا آرام بڑھانے کے لئے وہ یہ سب کرتا ہے تو تکلیف دینے کے لئے نہیں کرتا جتنی تکلیف مومن کو دی جاتی ہے یعنی صاحب ایمان کو اللہ کے وفادار بندے کو اس کو جتنی تکلیفیں بیماری اور مصیبتیں دی جاتی ہیں کیوں دی جاتی ہیں؟ وہ اس لئے دی جاتی ہیں کہ آخرت میں اس کا صلہ ملے، اللہ پاک نے یہ طے کر لیا کہ مومن کو جو تکلیفیں آتی ہیں اس کا صلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا اور کسی مومن کا اگر اللہ کے حکم سے چار پیسے کا نقصان ہوا ہے تو ہزاروں پیسے وہاں اس کو مل جائیں گے، ہزاروں کا سامان مل جائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے تو جو اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ انتظام کرتا رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں بڑھ جائیں ان کو جنت میں

www.abulhasanalinadwi.org

زیادہ سے زیادہ انعام ملے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے کہ بندہ ہم کو مان رہا ہے ہماری اطاعت کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے دینے کے لئے آخرت رکھی ہے کبھی دنیا میں بھی دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ بعض وقت دنیا میں بھی خوب دیدیتا ہے لیکن اصل انعام آخرت میں دے گا الغرض جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو آخرت میں اس کا حساب کھلتا چلا جاتا ہے اور اس میں اس کا اجر جمع ہوتا چلا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے رمضان اسی لئے رکھا، تکلیف دینے کے لئے نہیں رکھا مومن کو بھوکا رکھنے کے لئے نہیں رکھا، بلکہ اس لئے رکھا کہ اگر یہ تھوڑی سی بھوک پیاس برداشت کرلے گا تو اتنا دیں گے وہ ہم دیکھتے نہیں ہیں اس دنیا میں دکھائی نہیں دیتا لیکن یہ حقیقت ہے اللہ کا فرمان ہے اور اللہ کا فرمان کوئی جھوٹ تو ہو نہیں سکتا آنکھیں بند ہونے کے بعد مرنے کے بعد یہ چیزیں نظر آئیں گی یہ سب کہاں سے آیا، فرشتے بتائیں گے کہ یہ تمہیں فلاں فلاں تکلیف پہنچی تھی تم نے فلاں مشقت اٹھائی تھی یہ سب اسی کا صلہ ہے، کہیں گے اوہ! اتنا بہت صلہ حدیث شریف میں آتا ہے مومن کہے گا کاش کہ ہم کو اور تکلیف ہوتی اتنا زیادہ مل رہا ہے تو اگر ہم کو تھوڑی اور تکلیف ہوجاتی تو ہمارا کیا نقصان ہوتا، وہ تمنا کرے گا کہ ہمیں دنیا میں اور زیادہ تکلیف ہوئی ہوتی تو ہمارا حساب اور بڑھتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں فرض کی ہیں یہ یوں ہی نہیں ہے، ہم کو پریشان کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ ہم اپنا کھاتا زیادہ سے زیادہ بڑھائیں لیکن کب؟

www.abulhasanalinadwi.org

جب ہم ان چیزوں پر عمل یہ سمجھ کر کریں کہ اللہ کا احسان ہے یہ ہم اس کے شکر کے لئے کر رہے ہیں، نماز پڑھ رہے ہیں کیوں؟ روزہ رکھ رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہم اس کے احسان کا شکر ادا کر رہے ہیں ہم اللہ کو کچھ تھوڑی دے رہے ہیں اللہ کو کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ساری چیزیں اللہ نے بنائیں اس کو کیا چاہیئے؟ آدمی اپنی ساری دولت تقسیم کردے، غریبوں کو دے دے تو اللہ کو کیا ملے گا لیکن اللہ خوش ہوگا جب خوش ہوگا تو نہال کر دے گا، سب کچھ اس کے پاس ہے اس کے پاس زمین وآسمان کے خزانے ہیں اور آخرت میں تو ایسی وسیع جنتیں ہیں کہ جس کو ناپا نہیں جا سکتا وہ سب اللہ تعالیٰ دے گا لیکن کس کو دے گا جو کم سے کم اللہ کے احسان کو مانے۔

تو رمضان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کیطرف سے انتظام ہے کہ مومنوں کو زیادہ سے زیادہ ملے ان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور عید کیا ہے؟ اس بات پر شکریہ کہ اللہ تو نے ہم کو اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہمارا کھاتا بڑھانے کے لئے آپ نے اتنا بڑا انتظام کیا، ایسا موقع دیا کہ اس سے ہم اپنا کھاتا بڑھائیں اپنی آمدنی بڑھائیں ،آمدنی بڑھانے کا اتنا زرّیں اور شاندار موقع آپ نے ہم کو دیا ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دو رکعت نماز شکریہ کی پڑھتے ہیں یہ جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں یہ شکریہ کی ہیں شکرانہ کی نماز ہے، کس چیز کا شکریہ؟ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ دن ہم سے اپنی بندگی کروائی، بندگی کی توفیق دی، توفیق نہ دیتا تو ہم کیا بندگی کرتے؟ کیا ہم کو خوشی ہوتی ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

توفیق نہ دیتا تو معلوم نہیں ہم کیا کرتے ہوتے؟ شرک میں مبتلا ہوتے، شرک کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا ہے، شرک یہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر آدمی کسی اور سے مانگے اس کو چھوڑ کر کسی اور سے امید لگائے اس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا ہے، سب کچھ دیا ہوا ہمارا اور مانگ رہے ہو دوسروں سے، بیوقوفی کی بات ہے۔

اس لئے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہم کو مسلمان بنایا دنیا میں کتنے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں تو کتنا بڑا احسان ہے ہم پر اللہ کا کہ اس نے ہم کو اسلام کے دائرہ میں رکھا، کفر کے دائرہ میں نہیں رکھا، کسی کفر کے ماحول میں خدانخواستہ ہوتے تو کیا کرتے؟ ہر چیز سے محروم ہو جاتے کیونکہ جو کچھ ہے سب مومن کے لئے ہے کافر کے لئے کچھ نہیں۔

کافر کہتے ہیں اللہ کے احسان کا انکار کرنے والے کو اللہ کے رازق ہونے کا انکار کرنے والے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی رازق سمجھنے والے کو۔ کافر کے معنیٰ عربی میں انکار کرنے والے کے ہوتے ہیں کافر کے معنیٰ انکار کرنے والا اور کفر کے معنیٰ انکار یعنی اللہ کا انکار، اللہ کی نعمتوں کا انکار، اللہ کی مرضی کا انکار، اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرتا اس کے لئے کوئی چیز نہیں اللہ نے اس کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔

اور مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو سپرد کرنے والا ہو مسلم کے معنیٰ سپرد کرنے والا یعنی ہم نے اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا، جیسا اللہ چاہے گا ویسا ہم کریں گے ہم نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے سپرد کر دیا ہے جو اللہ کی مرضی وہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری مرضی، اس کو کہتے ہیں مسلم اور اس کا پورا عقیدہ رکھنا دل سے، اس کو کہتے ہیں مومن اور اس کے لئے سب کچھ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندہ زیادہ سے زیادہ انعام پائے، کبھی رمضان کے روزے کے ذریعہ، کبھی صدقہ وخیرات کے ذریعہ، کبھی تلاوت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کا کھاتا بڑھاتا رہتا ہے، ورنہ ایمان کے ساتھ صرف پانچ وقت نماز پڑھتا رہے اور روزے رکھے تو مومن ہے اور کام چل جائے گا اس کا انشاء اللہ تعالیٰ، لیکن مزید اس کی دولت بڑھانے کے لئے آخرت کا اجر بڑھانے کے لئے یہ سب کرتا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیس دن گزروائے اور اس میں جس جو جو توفیق ملی اس نے وہ عمل کیا اور اس عمل کا اللہ کے یہاں بڑا اصلہ بڑا انعام ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے لئے ہو، اللہ کے شکر کے طور پر کیا ہو تو یہ اسی بات کی خوشی ہے اسی کے لئے دو رکعت نماز پڑھکر شکر ادا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو یہ خوشی مبارک کرے اور یہ سمجھنے کی توفیق دے کہ جو کچھ دیا ہوا ہے وہ اللہ کا دیا ہے اور ہمیں اس کو ماننا ہے، اگر یہ ماننے میں کوتاہی کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمیں کچھ ملنا مشکوک ہوگا۔

باقی جو غلطیاں ہو جاتی ہیں، کوتاہیاں ہوتی ہیں، غفلتیں ہوتی ہیں تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے کہ توبہ کرلو توبہ کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے کھلا رکھا ہے کہ توبہ کرلو اور وقتاً فوقتاً توبہ کرنا چاہئے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم سے بڑی غلطی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی، بڑی ناشکری ہوئی، کوتاہی ہوئی، ہم کو معاف فرمادے، آدمی دل سے دعا مانگے اور معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم سے مانگو ہم دیں گے اور معاف کردیں گے، تو یہ معاملہ بھی اللہ تعالیٰ نے ٹھیک کردیا کہ غلطی ہوجائے، کوتاہی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے لیکن دل سے معافی مانگنا پڑتا ہے، آدمی کو صدمہ ہو اس بات کا کہ ہائے ہم سے غلطی ہوگئی ہم اللہ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے۔

اللہ ہم سب کو مبارک کرے یہ عید، بار بار رمضان لائے اور بار بار عید کی خوشیاں ہم کو عطا فرمائے اور اس کو ہماری توفیق بڑھانے کا ذریعہ بنائے کہ زیادہ سے زیادہ ہم اللہ کی رضاء کے لئے کام کریں، اور زیادہ سے زیادہ اس کی ناراضی سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری آخرت بہتر ہو، یہ دنیوی زندگی چند روز کی ہے گزر جائے گی اور آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی ہمیشہ رہنے والی ہے اس کی فکر زیادہ کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آخرت کی فکر کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین وشریعت کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا اولین فریضہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ کا وہ فکر انگیز اور چشم کشا کلیدی خطبۂ افتتاحیہ جو آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے سولہویں اجلاس کے موقع پر ۲۱ جون ۲۰۰۲ء کو حیدرآباد میں پڑھا گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں کا اسلامی تشخص اور ان کی اسلامی شریعت پر عمل یہ ان کی ایسی ضرورت ہے کہ اگر اس میں رکاوٹ پڑتی ہے، تو مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان وجود باقی نہ رہ سکے گا، اور مسلمانوں کے لئے مسلمان کا عنوان ایک لفظِ غلط بن کر رہ جائے گا، اس لئے ہم جس طرح اپنی اقتصادی ضرورتوں اور اپنے مادی تقاضوں کی فکر کرتے ہیں، ہم کو اپنی شریعت کی حفاظت اور اس پر عمل کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی فکر کا فریضہ بھی انجام دینا ضروری ہے۔ اس کے لئے بورڈ کی طرف سے جو جدوجہد ہورہی ہے، ہم کو اس کے ساتھ پورا تعاون کرنا ہوگا۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین وشریعت کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا اولین فریضہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد، وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

حضرات! ہندوستانی مسلمانوں کے دین وشریعت کی بقاء وحفاظت کی ذمہ داری انجام دینے والا مسلمانوں کا یہ متحدہ پلیٹ فارم ''آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ'' آج سے تقریباً ۳۰ سال قبل ایک اہم ملی ضرورت کے احساس کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا، یہ وہ وقت تھا جب ملک کے حصول آزادی پر ربع صدی گذری تھی جس میں ملک کی آبادی کو اپنے مذہبی اور ثقافتی اقدار وکردار کے مطابق آزادی کی زندگی گزارنے کی نہ صرف یہ کہ پوری ضمانت حاصل ہونا چاہئے تھی، بلکہ غیر ملکی سامراج سے گلوخلاصی حاصل ہوجانے کے نتیجہ میں مزید بہتری اور

www.abulhasanalinadwi.org

سہولت بھی حاصل ہونی چاہئے تھی لیکن اکثریتی فرقہ کے وہ افراد جو مذہبی احساس برتری اور قومی تعلّی میں مبتلاء تھے وہ عائلی قوانین اور ثقافتی رسوم ورواج میں اپنے فرقہ کی بالادستی دوسرے فرقوں پر عائد کرنا چاہتے تھے، ان کی زبانوں پر اپنے کوڈ کے تحت یکساں سول کوڈ کا نعرہ اور مطالبہ بھی آنے لگا تھا، یہ اگرچہ اقلیتوں کو دستور ہند کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے منافی مطالبہ تھا، لیکن اکثریتی فرقہ کے بعض اہم افراد کی طرف سے اس کو تائید ملنے پر اس کے خطرات مسلمانوں کو فکر مند بنانے لگے، اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ اسی ضرورت کے احساس کے نتیجہ میں اہل فکر علماء اسلام اور مسلمانوں کے اہل دین ودانش بمبئی میں ۲۷۔۲۸ردسمبر ۱۹۷۲ء میں کل ہند پیمانہ پر جمع ہوئے، اور حالات پر نظر رکھنے اور دین وشریعت کے دفاع وحفاظت کے لئے ایک متحدہ بورڈ کی تشکیل کی جائے، چنانچہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام سے اس کی تشکیل کی گئی، اور ملک کے جلیل القدر تعلیمی ادارہ دارالعلم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کو بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا جو دارالعلوم دیوبند جیسے مہتم بالشان تعلیمی ادارہ کے مہتمم اور اپنے عہد کے سرگردہ علماء میں تھے، اور دین وشریعت کے معاملہ میں ان کا بڑا وزن تسلیم کیا جاتا تھا، ان ہی کے ساتھ ملک کے مقتدر شرعی ادارہ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے امیر جناب مولانا منت اللہ رحمانیؒ سکریٹری جنرل قرار پائے، ان کا بھی اچھا علمی وقار اور علماء دین کے درمیان ان کا بھی وزن تھا، بورڈ کو ہندوستانی مسلمانوں کے تمام طبقوں اور مسلکوں

www.abulhasanalinadwi.org

کا تعاون وحمایت حاصل ہوئی، یہ مسلمانوں کے لئے بڑی فال نیک تھی کہ ان کے مشترک مذہبی مقصد کے لئے ان کا متحدہ پلیٹ فارم بن جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے خاص انعام تھا، یہ انعام الحمدللہ تاحال جاری ہے۔

مسلمانان ہند کے پرسنل لا کی حفاظت ودفاع کے اس مشترک اور متحدہ پلیٹ فارم نے اپنے قیام کے وقت سے ہی دستوری اور جمہوری طریقوں سے اپنا کام شروع کیا، ان کے اس سنجیدہ اور علمی مزاج کے حامل پلیٹ فارم کے لئے اس سیکولر ملک ہندوستان میں اختیار کرنے کا یہی زیادہ موزوں اور نتیجہ خیز طریقہ تھا، کیونکہ یہاں کے مسلمان ملک کی ایسی اقلیت ہیں جو اپنے سے کئی گناہ تعداد کی اکثریت کے درمیان رہتے ہیں، ایسی صورت میں افہام وتفہیم اور دستوری حقوق کے حوالہ سے کوشش زیادہ کارآمد طریقہ تھا، چنانچہ بورڈ نے اولاً تمام مسلمانان ہند کو اس مشترک مقصد کے لئے متحد رکھنے اور ان میں اس مقصد کی اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرنے پر توجہ دی، پھر حکومت کے پالیسی ساز ذمہ داررں کو اپنے مقصد کے برحق ہونے، نیز امت اسلامیہ کے لئے اس سے دست برداری کے ناقابل عمل ہونے کو باور کرانے کی سنجیدہ اور ٹھوس کوششیں کیں۔

بورڈ کی ان دوطرفہ کوششوں کا خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور ملک کے غیر مسلم دانشور طبقہ کے سنجیدہ افراد نے اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا، اور یکساں سول کوڈ کو زیادہ اہمیت کا مسئلہ قرار دیا، اور یہ بات اس حد تک پہونچی کہ بورڈ نے اپنی کوشش

کے صرف ۱۲ سال گذارے تھے کہ اپریل ۸۵ء میں ایک مسلمان جوڑے شاہ بانو اور ان کے شوہر محمد احمد خاں کے درمیان طلاق کا مسئلہ پیش آیا، جس نے جھگڑے کی شکل اختیار کی، اور مسئلہ سپریم کورٹ تک پہونچا جہاں اس کے چیف جسٹس چندر چوڑ صاحب کا ذہن یکساں سول کوڈ کا تھا، چنانچہ انہوں نے ایک قانونی نکتہ کو بنیاد بنا کر اس مقدمہ میں طلاق کے اسلامی حکم کے برخلاف فیصلہ دیا۔

اس فیصلہ نے مسلمانوں کے لئے اس خطرہ کو حقیقت بنا دیا، جس سے شریعت اسلامیہ کو محفوظ رکھنے کی کوششیں کی جارہی تھیں، اور چونکہ فیصلہ عدالت علیا کا تھا اس لئے دیگر کسی عدالت میں اس کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، اب گنجائش صرف یہ رہ جاتی تھی کہ ملک کے قانون ساز ادارہ اور پارلیمنٹ کی طرف رجوع کیا جائے جس کے لئے ارکانِ پارلیمنٹ کے دو تہائی ارکان پر اثر رکھنے والی پارٹی اور خاص طور پر اس کے سربراہ کو مطمئن کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ بورڈ نے اس کے لئے بہت سمجھداری، حکمت اور افہام وتفہیم کا طریقہ اختیار کیا، بورڈ کے صدر مولانا قاری محمد طیبؒ اس واقعہ سے دو سال قبل ۱۷ر جولائی ۱۹۸۳ء کو انتقال کر چکے تھے ان کی وفات کے بعد بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں تھا، علمی وملکی دونوں سطح پر مولاناؒ کا ایک مقام تھا جس کو حکومت کے حلقہ میں بھی محسوس کیا جاتا تھا، چنانچہ وہ اور اس کے لائق جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانیؒ دونوں نے دانشمندی اور افہام وتفہیم کی اپنی علمی

www.abulhasanalinadwi.org

قابلیت سے اس وقت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی کو اسلامی قانون طلاق کو لائق اعتماد ماننے پر راضی کرلیا، اور اسکی بنیاد پر وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں ایک ترمیمی بل لاکر اسلامی قانون طلاق کو دستوری حیثیت دیدی۔ اس طرح اس خطرہ کو جو سپریم کورٹ کے جج کے فیصلہ سے اسلامی قانون کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار کے مانند تھا، بے اثر کیا۔

بورڈ کا یہ ایسا کارنامہ تھا جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ اس وقت کے حالات وامکانات کو سامنے رکھتے ہوئے ہی کیا جاسکتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت اگر چہ ملک کی اکثریت اور پارلیمنٹ کے بیشتر ارکان اس طرح کے ترمیمی بل لانے کے حامی نہ تھے پھر بھی وزیر اعظم جو غیر مسلم تھے اس حد تک مسلمانوں کے کاز کے حامی بن جائیں کہ سب کی مخالفت کے باوجود ترمیم منظور کرالیں، یہ ایک نہایت غیر معمولی واقعہ تھا۔ بورڈ نے اپنے اس کارنامہ کے ذریعہ ملک میں بڑی اہمیت حاصل کرلی، اور اس کے وقار میں بیحد اضافہ ہوا، اور سب نے یہ محسوس کیا کہ اس مشکل ترین کارنامہ میں بورڈ کے ذمہ دار ارکان کی کوششوں اور خاص طور پر صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری کے سر سہرا رہا۔

بورڈ نے اپنی اس اہمیت وشہرت کے ساتھ شریعت اسلامی کی حفاظت ودفاع کا کام جاری رکھا، اس درمیان میں یکے بعد دیگرے اس کی دونوں اہم شخصیتیں اس دنیا سے رخصت ہوئیں، اور بورڈ نئے قائدین ۱۹۹۱ء میں مولانا منت اللہ رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر مولانا سید نظام الدین صاحب،

www.abulhasanalinadwi.org

بطور جنرل سکریٹری، اور ۱۹۹۹ء میں اس کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وفات پر مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، بطور صدر کی رہبری میں آگیا، یہ دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ پر اپنے نئے منصبوں پر آنے سے قبل ہی سے بورڈ کے مزاج سے پوری طرح واقف اور اس کی سابقہ کارکردگیوں میں برابر شریک رہے تھے، چنانچہ وہ اس بات کے مستحق تھے کہ بورڈ کے اعلیٰ منصبوں میں خلاء پیدا ہونے پر ان سے اس خلاء کو پُر کیا جائے۔

بورڈ کی ذمہ داریوں کو یہ دونوں حضرات بطریق احسن انجام دینے کا فریضہ انجام دیتے رہے، دونوں حضرات بورڈ کے اولین روح رواں اور جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت بہار واڑیسہ کے خاص تربیت یافتہ اور معاون بھی رہے تھے، ان میں سے مولانا نظام الدین صاحب امارت شرعیہ کی نظامت کے ذمہ دار تھے اور مولانا مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ امارت شرعیہ کے قاضی القضاۃ تھے، ان کو قوانین شریعت پر عبور بھی حاصل تھا، اور وہ استدلال و تفہیم کی اچھی صلاحیت کے مالک بھی تھے، افسوس ہے کہ ان کو بورڈ کی صدارت کی ذمہ داری کی انجام دہی کی مدت صرف دو سال کی ہی مل سکی، اور وہ ایک طویل علالت کے نتیجہ میں اس دنیا سے رخصت ہو کر بورڈ کی قیادت میں ایک خلاء چھوڑ گئے۔ ہم سب کی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ بورڈ کے خالی ہونے والے اس عالی منصب کے لئے جو مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ہوا ہے موزوں شخصیت مہیا فرمائے۔

حضرات! مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال ملک کے ان حالات میں ہوا جن میں ملت کو اہم مسائل درپیش تھے جن میں انکی بڑی ضرورت تھی، انہوں نے صدر ہونے کے بعد بورڈ کے کام کو ترقی دینے کی کوشش کی، قوانین شرعیہ پر بورڈ کی طرف سے جو کام انجام دیا جارہا تھا، وہ ان کی توجہ سے تکمیل تک پہونچا، نیز اسلامی قانون شریعت کے خلاف بعض عدالتوں میں جو بعض فیصلے وقتاً فوقتاً ہوئے انکو عدالت میں چیلنج کرنے کا کام بھی اچھا انجام پاتا رہا، مسلمانوں کے شرعی مسائل میں آپسی جھگڑوں کو مسلمانوں کے اپنے ملی دائرے ہی میں حل کرنے کے لئے دارالقضاء قائم کرنے اور چلانے کا کام بھی ہوا، ہم سب مرحوم صدر کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ملی کوششوں کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

حضرات! مسلمانوں کا اسلامی تشخص اور ان کی اسلامی شریعت پر عمل یہ ان کی ایسی ضرورت ہے کہ اگر اس میں رکاوٹ پڑتی ہے تو مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان وجود باقی نہ رہ سکے گا، اور مسلمانوں کے لئے مسلمان کا عنوان ایک لفظ غلط بن کر رہ جائے گا، اس لئے جس طرح ہم اپنی اقتصادی ضرورتوں اور اپنے مادی تقاضوں کی فکر کرتے ہیں ہم کو اپنی شریعت کی حفاظت اور اس پر عمل کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی فکر کا فریضہ بھی انجام دینا ضروری ہے، ہم کو اس کے لئے بورڈ کی طرف سے جو جد وجہد ہورہی ہے اس کے ساتھ پورا تعاون کرنا ہوگا۔

حضرات! ہندوستان میں مسلم پرسنل لا پر عمل کرنے میں رکاوٹ پیدا

کئے جانے یا اس کو ملک کی اکثریت کے پرسنل لا میں تبدیل کئے جانے کے خطرہ کو دور کرنے کے لئے بورڈ کی طرف سے جو کوششیں ہوئیں اور بورڈ نے اس مقصد کو کامیاب طریقہ سے انجام دیا، یہ بڑا قابل قدر کام انجام پایا، کیونکہ اس کائنات کے مالک نے انسانوں کے لئے جو ضابطۂ زندگی اپنی کتاب کے ذریعہ مقرر فرمایا ہے، اس کے مقرر فرمانے کے ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس ضابطہ پر عمل کرنا بھی لازمی ہے، اور مسلمان کے لئے اس کے خلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی، فرمایا: ﴿ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون﴾ (المائدۃ: ۴۵) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ کفر کرنے والے ہیں) نیز فرمایا: ﴿ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الفاسقون﴾ (المائد: ۴۷) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ برا اور ذلیل کام کرنے والے ہیں) اور فرمایا: ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما﴾ (النساء: ۶۵) (ترجمہ: اور یہ بات ضروری وقطعی ہے کہ لوگ صاحب ایمان نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان معاملات میں جن میں ان کے آپس میں جھگڑا ہوا آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں، پھر آپ ﷺ جو فیصلہ دیدیں اس فیصلہ کے سلسلہ میں اپنے دلوں میں کوئی تردد محسوس نہ کریں، اور اس فیصلہ کو بالکل مان لیں) نیز فرمایا: ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه

www.abulhasanalinadwi.org

فـانتهـوا﴾ (الحشر:۷) (ترجمہ:اور جو کچھ تم کو رسول دیدیں (یعنی رائے یا حکم دیں) اسکو لے لو (یعنی قبول کرلو) اور جس بات سے تم کو منع کردیں اس سے باز آجاؤ)۔

لہٰذا مسلمان کے لئے اس کی گنجائش ہی نہیں کہ وہ اپنے خالق اور رب کے دیئے ہوئے قانون کے بجائے کسی دوسرے قانون کو قبول کرے، اس کو بہر حال اس بات کو یقینی سمجھنا اور بنانا ہے کہ خدائی قانون پر اس کے عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور الحمد للہ اس کام کو قانونی دائرہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بخوبی انجام دیا، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی بہر حال ضروری ہے کہ مسلمان کا اس پر واقعی عمل بھی ہو، اسکی بھی پوری فکر کی ضرورت ہے، خاص طور پر اس لئے بھی کہ اس ملک کا مسلمان جس ماحول میں رہتا ہے وہ مختلف مذاہب کا ماحول ہے، اور اس میں اکثریت غیر اسلامی ہے جو قرآن کے بتائے ہوئے قانون کو نہیں تسلیم کرتی، اور اس کے اپنے خود ساختہ قوانین و رسم و رواج ہیں۔ ان مذہبوں کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر کچھ مسلمان شریعت اسلامی کے خلاف عمل کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لئے پرسنل لا کی حفاظت کا یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ مسلمانوں کو اس پر واقعتاً عمل کرنے کی پابندی کی تاکید کی جائے، اور اس کے لئے ضروری وسائل اختیار کئے جائیں، چنانچہ بورڈ نے اس سلسلہ میں اصلاح معاشرہ کے کام کو اپنا موضوع بنایا اور اسی کے ساتھ اس سلسلہ میں لاعلمی دور کرنے اور شریعت کا حکم بتانے کے لئے مختلف علاقوں میں دار القضاۃ قائم کئے، تاکہ عائلی معاملات

میں مسلمانوں کے آپسی اختلافات عام حالات میں ان دارالقضاؤں کے ذریعہ حل کئے جائیں، اور ان کے جھگڑے خود ان کے اپنے شرعی ذرائع سے فیصل ہو جائیں۔

یہ دونوں کام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے فرائض کا اہم جزء بنے، اور ان کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا، اور ان کے لئے کوشش کی گئی جو برابر جاری ہے، اس کوشش کو مزید وسیع اور قوی بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ مسئلہ بھی حکومت اور عدالت سے مسلم پرسنل لا کی حفاظت کی ضمانت حاصل کرنے کی کوشش سے کم ضروری نہیں ہے، تاکہ ہماری بے عملی و بدعملی غیروں کی نظروں میں ہماری شریعت اسلامی کے ضروری ہونے کے خلاف دلیل نہ بنے، چنانچہ اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اولاً مسلمانوں کو یہ باور کرائیں کہ ان کے اسلام وایمان کی تکمیل بغیر اس کے نہیں ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قانون کی پابندی کریں، اپنے مسائل میں وہ یہ ضرور معلوم کریں کہ شریعت کا کیا حکم ہے، اور پھر اس پر عمل کریں، خواہ اس میں ان کا مادی نقصان ہی ہو، کیونکہ مادی نقصان کی حد اسی دنیاوی زندگی میں ہے، لیکن دینی نقصان کی حد تو آخرت میں دور تک گئی ہے، اور قرآن مجید میں صاف وصریح طریقہ سے واضح کیا گیا ہے کہ بغیر اس کے اسلام وایمان مکمل نہیں ہوتا، چنانچہ مسلمانوں کو شریعت پر عمل کرنے میں کوتاہی کے انجام بد کی طرف صاف صاف طریقہ سے متوجہ کرنا چاہئے، اور ان کو ان رسموں اور رواجوں سے باز رکھنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول

www.abulhasanalinadwi.org

ﷺ کے حکموں سے روگردانی میں مبتلا کرتی ہیں۔اس سلسلہ میں ہم میں سے ہر شخص کو اولاً اپنے ذاتی اور خاندانی دائرہ میں اپنے رویہ کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کے یہاں اس پر کتنا عمل ہے؟ اور اپنے عائلی دائرہ میں شریعت اسلامی کی ہدایات پر عمل کرنے کا اپنے کو اور اپنے متعلقین کو پابند بنانا چاہئے، تاکہ ہم دوسروں کو جب متوجہ کریں یا غیروں کے سامنے اپنی شریعت کی اہمیت رکھیں تو ہماری بات کا وزن ہو، افسوس کی بات ہے کہ خدا کے قانون پر خود عمل کرنے میں کوتاہی مسلمانوں کی زندگی میں اس زمانہ میں خاصی راہ پاتی جارہی ہے، اور یہ بہت خراب علامت ہے، اس کوتاہی کا ایک دوسرا سخت نقصان یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور اس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوسکتے ہیں، اور اللہ کی پکڑ میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس وقت جن خطرات ومصائب سے گذرنا پڑرہا ہے کیا عجب کہ وہ ان ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفوا عن كثير﴾ (الشوریٰ: ۳۰) (ترجمہ: اور جو مصیبت تم کو پہونچی ہے وہ خود تمہارے ہاتھوں کا کرتوت ہے، اور بہت سی باتوں میں اللہ تعالیٰ معاف بھی کردیتا ہے)۔

''خود تمہارے ہاتھوں کا کرتوت'' کا مطلب ہماری زندگی کے وہ اعمال بھی جو خدا کی ناراضی لانے والے ہیں، اور وہ مصیبتوں کو لاتے ہیں۔

حضرات! ہماری یہ کوشش بھی بھرپور ہونا چاہئے کہ ہم اپنے معاشرہ کو خدا کے بھیجے ہوئے احکام کی خلاف ورزی سے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنائیں، اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسکے لئے اصلاح معاشرہ کے کام کو بہت اہمیت دینا چاہئے۔

ہمارا مسلم پرسنل لا کا یہ بورڈ اگر مسلم پرسنل لا کے ان دونو پہلوؤں یعنی مسلم پرسنل لا کو تبدیلی سے بچانے کی فکر وانتظام، اور اس پر مسلم سوسائٹی کو عمل کرنے کا پابند بنانے کی فکر واہتمام پر پوری توجہ دے تو وہ اپنی اصل ذمہ داری کو پورا کرے گا، اور یہی اس کا اصل موضوع ہے۔ اور اس نے اپنی تیس سالہ تاریخ میں اپنی جدوجہد کا اسی کو مرکزی موضوع بنایا ہے، اور اس کام کو گروہی عصبیت اور جماعتی سیاست سے اپنے کو بلند رکھتے ہوئے انجام دیا ہے، اسی وجہ سے یہ مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم بنا ہے، ہم کو اس کا بھی پورا اہتمام رکھنا ہے کہ اس کا یہ امتیاز قائم رہے، اس کے لئے بورڈ کے ذمہ داروں کو یہ لحاظ رکھنا ہے کہ ان کی جماعتی وابستگیاں بورڈ پر اثر انداز نہ ہوں، نیز ایسے مسائل میں الجھنے سے بھی بچنا ہے جو بورڈ کے اپنے طے کردہ دائرہ عمل کے اندر ٹھیک سے نہیں سماتے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل یوں تو بہت ہیں، اور متنوع قسم کے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بورڈ کے لئے ان سب مسائل کی خصوصی فکر کرنے کی ذمہ داری دشوار اور اس کے اصل کام میں حارج ہے، اس سے اس کے اصل موضوع کی فکر میں کمی واقع ہوسکتی ہے، ان دیگر موضوعات کے معاملات کی فکر کرنے کے لئے مسلمانوں کی دیگر متعدد جماعتیں موجود ہیں، وہ ان کا حق ادا کرنے کے کام کو زیادہ فکر ودلچسپی سے کرسکتی ہیں، اس طرح بورڈ کی طرف سے اپنے اصل کام کے علاوہ دیگر مختلف انداز کے کاموں کی طرف کسی خاص توجہ دہی کی ضرورت نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

رہتی، بورڈ کی اپنی الگ خصوصیت اور مسلمانوں کے متفقہ مسئلہ میں مسلمانوں کی متفقہ نمائندگی کی صفت برقرار رہتی ہے۔

حضرات! بورڈ کا یہ سولہواں عمومی اجلاس ہے، جس کا آغاز آج ہورہا ہے، اس کے سامنے اولین مسئلہ اس کے صدر کے انتقال سے خالی ہونے والے منصب کے لئے کسی نئے موقر وموزوں شخص کا انتخاب ہے، جو آپ حضرات بورڈ کی ضرورت اور اس منصب کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے کریں گے۔ اس طرح بورڈ اپنے جنرل سکریٹری اور صدر کی رہبری میں اپنی ذمہ داریوں کو حسب سابق اپنے باوقار اور فعال انداز میں جاری رکھے گا۔

ہم سب اس کے لئے دعاء گو ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور توفیق وقبولیت سے نوازے، آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتی فرائض سے غفلت کے نتائج

مورخہ ۱۹ر جولائی ۲۰۰۲ء کو مولانا سید ابوالحسنؒ ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کرناٹک کے تقسیم انعامات کے بعد ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں ایک عوامی اجلاس میں کی گئی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ' کی ایک شاندار و شاہکار تقریر جو خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اگر (ہم) اکثریت میں ہوتے
تو ہمارے کاموں کی ذمہ داری حکومت پر
ہوتی، اس لئے کہ حکومت عوام کی نمائندہ ہوتی
ہے۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں،
وہاں حکومت پر بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور
تھوڑی بہت عوام پر بھی آتی ہے۔ اور جہاں
مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں ساری ذمہ
داری مسلمانوں پر آتی ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتی فرائض سے غفلت کے نتائج

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين محمد، وعلىٰ آله وصحبه أجمعين، وبعد:

بزرگو، دوستو! آپ نے ابھی نئی شروع کی گئی اکیڈمی کے کاموں کی تفصیل سنی اور اس کے پروگراموں سے واقف ہوئے، حقیقت میں یہ بہت بڑا اہمیت والا کام ہے، اس کی اہمیت کو بتانا آسان کام نہیں ہے اور مسلمانوں کی جو ادھر سو سال کی پستی ہے وہ اسی کام کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے، اگر مسلمانوں نے اس کام کو تھوڑا بھی کیا ہوتا تو اس پستی میں نہ پڑتے جس میں وہ پڑے، ایک زمانہ تھا جو اسلام کے بعد چھ سو سال تک رہا، دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ، سمجھدر، حکمت رکھنے والی، طاقت اور اثر رکھنے والی قوم کوئی نہیں تھی، دنیا میں اس کا مقام سب سے بلند تھا اور دنیا دیکھ رہی تھی اور رشک کر رہی تھی، لیکن آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ انسانوں کو

www.abulhasanalinadwi.org

بہکائے، غفلت میں مبتلا کرے، اس کے ذہن کو الجھادے تا کہ دنیا میں اچھے کاموں کی کمی ہو جائے، حضور ﷺ نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کو اصلاح اور لوگوں کو خیر کی طرف بلانے اور انسان کو انسانیت کے اخلاق اور اقدار اختیار کرنے کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری اپنی امت پر ڈالی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا "كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اس امت کی اہمیت، اس کے مقام اور کام کو بتاتے ہوئے فرمایا تھا "وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونو اشهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا" یہ اتنا بڑا اعزاز تھا کہ اس سے زیادہ اعزاز کا تصور نہیں کیا جا سکتا، ہم نے تم کو معیاری امت بنایا ہے، امت وسط کا یہی مطلب ہے، وسط کا لفظ عربی میں معیاری اور کامل کے لئے استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو معیاری امت اور کامل امت بنایا پھر اس کے بعد فرمایا کہ اور تمہارے ذمہ یہ کام ہے کہ تم ساری دنیا کی گواہی دو گے، تم ان کے گواہ ہو گے، ان کے اعمال کے، ان کے کردار کے تم قیامت کے روز گواہ ہو گے، اللہ کے سامنے تم گواہی دینے جاؤ گے کہ دنیا میں دوسری امتوں نے کیا کام کیا اور کیا کوتاہیاں کیں جیسے کوئی شخص گواہ اور رہبر بنایا جائے اور وہ دیکھے، جائزہ لے کہ کیا ہو رہا ہے، کیا صحیح ہو رہا ہے، کیا غلط ہو رہا ہے، اس امت کو یہی کام دیا گیا تھا کہ دوسری امتوں کو دیکھے کہ وہ کیا کر رہی ہیں، کیا غلط کر رہی ہیں، کیا صحیح کر رہی ہیں اور کس طرح کے

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے اعمال ہیں، کس طرح کا ان کا طریقہ کار ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جا کر بتا سکیں کہ ان لوگوں نے ایسا ایسا کیا تھا، ان لوگوں نے یہ یہ کیا تھا، ان لوگوں نے یہ یہ کوتاہیاں کی تھیں، ان لوگوں نے یہ فساد پھیلایا تھا، جس کو گواہ بنایا جائے، جس کو گواہی کے معیار پر لاکر رکھا جائے، جس کو رہبر بنایا جائے، ظاہر ہے اس کا کردار کتنا معیاری ہوگا، کوئی معمولی آدمی رہبر اور گواہ نہیں بنایا جائے گا وہی رہبر اور گواہ بنایا جائے گا جس کا کوئی وزن ہو، اللہ تعالیٰ نے اس امت کا انتخاب فرمایا کہ یہ امت سارے انسانوں کی رہبری اور گواہی کا کام کرے گی، کوئی قوم بغیر دعوت کے کام کے، بغیر دوسروں کو پیغام پہونچائے، بغیر دوسروں کو واقف کرائے، حق اور ناحق کا فرق بتلائے اس مقام کے لائق نہیں ہو سکتی اور اس کام کو انجام نہیں دے سکتی، اللہ تعالیٰ نے اس کا امتیاز اسی کام میں رکھا ہے، یہ کام جب نہیں ہوگا تو اس کا امتیاز ختم ہو جائے گا پھر اس کی حیثیت باقی نہیں رہے گی، چنانچہ یہی ہوا کہ آخری چار سو پانچ سو سال میں مسلمان بہت نیچے چلے گئے، اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام کو نظر انداز کر دیا اور اپنے کو ان امتوں میں شامل کیا جو امتیں اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو گئیں، اور ان ہی کا کردار اختیار کر لیا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں رہے لیکن اس امت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت تک اسی امت کو یہ کام کرنا ہے چنانچہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ کہیں نہ کہیں تھوڑا بہت کام ہوتا رہا اس امت کے ذریعہ سے، اسی وجہ سے یہ امت باقی ہے، ورنہ امت

www.abulhasanalinadwi.org

ختم کردی جاتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے کہ اگر تم یہ کام نہیں کروگے تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور دوسری امت کو لے آئیں گے، ہم یہ کام دوسروں کے سپرد کردیں گے، تمہارے ہم محتاج نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس امت کو یہ کام دیا ہے اور تھوڑا بہت یہ کام ہوتا رہا ہے، اسی لئے یہ امت بچی رہی، ختم ہونے سے بچی رہی اور اب الحمدللہ بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد امت کو ایسے افراد ملنے لگے جن کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونے لگا اور کام تھوڑا بہت ہونے لگا، یہ بات فال نیک ہے، اس سے بڑی امید کی جاسکتی ہے، اسی طرح کام ہوتا رہا، دعوت کا کام غیر مسلموں کو اور جو لوگ اسلام کی عظمت سے اور اسلام کے پیغام سے ناواقف ہیں ان کو اسلام سے واقف کرانے کا کام تا کہ یہ لوگ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں کہ اے پروردگار! ہم کو کسی نے بتایا ہی نہیں تھا تو ہم کیا کرتے اور ان کا یہ کہنا اس امت کے خلاف گواہی ہوجاتا کہ ان کو بتانے کے لئے تم کو ہم نے مقرر کیا تھا، تم نے نہیں بتایا، یہ بہت خطرہ کی بات ہے اور اب یہ توجہ ہونا بہت فال نیک ہے جو تفصیلات مولانا محمد الیاس ندوی صاحب نے آپ کے سامنے رکھیں وہ بہت دل بڑھانے والی اور امید دلانے والی ہیں اور وہ اس امت کے لئے ضروری ہیں، ہم یہاں پر اقلیت میں ہیں۔ اگر اکثریت میں ہوتے تو ہمارے کاموں کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی، اس لئے کہ حکومت عوام کی نمائندہ ہوتی ہے، جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں، وہاں حکومت پر بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اور تھوڑی بہت عوام پر بھی آتی ہے اور جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں ساری ذمہ داری مسلمانوں پر آتی ہے۔ ان کو اپنے مسائل طے کرنا پڑیں گے ،ان کو جس طرح اپنے معاش کی فکر ہوتی ہے اس دعوتی کام کی بھی فکر کرنی پڑے گی، معاش تو ان کو دنیا کی زندگی میں کام دے گا، وہ اپنے معاش سے اور کمائی سے اور جو کچھ ان کو مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس سے اس دنیا کی زندگی میں فائدہ اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے اور وہاں اپنے فرض کی ادائیگی دکھانے کے لئے ضرورت پڑے گی کہ تم نے اس امت کا جو فریضہ تھا اس کو انجام دیا یا نہیں، تم اقلیت میں تھے، تم پر براہ راست ذمہ داری آئی تھی، تم آپس میں مل جل کر کمپنیاں بنا سکتے تھے، ادارے قائم کر سکتے تھے اور جمعیتیں قائم کر سکتے تھے جن کے ذریعہ سے اس کام کو کرنا چاہئے تھا جس کام کی تم پر ذمہ داری اللہ کے رسول نے ڈالی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر نبوت ختم کر دی تا کہ یہ کام ان کی امت کرے، اللہ تعالیٰ نے جب امت پر کام ڈالا تو نبوت ختم کر دی تا کہ یہ کام ان کی امت کرے، اللہ تعالیٰ نے جب امت پر کام ڈالا تو نبوت ختم کر دی ورنہ اس امت تک برابر انبیاء آتے رہتے، گاؤں گاؤں انبیاء آتے تا کہ اللہ کا پیغام اور اللہ کے اوامر لوگوں تک پہونچاتے رہیں، یہ سلسلہ برابر قائم رہا کہ اللہ کا پیغام اور اس کے احکام پہونچائے جاتے رہیں تا کہ پوری دنیا کے لوگ چاہے جہاں بھی رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ نہ کہہ سکیں: اے پروردگار! ہم کو کسی نے بتایا نہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلسل نبی بھیجے لیکن نبوت حضور ﷺ پر ختم کر دی گئی اور اس کا کام امت کے سپرد کر دیا گیا، اب امت ایک امتحان میں پڑ گئی، اگر اس

www.abulhasanalinadwi.org

کام کو وہ نہیں کرتی اور صرف معاش کی فکر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دینے کے لئے الفاظ نہیں اور برے لوگوں سے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کی پکڑ سے خطرہ ہے کہ اس امت کی پکڑ ہو جائے تو تم نے بتایا نہیں تو انہوں نے نافرمانی اختیار کی، یہ امت بتانے کے لئے آئی کہ تم مجرم ہو، طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے اور کہے کہ ہمیں استاذ نے پڑھایا ہی نہیں تھا تو کیا ہوگا، استاذ پکڑا جائے گا، تمہیں سال بھر سبق پڑھانے کے لئے دیا گیا تھا، تم نے کیوں نہیں پڑھایا، استاذ کے پاس کیا جواب ہوگا، کیا استاذ کو معاف کیا جائے گا، طالبعلم کو چھوڑ دیا جائے گا، طالب علم فیل ہو گیا، وہ امتحان نہیں دے سکا، اس لئے کہ اس کا قصور نہیں نکلا، اس کو جب پڑھایا ہی نہیں گیا تو وہ کیسے امتحان دے سکتا ہے، یہ بہت خطرہ کی بات ہے کہ کفار اللہ کے نافرمان یہ کہیں کہ ہمیں بتایا ہی نہیں گیا، کون بتاتا، جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے، کچھ لوگ اپنے معاش میں رہ گئے، کچھ لوگ راحت میں رہ گئے کچھ لوگ کمائی میں رہ گئے اور جو ذمہ داری اللہ کی طرف سے ڈالی گئی تھی اس سے غافل رہے اور دیکھئے کیا حالت ہو رہی ہے، ہم غیر مسلموں کی زمین میں رہتے ہیں، دیوار سے دیوار ملی ہوئی ہے، مکان سے مکان ملا ہوا ہے، دفتر میں ایک ساتھ کام کرتے ہیں لیکن وہ اسلام کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے تو یہ کس کی ذمہ داری ہے، ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں، واقف نہیں کرایا، اپنے عمل سے مظاہرہ نہیں کیا کہ وہ اسلام کی برتری اور اس کی خوبی سے واقف ہو جائیں، یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، ہر فرد کے کرنے کا نہیں ہے، فرض

www.abulhasanalinadwi.org

کفایہ ہے، اگر ایک معقول مقدار میں یہ کام کرنے والے ہوں تو سب پر سے یہ ذمہ داری دور ہو جائے گی اور کوئی نہ ہو تو یہ ایک بڑے خطرہ کی بات ہے، دوسری بات یہ ہے انسان پیدا ہوتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا، کوئی علم اس کے پاس نہیں ہوتا، کوئی ہنر اس کے پاس نہیں ہوتا، کسی بات کا سلیقہ اس کے پاس نہیں ہوتا، وہ سب پیدا ہونے کے بعد اپنے ماحول میں، اپنی تعلیم گاہ میں حاصل کرتا ہے، اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اللہ تعالیٰ کی باتوں سے کوئی واقف نہ ہو اور دنیا بھر کی ہر چیز سے واقف ہو جائے تو یہ بہت خطرناک بات ہے، ظاہر ہے اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے، ماں باپ پر آتی ہے، اساتذہ پر آتی ہے اور ان لوگوں پر آتی ہے جو ادارے قائم کرتے ہیں، مدرسے قائم کرتے ہیں اور جو اسکول قائم کرتے ہیں تو انہوں نے ایسا بھی کوئی انتظام کیا جس سے مسلمان کی نسل پروان چڑھ سکے، مسلمان بچوں کو اسلام کے متعلق بنیادی باتیں تو معلوم ہو جائیں، مسلمان بچے قرآن مجید کی تلاوت تو کر سکیں، اگر وہ تلاوت کرنا نہیں جانتے، اگر وہ مسائل نہیں جانتے تو اس کی ذمہ داری ماں باپ پر آتی ہے، کہ کیوں نہیں انتظام اس بات کا کیا کہ ان کے بچے مسلمان رہیں، دیکھئے وہ یوں ہی مسلمان نہیں رہ جائیں گے ہر آدمی اسی دنیا میں سیکھتا ہے لیکن سکھانے سے سیکھتا ہے، اگر ہم نے ان کے لئے اللہ اور رسول کی باتوں کو جاننے کا، اللہ کی کتاب پڑھنے کا اور اللہ کے احکام کو جاننے کا صحیح انتظام نہیں کیا تو یہ نہیں جانیں گے، کیونکہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے پیدا ہونے کے بعد اس کو کوئی یہودی بنالیتا ہے، کوئی مجوسی

www.abulhasanalinadwi.org

بنالیتا ہے تو کوئی عیسائی بنالیتا ہے، جیسا ماحول ملے گا، جیسا انتظام ملے گا وہ ویسے ہی بن جائے گا، یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا تو مسلمان رہے گا، یہ لازمی نہیں، اگر اس کو ایسا ماحول ملا، ایسے اساتذہ ملے، ایسے اسکول ملے جہاں اس کو عیسائی بنایا جارہا ہے تو وہ عیسائی بن جائے گا، جہاں اس کو مجوسی بنایا جارہا ہے تو ہو مجوسی بن جائے گا، حدیث شریف میں صاف صاف آتا ہے، وہ بچہ بھی اللہ کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ پروردگار! ہمارے ماں باپ نے ہمیں بتایا نہیں، ہمارے لئے کوئی سیکھنے کا اور جاننے کا انتظام نہیں کیا تو کون پکڑا جائے گا، ماں باپ پکڑے جائیں گے کہ تم نے کیوں نہیں اپنے بچے کو دین کی باتیں بتائیں، تم نے اپنے بچہ کو عذاب جہنم سے کیوں نہیں بچایا، قرآن میں آتا ہے "یآأیھا الذین آمنوا قوا انفسکم وأھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ" اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے بچے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جہنم کی آگ سے کیسے بچایا جائے گا، وہاں ہاتھ پکڑ کر روک لیں گے، نہیں، بلکہ عمل کے نتیجہ میں وہاں معاملہ ہوگا، آگ سے آدمی اپنے بچہ کی نجات کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو اس کی پکڑ ہوگی، اس پکڑ سے بچنے اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی فکر اسی دنیا میں علم وفضل کے ذریعہ ہم سب کو کرنا چاہئے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی ادب، معاشرہ کی بہتر تشکیل کا ایک اہم ذریعہ

رابطۂ ادب اسلامی کے اٹھارویں سیمینار منعقدہ ۹، ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ کے افتتاحی اجلاس میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں یہ جامع اور پُر مغز تقریر فرمائی تھی۔ جو اپنی معنویت کے لحاظ سے منفرد اور اہم ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عام طور پر لوگ ادب کو ایک معمولی چیز اور تفریح طبع کا سامان سمجھتے ہیں، اس کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو اسکو حاصل ہے، ادب نے تاریخ پر بڑا اثر ڈالا ہے، اور بعض وقت اسکے اثر سے انقلاب آئے ہیں، ادب اپنا اثر بہت خاموشی کے ساتھ ڈالتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ معاشرہ کے اخلاق اور طور وطریق کی تشکیل میں ادب کا نمایاں حصہ ہوتا ہے۔ اور بار بار ایسا ہوا ہے، یہ کوئی وقتی بات نہیں، بلکہ دانشور اور اہل قلم جو تحریر کرتے ہیں، وہ اپنے اپنے زمانہ میں ان تحریروں کے ذریعہ اپنے معاشرہ کی تشکیل کرتے رہتے ہیں، حالات کی مطابقت سے تحریریں دنیا میں آئی ہیں، پھر حالات میں ان کے اثر سے تبدیلی آئی ہے۔ پھر دوسری تحریریں آتی ہیں، ہر ایک کا ایک دور ہوتا ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی ادب، معاشرہ کی بہتر تشکیل کا ایک اہم ذریعہ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ خاتم النبيين محمد، و آله وصحبه أجمعين، وبعد:

حضرات، محترم بزرگو اور دوستو!

میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ بحیثیت ندوۃ العلماء کے ایک ذمہ دار کے آپ کا ندوہ کے اس احاطہ میں استقبال کر رہا ہوں، آپ لوگ دور دور سے تشریف لائے، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، اور ادب اسلامی کی اس منعقد مجلس کو اسکو اہمیت دی۔

حضرات! عام طور پر لوگ ادب کو ایک معمولی چیز اور تفریح طبع کا سامان سمجھتے ہیں، اس کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو اسکو حاصل ہے، ادب نے تاریخ پر بڑا اثر ڈالا ہے، اور بعض وقت اسکے اثر سے انقلاب آئے ہیں، ادب اپنا اثر بہت خاموشی کے ساتھ ڈالتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ معاشرہ کے اخلاق اور طور وطریق کی تشکیل

www.abulhasanalinadwi.org

میں ادب کا نمایاں حصہ ہوتا ہے۔ اور بار بار ایسا ہوا ہے، یہ کوئی وقتی بات نہیں، بلکہ دانشور اور اہل قلم جو تحریر کرتے ہیں، وہ اپنے اپنے زمانہ میں ان تحریروں کے ذریعہ اپنے معاشرہ کی تشکیل کرتے رہتے ہیں، حالات کی مطابقت سے تحریریں دنیا میں آئی ہیں، پھر حالات میں ان کے اثر سے تبدیلی آئی ہے۔ پھر دوسری تحریریں آتی ہیں، ہر ایک کا ایک دور ہوتا ہے۔

حضرات اسلام کے آنے کے بعد اسلام اور اسلامی ادب کا جو اثر مسلم معاشرہ پر پڑا وہ صدیوں تک جاری رہا اور برسوں تک اسکا سلسلہ قائم رہا لیکن جب یورپ کو غلبہ حاصل ہوا تو اسکا ادب ہمارے سامنے آنا شروع ہوا جو اسلامی قدروں کو بدل رہا تھا، عام طور پر لوگوں نے اسکو محسوس نہیں کیا، ہمارے جو مسلمان دانشور تھے اور صحیح الفکر تھے وہ اپنے حدود کے اندر اسکے مقابلے میں اپنا ادب پیش کرتے رہے لیکن انکی مقدار بہت کم تھی اور وہ اصل خطرہ کو سامنے رکھ کر نہیں تیار کیا جا رہا تھا وہ ادب اس طور پر تھا کہ بڑی حد تک ہمارے معاشرہ کی غمازی کرتا تھا، ہمارے معاشرہ کے کردار کو اور اسکے طور وطریق کا اظہار کرتا تھا اور گویا کہ ہمارے علم میں لاتا تھا کہ ہمارا معاشرہ کس کردار اور کس طور وطریق کا حامل تھا، لیکن انہوں نے اس بات کو سامنے نہیں رکھا تھا، یہ ایک بیرونی ادب ہماری قدروں کو اور ہماری تہذیب وثقافت کو متاثر کرتا جا رہا ہے اس کو ہم نے بہت دیر میں محسوس کیا اور دیر میں محسوس کرنے کے بعد لوگ کھڑے ہوئے، اس سلسلہ میں جماعت اسلامی کے ادیبوں کا کام قابل ستائش ہے ان کے جو دانشور اس بات کو محسوس کر رہے تھے، انہوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق اس میں حصہ لیا، اور مقابلہ کرنے کی کوشش کی، یہ مقابلہ ایسا نہیں ہے کہ دو فوجوں کا مقابلہ ہے، جسمیں اسلحہ استعمال ہوں، یہ بہت خاموش طریقہ سے کام کرنے کا کام ہے اور اس بات کی بھی کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ جو ادب ہمیں نقصان پہونچا تا رہا ہے اسکے مختلف محاذوں کو ہم دیکھیں، جن محاذوں سے وہ نقصان پہونچا رہا ہے، ہمیں ان ہی محاذوں پر لڑنا ہوگا یہ نہیں کہ ہم ایک الگ محاذ سے لڑ رہے ہوں اور حملہ دوسرے محاذ سے ہو رہا ہو، ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ادب ہمیں کن محاذوں سے نقصان پہونچا رہا ہے اور ہماری قدروں کو اور ہمارے طور وطریق کو بدل رہا ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ خطرے مذہب کے اقدار کو بھی اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں، چنانچہ لوگوں کو اپنے تصورات وتخیلات کے دائروں میں بھی صحیح ادب کی نمائندگی کرنی ہے، کیونکہ ان کو اگر بدل دیا جائے، تو سب چیزیں بدل جاتی ہیں، بلاد عربیہ کو لے لیجئے، دنیا کے دوسرے ملکوں کو لے لیجئے کہ وہاں کا معاشرہ کتنا بدل گیا، ہماری آنکھوں کے سامنے دونوں دور ہیں، ہم نے اپنے ابتدائی زمانہ میں، وہ دور بھی دیکھا ہے کہ وہاں کے رہنے والوں کی اپنی اصلی قدریں تھیں، اور وہ مضبوط تھیں اور ان کے بڑے اثرات تھے، اور پھر وہ دور بھی دیکھا ہے کہ ان کے بعض علاقوں، ملکوں، معاشروں میں وہ قدریں خاصی تبدیل ہوگئیں اور دوسری نئی قدریں ان کی جگہ آگئیں، اس کا سب نے مشاہدہ کیا کہ کس طرح خاموشی کے ساتھ ہمارے معاشرہ کے طور وطریق اور قدروں بلکہ تصورات ونظریات میں تبدیلی آئی، اس وقت جو مجمع بیٹھا ہے، یہ اب گویا پرانی نسل ہے

www.abulhasanalinadwi.org

جو آنے والی نئی نسل کے لئے جگہ چھوڑ رہی ہے، اگر آپ آنے والی نسل کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ بہت بدل چکی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ زبان کا بہت اثر پڑتا ہے، زبان بدلتی ہے تو اس سے متعلق تہذیب بدل جاتی ہے، اور زبان کا تہذیب سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔

زبان ہی ادب کا محل ہوتی ہے، ادب زبان کے ذریعہ چلتا ہے، اور زبان ہی اسکو چلانے والی چیز ہوتی ہے جب زبان بدل جاتی ہے تو اسکے ساتھ قدریں بھی بدل جاتی ہیں، جو قدریں زبان کے راستہ سے ادب کے اندر پیوستہ ہیں جب زبان بدلے گی تو جو الفاظ ان قدروں کے حامل ہوتے ہیں وہ بھی بدل جاتے ہیں، تعبیرات بدل جاتی ہیں پھر ان کی قدریں بدل جاتی ہیں، اور آدمی کو محسوس نہیں ہوتا ہے، اسکی مثال یہ ہے کہ اس وقت جہاں جہاں اردو کی جگہ ہندی نے لے لی ہے آپ دیکھیں گے کہ وہاں قدریں بدل گئیں تصورات بدل گئے، وہاں خیالات بدل گئے، کسی نے بدلا نہیں ہے دراصل جدید زبان اور اسکے جدید ادب کو پڑھ کر جو اس زبان کے ساتھ وابستہ تھا اثر ڈالا ہوتا ہے، اور جیسا کہ پروفیسر عبدالباری صاحب نے کہا کہ یورپ میں با قاعدہ اسکی خاطر تحریکیں چلی ہیں، اہل یورپ نے با قاعدہ اسی کو مقصود بنایا، دوسری زبانوں پر جو اثرات پڑے ہیں ممکن ہے کہ وہ تحریک کے طور پر نہ ہوں، لیکن یورپ نے با قاعدہ تحریک چلائی ہے، اور بہت ہی حکمت کے ساتھ اور اپنے نزدیک انتہائی سوجھ بوجھ کے ساتھ لوگوں کے ذہن بدلنے کی کوشش کی ہے، لوگوں کے تصورات بدلنے کی کوشش کی ہے، یورپ نے اگر صرف

www.abulhasanalinadwi.org

تصورات بدلنے کو اپنا مقصد بنایا ہوتا تو وہ اتنی بڑی بات نہ تھی، لیکن اس نے اخلاقی قدریں، حیا کی قدریں ان سب کو بدلنے کی کوشش کی، اور حیا کی قدروں کو بالکل نیست ونابود کردیا ہے۔

حضرات! آج ہم دیکھتے ہیں کہ اخبارات میں ایسی تصویریں آتی ہیں کہ ہماری پرانی نسل ان چیزوں کو ہماری ابتدائی عمر کے زمانہ میں گھروں میں داخل نہیں ہونے دے سکتی تھی، لیکن آج وہ بکثرت عام ہیں، اور ہم سب کو اسکا احساس تک نہیں ہوتا، کیونکہ جو چیز عام ہوجاتی اس کا احساس بھی کم ہوجاتا ہے، اور یہ سب یورپ کی لائی ہوئی باتیں ہیں۔ یورپ نے باقاعدہ اسکے لئے کوشش کی ہے، ہمیں ان چیزوں کو سامنے رکھ کر اپنی حکمت عملی طے کرنا ہے اور ہمیں اس محاذ پر لڑائی لڑنی ہے، جس محاذ سے ہم پر حملہ ہورہا ہے، ادب کے خاص محاذ سے ہم پر حملہ ہورہا ہے اسکا ہمیں مقابلہ کرنا ہے وہ مقابلہ اس طرح کر سکتے ہیں، کہ ان کے جو خطرناک پہلو ہیں، ان کو ہم واضح کریں، اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں ہم ایسا ادب پیش کریں جو اس ادب کی جگہ لے سکے، اور اس ادب کو روک سکے، اسطرح ہم اس کے لئے رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں، مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اسی احساس کو اپنے دل میں بہت محسوس کیا، اور انہوں نے مضامین لکھے، اور ادب کا ایسا مجموعہ تیار کیا، جو عربی میں ''مختارات من أدب العرب'' ہے جسمیں انہوں نے پورے عربی ادب کے خزانے سے ایسے ٹکڑے جمع کئے، جو صحیح اسلامی ذہن کو بناتا ہے، اور پھر اسکے بعد انہوں نے اسکی دعوت دی، ان کی اس دعوت کو لوگوں نے

پسند کیا، اور آہستہ آہستہ قافلہ بنتا چلا گیا، پھر رابطہ ادب اسلامی کی تشکیل کی، الحمدللہ اس وقت دنیا میں بہت سے ملکوں میں یہ رابطہ کام کر رہا ہے، برصغیر میں ہمارا یہ اٹھارہواں سیمینار ہے، ہم ایسے موضوعات پر یہ سیمینار منعقد کرتے رہے ہیں جو تقریباً نئے ہیں، اور ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ موضوعات نئے قسم کے ہوں، تاکہ نئی چیزیں ہمارے سامنے آئیں، اور ان سب کا جو محور ہے وہ ادب اسلامی ہے وہ ادب جسکو اسلام صحیح سمجھتا ہے، اور جو اسلامی قدروں سے مطابقت رکھتا ہے اسکو ہم پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اسکا دفاع کرتے ہیں اور اسکے خط وخال کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بحمدللہ اب کتابیں تیار ہونے لگی ہیں، اور ہمارے سیمینار کے ذریعہ مقالات بھی سامنے آتے رہے ہیں اور وہ بڑے قیمتی مقالات ہوتے ہیں اس لئے کہ موضوع نیا ہوتا ہے اور اس پر ہمارے اہل قلم اپنی صلاحیت کے مطابق اور اپنی قابلیت کے مطابق اپنی کاوش پیش کرتے ہیں۔

حضرات ہمیں صحیح الفکر دانشور اہل قلم کی مدد کی ضرورت ہے، اور ان کے تعاون کی ضرورت ہے، یہ ادب کا لفظ حقیقت میں بہت اچھے معنوں میں پہلے استعمال ہوتا تھا آمد اسلام سے قبل یہ لفظ عربوں میں مستعمل تھا لیکن اسکا مطلب ہوتا تھا ''پسندیدہ اور مفید چیزوں کو پیش کرنا'' اسی لئے کھانے کی دعوت کو اسی لفظ سے ادا کرتے تھے، کوئی آدمی جب کسی کا اکرام کرتا ہے اور اسکے لئے پسندیدہ کھانے پیش کرتا ہے تو گویا وہ پسندیدہ چیز اسکے لئے پیش کرتا ہے چنانچہ مأدبہ ادب سے بنا ہے جسکے معنیٰ دعوت کے ہوتے ہیں، اسلام کے آنے کے بعد لفظ

www.abulhasanalinadwi.org

زبان وادب مضمون تعلیم کے لئے استعمال ہونے لگا، اس لئے کہ تعلیم اچھی اور مفید چیزوں کی، اور پسندیدہ چیزوں کی ہی ہوتی ہے اس کے بعد یہ لفظ صرف دلنواز، پسندیدہ مضمون کے لئے استعمال ہونے لگا، اور لوگوں نے آہستہ آہستہ اسکے مفید ہونے کی طرف توجہ کم کردی، یہ صحیح ہے کہ ادب کو پسندیدہ ہونا چاہئے، پسندیدہ کلام ہی ادب ہے لیکن اس کے ساتھ اس کے مفید ہونے کی بھی فکر کرنی چاہئے، مفید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندگی کو مفید رخ دکھاتا ہو، اور معاشرہ کی ایسی تشکیل کرتا ہو کہ معاشرہ اللہ کے نزدیک اور انسانوں کے نزدیک بھی اچھا معاشرہ ہو، ایسا معاشرہ نہ ہو جو حیا اور اخلاق کی ساری قدروں سے خالی ہو، یا ان کو منہدم کرنے والا ہو، آج ہمیں بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے اس کے لئے ہمارے نوجوانوں اور ہمارے دانشوروں کو کمر کسنا پڑیگا، اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق ایسا ادب پیش کرنا ہوگا جو اس ادب کی جگہ لے جو مفید نہیں ہے، اور اس مخرب ادب کو روک سکے اور اسکے مقابلہ میں آسکے، اسکے مقابلہ میں جو ہم چھوٹی موٹی کوششیں رابطہ ادب اسلامی کے ذریعہ سے کرتے ہیں، امید ہے کہ اس میں آپ کا تعاون ہم کو حاصل ہوگا اور یہ قافلہ اپنی پوری افادیت کے ساتھ اور پوری صلاحیت کے ساتھ آگے بڑھے گا، اور دنیا میں ایک بہترین کام انجام دے گا اور ہم آنے والی نسلوں کے لئے نئی راہ روشن کرسکیں گے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگوں کی شفقت اور ان کا اعتماد بہت قیمتی چیز ہے

مورخہ ۲۴۔۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء کو قلندر پور مظفر پور اعظم گڑھ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام نامی اور اسم گرامی سے ایک عظیم سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس میں مختلف نشستیں ہوئیں۔ ایک نشست کی صدارت کرتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے یہ صدارتی تقریر فرمائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے، اس کام کو کرنے میں برکت بھی ہوتی ہے۔ کوئی بھی کرے، اگر کام ایسا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، اللہ کی رضا کا ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے۔ جلدی اور زیادہ بار آور ہوتا ہے۔ یہ نسبت اس کام کے جس میں اللہ کی مرضی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی مرضی کو پہچاننا اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنا یہ بڑی توفیق کی بات ہے۔ اس کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، یہ انسان کا خود اپنے اختیار کا کام نہیں ہوتا۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزرگوں کی شفقت اوران کا اعتماد بہت قیمتی چیز ہے

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی علی خاتم النبیین محمد، وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

حضرات! ابھی آپ نے اس تقریب کی ضرورت اور اسکی اہمیت کا اندازہ کیا، یہ تقریب حقیقت میں اس کام کے تعارف کے لئے منعقد کی گئی ہے جو یہاں کیا جارہا ہے، حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب ندوی کو بزرگوں کا اعتماد اور انکی سرپرستی حاصل ہوئی ہے، یہ جو آپ دیکھ رہے ہیں اور جو کام آپ کے سامنے ہے اس کی برکت کا نتیجہ ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو مولانا تقی الدین صاحب کا جو اعتماد حاصل تھا اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ بذل المجہود کی اشاعت کے لئے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے ان کو مصر بھیجا ان کا انتخاب کیا، انتخاب بہت بڑی چیز ہے اور بڑے اعتماد کی دلیل ہے، پھر

www.abulhasanalinadwi.org

برابر خیال ان پر لگا رہا اور اپنے مریدین اور اپنے مسترشدین سے کہتے تھے کہ مولانا تقی الدین صاحب کے لئے دعا کرو، وہ وہاں حدیث شریف کے کام کے لئے غریب الوطن کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں، وہاں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے بڑی قدر فرمائی ان کی اس کوشش کی کہ گھر بار چھوڑ کر وطن کو چھوڑ کر مصر میں نئے ماحول میں حدیث کی خدمت کے لئے ٹھہرے رہے اور واقعی حدیث کی بہت خدمت کی اور بذل المجہود کو بہت اچھے انداز میں اور تحقیق کے ساتھ اور جو اس کے لئے محنت درکار تھی اس میں محنت کے ساتھ اس کو شائع کرایا، اور اس طریقے سے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے دل میں بڑی جگہ حاصل کر لی، اور ظاہر ہے کہ حضرت شیخ نے جو دعائیں دی ہوں گی کہ ان کی غیر موجودگی میں جو اپنے مسترشدین سے کہتے تھے کہ ان کے لئے دعا کرو کہ وہ اس کام کے لئے وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، کتنی بڑی بات ہے۔

حضرات! آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ مرکز اور یہ جامعہ جو آپ کے سامنے ہے، چند سالوں کا نتیجہ ہے، اس کو لوگ سمجھتے ہوں گے کہ آدمی نے اپنی محنت سے اور اپنی ترکیب سے کر لیا ہے یہ بات نہیں ہے، جب تک کہ اوپر سے فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک آدمی کوئی بڑا کام انجام نہیں دے سکتا، کتنوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں اور کوششیں بھی کیں، لیکن چھوٹا کام بھی نہیں انجام دے سکے، اگر اللہ کی رحمت نہ ہو، اور اللہ کی رحمت یوں ہی نہیں ہوتی کہ بغیر سوچے سمجھے چھڑکاؤ اس کا ہو جائے بلکہ اس کے پیچھے کوئی بات ہوتی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

بات یہ ہے کہ اپنے بڑوں کا کہنا ماننا اور بزرگوں کے دامن سے وابستہ رہنا، اور یہ بات مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب نے پوری طرح انجام دی اور ہم اسکی برکت سمجھتے ہیں، لوگ اس کے اسباب بہت سے بیان کرسکتے ہیں ان کی محنت، ان کے تعلقات اور جو بھی ہیں، لیکن میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ بزرگوں کے دامن سے وابستگی اور ان کی اطاعت اور خیر کا کام کرنے کے لئے اپنے کو کھپانا حدیث شریف کی خدمت میں اس سے بڑی چیز اور کیا ہوسکتی ہے، اس سے ہمیں سبق لینا چاہئے سمجھنا چاہئے کہ بزرگوں کی شفقت اور ان کا اعتماد بہت قیمتی چیز ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور کام میں برکت ہوتی ہے، اس میں جو محنت مولانا تقی الدین صاحب نے کی ایسی محنت اور لوگوں نے بھی بہت سے کاموں میں کی ہوگی لیکن ان کو وہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جو ان کو حاصل ہوئی اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے دامن جو پکڑا اپنے بزرگوں کا تو آخر تک وابستہ رہے اور ان کی دعائیں لیتے رہے اور ان کی ہدایتوں اور مشوروں پر عمل کرتے رہے، یہ بڑی چیز ہے۔

حضرات! مقصد جو اللہ کی رضا کا ہوتا ہے، وہ کام کہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے اس کام کو کرنے میں برکت بھی ہوتی ہے کوئی بھی کرے، اگر کام ایسا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، اللہ کی رضا کا ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے جلدی اور زیادہ بارآور ہوتا ہے بہ نسبت اس کام کے کہ جس میں اللہ کی مرضی نہ ہو اللہ تعالیٰ کی مرضی کو پہچاننا اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنا یہ بڑی توفیق کی بات ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے یہ انسان کا خود اپنے اختیار کا کام نہیں ہوتا، یہ مرکز، ابوالحسن کے کے لفظ کے ساتھ یہاں قائم کیا جارہا ہے، ڈاکٹر تقی الدین صاحب نے بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا علی میاںؒ سے ان کا جو تعلق رہا، ان کی جو سرپرستی ان کو حاصل رہی اس کے وہ شکر گذار ہیں، اور یہ شکر گذاری کے نتیجہ میں انہوں نے اس مرکز کو ان کے نام سے منسوب کیا، اس کو اور بھی بہت سے ناموں سے منسوب کر سکتے تھے، ان کے شیخ مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی، حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ لیکن یہ کہ انہوں نے مولانا علی میاں صاحبؒ کے نام سے اس کو منسوب کیا اس میں ان کے پیش نظر دو فائدے رہے ہوں گے، ایک تو یہ کہ شکر گذاری کہ مولانا علی میاں صاحبؒ سے ان کا ربط رہا ان کے مشورے پر وہ عمل کرتے رہے اور دوسرے یہ کہ اس مرکز کو بین الاقوامی تعارف بھی حاصل ہوگا اس نام سے، یہ بہت بڑی قیمتی چیز ہے، اس لئے کہ ہمارے دینی ادارے اور دینی کام اگر ان کو تعاون نہ ملے اہل اسلام سے، اہل خیر سے تو اتنا کام نہیں انجام دے پاتے جتنا کام انجام دینا چاہئے، اس لئے یہ بھی ایک ضرورت ہے جو ہمارے سارے مدارس کو ہمارے سارے مراکز دینیہ کو اس کو اختیار کرنا پڑتا ہے، کون ہمارا مدرسہ ہے جو ان چیزوں کو اختیار نہیں کرتا تا کہ اس کو وہ قوت حاصل ہو سکے جس سے وہ اس بڑے کام کو انجام دے سکے، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ جس نیت اور شکر گذاری اور وہ بلند مقصد جو اس کے پیچھے ہے، اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ یہ مرکز بہت ترقی کرے گا انہوں نے اس کے لئے جو مقاصد سوچے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں صورت حال یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان جو کہ حدیث شریف کی خدمت میں بہت اس کا نام عالم اسلام میں ہے وہ سب جانتے ہیں کہ آخر دور میں برصغیر میں حدیث شریف کی جو خدمت ہوئی اور کسی جگہ نہیں ہوئی، اس کام کا اعتراف برملا عرب علماء نے کیا ہے، وہ سلسلہ کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہمارے طلبہ نئے فارغ ہونے والے بہت سی جہتوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، اس جہت کی طرف وہ توجہ نہیں ہو پا رہی ہے جو پہلے ہوتی تھی، اس لئے ان کے دل میں یہ بات آئی کہ ان کے لئے ہمیں وسائل فراہم کرنے چاہئیں اور ان کا راستہ ہمیں ہموار کرنا چاہئے، اس لئے کہ راستہ ہموار ہوتا ہے تو چلنے والے کو رغبت ہوتی ہے اور راستہ جب مشکل ہوتا ہے تو چلنے والے کم ہوتے ہیں، انہوں نے یہاں کمپیوٹر کا بھی انتظام کیا، اور جو کتب خانہ انہوں نے اس کے لئے اس وقت جمع کیا ہے وہ نادر کتب خانہ بنتا جا رہا ہے، آپ دیکھیں اس کتب خانے کو تو آپ کو فرحت بھی ہوگی اور حیرت بھی ہوگی کہ جو بہتر سے بہتر اور آخری سے آخری ایڈیشن کی کتابیں آرہی ہیں، تحقیقات آرہی ہیں وہ اس کو فوراً حاصل کرتے ہیں اور تھوڑی مدت کے اندر کتب خانہ اچھا خاصا قیمتی اور عظیم کتب خانہ بن گیا ہے، وہ کتب خانہ اس میں رکھا جائے گا اور طلبہ کو اس کے لئے فارغ کرنے کو کوشش کی جائے گی جو علمی کام کر سکتے ہیں حدیث شریف کی خدمت کر سکتے ہیں ان کے لئے یہاں انتظام ٹھہرنے کا بھی ہوگا اور دوسری سہولتیں بھی دی جائیں گی، تاکہ تحقیق اور بحث کا کام کر سکیں اور حدیث شریف کی اس خدمت کو جو ہندوستان کی ایک خصوصیت

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھی جارہی ہے اس خدمت کو قائم رکھا جاسکے، اس لئے کہ ہمارے مدارس میں بھی اتنی فکر نہیں رہی اس لئے کہ وسائل کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور بحث و تحقیق کا کام کرنے کے لئے بڑے اچھے کتب خانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، وہ جو کچھ کرسکتے ہیں، انہوں نے کیا ہے، کتب خانہ بہتر سے بہتر قائم کیا، اور اس میں اضافہ ہورہا ہے، اور اس کو یہاں رکھیں گے اور فارغین کو اس کے لئے موقع فراہم کریں گے، کہ وہ علم کے کام میں لگیں اور تحقیق و بحث کے نئے نتائج سامنے لائیں اور ہندوستان کی جو شہرت رہی ہے اس کو باقی رکھا جاسکے اور اس شہرت کو بلکہ بڑھایا جاسکے، یہ بہت نیک مقصد ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں ان کو سب کی طرف سے تعاون حاصل ہونا چاہئے ، اور تعاون کی کم سے کم یہ شکل ہوتی ہے کہ اس کی تحسین اور اس کے ساتھ جو ذہنی تعاون ہو وہ بھی کیا جائے ، مجھے خوشی ہے کہ یہ ایک شاندار مرکز قائم ہورہا ہے، اور اس سے جو علمی فائدہ ہوگا اصل وہی ہے، اس کا انتساب وغیرہ یہ تو ان کی شکر گذاری کی بات ہے، اصل چیز یہ ہے کہ مرکز علم کی ترقی کے لئے ہے، علم دین کی ترقی کے لئے ہے، اور علم دین میں سب سے اچھا شعبہ اور بابرکت شعبہ حدیث شریف کا شعبہ ہے، اور خاص طور پر اس کو اس کے مقصد میں شامل کیا گیا ہے، آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنی حد تک جو بہتر سے بہتر اس میں گنجائش اور اس کے جو شعبے ہیں وہ ان کو رکھے ہیں، عمارت بھی بہت اچھی شاندار ہے، اللہ تعالیٰ جیسی عمارت شاندار ہے اسی طرح کام بھی شاندار ہو اور ان کی نیت اور ان کے پیش نظر جو مقصد ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہتر

www.abulhasanalinadwi.org

طریقے سے پورا فرمائے، اور یہ چیز جس کا آغاز آج ہو رہا ہے یہ بڑے اچھے نتائج پر منتہی ہو، میں اتنے الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے

یہ تقریر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے جامعہ ام سلمیٰ للبنات فردوس نگر توپ تانچی میں جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر مورخہ ۳؍اپریل ۲۰۰۴ء کو کی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس پر الزام ہے کہ یہ دہشت گردی کے اڈے ہیں، اور خوف وہراس پھیلاتے ہیں، لیکن اگر غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دہشت گردی ہماری عصری تعلیم گاہوں سے نکل رہی ہے، وہاں روزانہ ہنگامے ہوتے ہیں، لاٹھیاں چلتی ہیں، گولیاں چلتی ہیں، بم پھٹتے ہیں، اور ہمارے یہاں؟ ہمارے یہاں یہ سب کچھ نہیں ہوتا، ہم توڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے مدارس کو رات اور دن میں کسی بھی وقت آکر دیکھ سکتے ہیں، ان میں کوئی قابلِ اعتراض چیز نہیں ملے گی۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے

الحمدللہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ، أمابعد!

اس وقت پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بلکہ خود انسانیت کے خلاف زبردست سازش چل رہی ہے، انسانیت کے قدروں کو ختم کیا جارہا ہے، انسان دوسری مخلوقات پر انسانیت کی وجہ سے امتیاز رکھتا ہے، اس لئے سازش ہے کہ انسانی قدروں کو ختم کر کے انسان کو حیوان بنادیا جائے ، کتا اور بلی بنادیا جائے ، زبان سے یہ بات نہیں کہی جاتی ،لیکن میڈیا کے ذریعہ جو حالات پیدا کئے جارہے ہیں، ٹیلی ویژن پر جو مناظر دکھلائے جارہے ہیں، سنیما گھروں اور کلبوں کے ذریعہ جس تہذیب اور کلچر کو عام کیا جارہا ہے، ان سب کا نتیجہ یہی ہے۔ آزادی کے نام پر عورتوں کو بے حیا بنایا جارہا ہے، ان کے کپڑے اتارے جارہے ہیں، ان کو اپنی ہوس کا شکار بنایا جارہا ہے، پہلے تو کوشش کی جاتی ہے کہ عورت پیدا

www.abulhasanalinadwi.org

ہی نہ ہو، اور اگر پیدا ہی ہو جائے تو اس کو برہنہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور جن اداروں سے انسان بنتے اور ڈھلتے ہیں، جہاں اخلاق وشرافت اور عفت وعصمت اور نیکی وتقوی کی تعلیم دی جاتی ہے، انسانیت کا درس دیا جاتا ہے، انسان کو انسان بنا سکھایا جاتا ہے، انہیں الزام لگا کر ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، الزام اس لئے لگایا جاتا ہے تا کہ انہیں ختم کرنا آسان ہو، کیونکہ اس کے بغیر دشمن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

مدارس پر الزام ہے کہ یہ دہشت گردی کے اڈے ہیں، اور خوف وہراس پھیلاتے ہیں، لیکن اگر غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دہشت گرد ہماری عصری تعلیم گاہوں سے نکل رہے ہیں وہاں روزانہ ہنگامے ہوتے ہیں، لاٹھیاں چلتی ہیں، گولیاں چلتی ہیں، بم پھٹتے ہیں، اور ہمارے یہاں؟ ہمارے یہاں یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ ہم تو ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے مدارس کو رات اور دن میں کسی وقت بھی آ کر دیکھ سکتے ہیں، ان میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملے گی۔

اس وقت دنیا میں سب کے سر پر طاقت اور دولت کا بھوت سوار ہے، ہر آدمی یہی سمجھتا ہے کہ اصل کامیابی طاقت ودولت کے حصول میں ہے، یہ دو چیزیں اگر حاصل ہو جائیں تو انسان کامیاب ہے، اور پھر انہیں حاصل کر کے بجائے انسانوں کی بھلائی کے ان کی تباہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ہمارے یہ مدارس جو انسانی قدروں کے تحفظ کا کام کرتے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

بڑے غنیمت ہیں، اور لائق قدر ہیں، اور تحفظ وہی کر سکتے ہیں جن کی نظر میں انسانی قدروں کی اہمیت ہے، ہم ایسے مراکز اور ادارے قائم کریں جن میں دین واخلاق اور انسانیت کا درس دیا جائے، اور انسانی قدروں کا تحفظ ہو، آپ کے اندر دین اور دینی باتوں کے سننے کا جو شوق ہے وہ اس لئے ہے کہ آپ کے بزرگوں نے آپ کی دیسی تربیت کی، اور اس بات کی فکر کی، اب یہ کام آپ کو کرنا ہے تاکہ آئندہ نسل مسلمان باقی رہے، دنیا میں ان کو بے دین بنانے کی جتنی سازشیں اور کوششیں ہو رہی ہیں، اگر ان کا توڑ نہیں کیا گیا تو ان کا مسلمان باقی رہنا مشکل ہے، قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ﴿یا أیها الذین آمنوا قوا أنفسکم وأهلیکم ناراً وقودها الناس والحجارة﴾ "کہ اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں۔" (التحریم:۶) آج کالجوں، یونیورسٹیوں اور عصری تعلیم گاہوں میں جو تعلیم ہو رہی ہے اور میڈیا جو کام کر رہا ہے، وہ اللہ سے بغاوت کی تعلیم ہے، اور اس بات کی تعلیم ہے کہ انسان انسانیت اور انسانی قدروں سے عاری ہو جائے، یہ ایک سیلاب ہے جو تیزی سے ہماری طرف بڑھتا چلا آرہا ہے، سیلاب پر اگر بندھ نہ باندھا جائے تو سب کو غرق کر دیتا ہے، اس لئے جب کسی گاؤں میں سیلاب آتا ہے تو اس کو روکنے کی پورے گاؤں والے مل کر کوشش کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں اس سیلاب کو روکنے کی ضرورت ہے، اس سیلاب کو لانے کی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں، اور بڑی طاقتیں کام کر رہی ہیں، یہ

www.abulhasanalinadwi.org

سیلاب دین دنیا دونوں کو بہا لے جائے گا، ہمیں اس بات کی فکر کرنی ہے کہ نئی نسل کیسی ہوگی، ہمارے راستہ پر ہوگی یا انسانی قدروں سے خالی ہوگی؟ درحقیقت یہ مدرسے ہی اس سیلاب کو روک سکتے اور اس پر بند باندھ سکتے ہیں، اس لئے یہ ہمدردی اور تعاون کے مستحق ہیں۔

مدارس پر ایک بڑا الزام یہ ہے کہ یہ ملا پیدا کرتے ہیں، جو صرف اذان دے سکتے ہیں اور امامت کر سکتے ہیں، دنیا اور دنیاوی معاملات کی انہیں نہ سمجھ بوجھ ہوتی ہے اور نہ کوئی بصیرت، یہ اپنا اور اپنے بچوں کا ٹھیک سے پیٹ بھی نہیں پال سکتے ہیں، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے، اور حقیقت ناشناسی کی دلیل ہے، ہمیں اگرچہ ان جیسے سر پھرے دیوانوں اور ملاؤں ہی کی ضرورت ہے تاکہ دین اور دین کا کام کرنے والے باقی رہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مدارس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ سماجی علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں، انگریزی، معاشیات، اقتصادیات اور سیاسیات سارے علوم پڑھائے جاتے ہیں، مختلف زبانیں پڑھائی جاتی ہیں، کیا کمی ہے ان میں؟ مدارس دینی قدروں کے تحفظ کے لئے ہیں۔ اس وقت قادیانی اور عیسائی مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں، یہ مدارس ان کی روک تھام کر رہے ہیں، مدارس آپ کو زیادہ تعداد میں دکھائی دیتے ہیں، لیکن پھر بھی ضرورت کے اعتبار سے ان کی تعداد بہت کم ہے، ہمارے اس ملک میں ہزاروں مسلمان مرتد ہوگئے، ہم نے ان علاقوں میں خود جاکر دیکھا ہے، اس کے باوجود لوگ اعتراض کر رہے ہیں، آپ انہیں مدارس سے نکال کر وہاں لیجانا چاہتے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

جہاں انہیں انسان نہیں بلکہ مشین بنایا جاتا ہے، اخلاق وکردار سے عاری کیا جاتا ہے؟ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

ان مدارس کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے، جہاں سے دین کی روشنی ملتی ہے، اگر یہ نہ ہوں تو اللہ اور اس کے رسول کو کوئی کیسے جانے گا؟ دین کا تحفظ ان مدارس کے بغیر ناممکن ہے، دوسرے ملکوں میں جہاں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے جن کی کتابوں سے ہم آج بھی استفادہ کرتے ہیں، لیکن مدارس نہ ہونے سے وہاں اب دین جاننے والا کوئی نہیں ہے، نام ان کا مسلمانوں جیسا ہے، لیکن نہ انہیں کلمہ یاد ہے اور نہ روزہ اور نماز، بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں، لیکن مسلمان کی شناخت کیا ہے؟ اور مسلمان کہتے کسے ہیں؟ اس سے وہ بالکل بے خبر ہیں، ایسا کیوں ہوا؟ ایسا مدارس کا وجود ختم ہو جانے سے ہوا۔ مدارس کو نشانہ بنانا اور انہیں ختم کرنا یہ بہت بڑی سازش ہے، اور اس کے دوررس نتائج ہیں۔ کیونکہ ہمارے دشمن جانتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں کا تعلق دین سے باقی ہے اس وقت تک انسانوں کو اخلاق وکردار سے عاری اور ننگا کرنے کا جو کام کیا جارہا ہے وہ پورا نہیں ہوسکتا، اور ہم اپنی تخریبی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے، ان مدارس کا کام لوگوں کو ہدایت اور روشنی دینا ہے، اچھے اور بُرے کا فرق بتانا ہے، کیونکہ آج کل لوگ جھوٹ کو بُرا نہیں سمجھتے، چوری کو برا نہیں سمجھتے، ان کے نزدیک چور وہ ہے جو پکڑا جائے، لہٰذا اچھے برے کی تمیز ختم کردی جائے، یہ ایک تحریک اور سازش ہے، اور یہ مدارس اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے سد سکندری کا کام کررہے ہیں، مدارس کا نظام انسان کو انسان باقی رکھنے کے لئے اور دین سے ان کا تعلق جوڑنے کے لئے ہے، اس لئے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کی تعلیم ضروری ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے دستور چلا آرہا ہے کہ موجودہ نسل آئندہ نسل کی تربیت کرتی ہے، مختلف مسلمان ملکوں میں یہ سلسلہ ختم ہوگیا، اب وہاں کی جدید نسل اسلام کو نہیں جانتی، یہی ہمارے ملک میں ہونے کا خطرہ ہے، اس لئے آئے دن مدارس میں دنیاوی علوم داخل کئے جانے کی وکالت کی جاتی ہے، تاکہ اگر کسی طرح ان مدارس کو ختم نہ کرسکے تو ان کی خصوصیات کو ختم کردیں، دنیاوی علوم زیادہ سے زیادہ لاکر دینی علوم کو نکال دیں، اس لئے ہمیں ان مدارس کی قدر کرنی چاہیئے، اور ان کا تعاون کرنا چاہیئے، لیکن یہ کام لگنے سے اور کرنے سے ہوگا، صرف تمنا کرنے اور خواہش کرنے سے نہیں ہوگا۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ عالمی حالات

اور

ہماری ذمہ داریاں

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ نے مورخہ ۲۱ جون ۲۰۰۴ء کو بعد نماز مغرب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی میموریل سینٹر حیدرآباد کے کانفرنس ہال میں پڑھے لکھے دانشور طبقہ کے ایک منتخب مجمع کے سامنے ایک اہم خطاب فرمایا

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، اندلس کا واقعہ
آپ کے سامنے ہے، بغداد کی تباہی کا واقعہ
آپ کے سامنے ہے، بہت آگے نہ جایئے،
صرف ہندوستان کی غلامی کا جو واقعہ ہے، اس کو
دیکھئے کہ یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی،
پورا ہندوستان ان کے پاس تھا، لیکن کس طرح
ان سے مغربی طاقتوں نے یہ ملک چھینا اور ان
سے لے لیا، اس کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ عالمی حالات

اور

ہماری ذمہ داریاں

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على على خاتم النبيين محمد، وعلىٰ آله وصحبه اجمعين، وبعد:

بزرگو اور دوستو! آج دنیا میں مسلمانوں کو بہت سے مسائل درپیش ہیں، اوران کے حل کی کوششیں جاری ہیں، قدرتی طور پر ذہن میں تقاضے پیدا ہوتے ہیں کہ مسائل کو حل کرنے کے لئے جو مناسب تدابیر ہیں وہ کیسے اختیار کی جائیں، اورکس طریقہ سے یہ امت صحیح امت بنے؟ اس امت سے اللہ تعالیٰ نے خصوصی کام متعلق فرمایا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو یا بندوں کی کسی جماعت کو کوئی اعجاز عطا فرماتا ہے تو فضول اور یوں ہی بغیر کسی وجہ کے عطا نہیں فرماتا، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی کچھ بنیاد

www.abulhasanalinadwi.org

اختیار فرماتا ہے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ میں خیر امت قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم نے سارے جہانوں پر ان کو فضیلت دی ہے، فرمایا ﴿ولقد آتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ، ورزقناھم من الطیبات، وفضلناھم علی العالمین﴾ (سورہ جاثیہ:۱۶) اور فرمایا: ﴿ولقد اخترناھم علی علم علی العالمین﴾ (سورہ دخان:۳۲) یعنی یہ کوئی نہ سمجھے کہ ہم نے کسی فیمی یا شخصی حسن ظن میں ان کو فضیلت دیدی، تو ایسی بات نہیں ہے بلکہ فرمایا ﴿علی علم﴾، جان بوجھ کر یہ کیا، اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی: ﴿وفضلناھم علی العالمین﴾ کہ جان بوجھ کر تم کو سارے جہانوں پر فضیلت دی۔ تو جان بوجھ کر فضیلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امت، کسی قوم، کسی جماعت حتی کہ کسی فرد کو جو مقام عطا کیا جاتا ہے، اس کے پیچھے کوئی وجہ ہوتی ہے۔ وجہ کیا ہوتی ہے؟ وجہ وہ جو اللہ کو پسند آتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رضامندی کی ہوتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کے بہت نیک بندوں کی اولاد ہوتے ہیں اور نیک اولاد ہوتے ہیں، نافرمان اولاد نہیں ہوتے یا خود زبردستی نیکی والے ثابت ہوتے ہیں، اس بات سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر مقبولیت اور عزت عطاء فرماتا ہے، اور اس کو موقع عطا کرتا ہے کہ وہ جماعت اور وہ امت اپنے کو اس مقام کے لائق بنائے گی جو مقام اللہ کو پسند ہے۔

اس امت محمدیہ (علی صاحبها الصلاۃ والسلام) کو اللہ تعالیٰ نے خیر امت بنایا ہے، اور اس کی وضاحت فرمائی ہے: ﴿کنتم خیر أمة

www.abulhasanalinadwi.org

اُخرِجَتْ للنَّاسِ، تأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤمِنُوْنَ بِاللّٰہ ﴾ (سورہ بقرہ ۱۱۰) فرمایا کہ تم بہترین امت ہو، کیسے تم بہترین امت ہو؟ اوراس طرح کہ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو، نیکی کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہواور نیکی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو، اور برائیوں سے لوگوں کو روکتے ہواور منع کرتے ہو، اور دوسری جگہ فرمایا کہ ﴿و کذلک جعلنٰکم أمة وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس، ویکون الرسول علیکم شھیداً ﴾ (سورہ ۱۴۳) کہ ہم نے تم کو یہ خصوصیت دی کہ تم کو امت وسط بنایا اور اسلئے بنایا کہ تم ساری دنیا پر گواہ بنو، اور تم پر گواہی دینے والا تمہارا رسول ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں بتائیگا، جب نامۂ اعمال پیش ہوں گے، امتیں پیش ہوں گی، افراد پیش ہوں گے، اس وقت ان کی کارکردگی وہاں پیش ہوں گی، اور ہر امت کی شہادت اس کا نبی دیگا، لیکن یہ امت دنیا کی ساری امتوں کی گواہی دے گی، اور اس امت کی گواہی رسول ﷺ دیں گے۔ گواہی اور شہادت دینے کا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ کس نے کیا کیا؟ کس نے اچھا کیا؟ کس نے برا کیا؟ کس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزاری؟ کس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی نہیں گزاری؟ لیکن یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ جس کو گواہ بنایا جاتا ہے وہ پہلے خود ان اچھی خصلتوں کا حامل ہوتا ہے جن اچھی خصلتوں کے ہونے یا نہ ہونے کی اس کو گواہی دینی ہوتی ہے۔ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا وہ نماز نہ پڑھنے والے کی گواہی کیسے دے سکتا ہے؟ پہلے تو اس کو اسی سے نمٹنا پڑے گا کہ تم خود کیوں نماز نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

پڑھتے تھے؟ تم فلاں کے متعلق کہہ رہے ہو کہ وہ نماز نہیں پڑھتا تھا، تم کب پڑھتے تھے؟ تم کس منہ سے کہہ رہے ہو کہ وہ نماز نہیں پڑھتا تھا؟ تو گواہی تو وہی دے سکتا ہے جو خود کم از کم اس بات کا حامل ہو، اس بات پر عمل کرتا ہو، تبھی تو گواہی دے گا ۔ورنہ کیسے کہہ سکتا ہے؟ کس منہ سے کہہ سکتا ہے؟۔

تو میرے بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے یہ اہم اور عظیم مقام متعین کیا ہے، اسے اس مقام پر ہونا ہے کہ تم دوسری امتوں کی گواہی دو گے، ساری دنیا کی گواہی دو گے، ﴿الناس﴾ کا لفظ ہے، یعنی سارے انسانوں کی گواہی دینی ہے کہ پروردگار! ہمارے زمانہ میں فلاں فلاں قومیں حق پر عامل تھیں، احکام الٰہی کو ماننے والی تھیں، اور فلاں فلاں قوموں کی حق سے روگردانی تھی، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے اچھا کیا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے بُرا کیا۔لیکن ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ امت دوسری امتوں کی اور دوسری قوموں کی کس منہ سے گواہی دے گی، وہ کیسے کہے گی کہ دوسرے لوگ دنیا میں تباہی مچا رہے تھے، اور بری خصلتوں میں مبتلا تھے، اور خراب زندگی اختیار کئے ہوئے تھے، یہ گواہی ہم کس بنیاد پر دے سکتے ہیں؟ مسلمانوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ مقام ہے، یعنی ہونا چاہئے۔اب قیامت تک دنیا میں جو امتیں ہیں، جو قومیں ہیں، اور جو کچھ وہ کر رہی ہیں، اس کی گواہی مسلمانوں کو دینی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا، وہ شخص یا وہ افراد، وہ جماعت کہ جو خود عامل نہیں ہے، وہ کس طرح اللہ کے سامنے، کس

www.abulhasanalinadwi.org

منہ سے یہ کہہ سکے گی کہ فلاں عمل نہیں کرتا تھا، اور فلاں صحیح کام نہیں کرتا تھا؟ ہم اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر دوسروں پر خوب تبصرہ کرتے ہیں، دوسری قوموں پر تبصرہ کرتے ہیں، لیکن اپنی مجلسوں میں کرتے ہیں جہاں کوئی ٹوکنے والا نہیں، اور کوئی ٹوک سکتا نہیں، ٹوکے تو لڑائی ہو جائے، لیکن ہم خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم دوسری قوموں پر جو اعتراضات کرتے ہیں، کیا وہ اعتراضات ہم پر نہیں کئے جاسکتے؟ کیا وہ نقائص ہم میں نہیں ہیں؟ جب وہ نقائص ہم میں پائے جاتے ہیں تو ہم کس طرح ان پر اعتراضات کر سکتے ہیں؟ اپنی مجلسوں میں تو ہم خوب تنقید کر سکتے ہیں، خوب اعتراضات کر سکتے ہیں، لیکن جب قیامت میں اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم نے اس ذمہ داری کا کیا کیا، بتاؤ! اس وقت اس امت کے پاس کیا جواب ہوگا؟۔

اس امت کے لئے بڑی اہم بات اور بڑی احساس ذمہ داری کی بات ہے کہ اس کو دو نہایت بلند مقام عطا کئے گئے ہیں، ایک امت وسط کا اور دوسرا شاہد کا۔ امت وسط یعنی خیر امت جو سارے معاملات میں صحیح اور معتدل راستہ پر چلنے والی اور معیاری امت ہے، اور دوسرے یہ کہ گواہ اور شاہد امت۔ فرمایا ﴿لتکونوا شھداء علی الناس﴾، اس امت کو یہ عظیم مقام اس لئے دیا گیا تاکہ وہ گواہی دینے کی ذمہ داری سنبھال سکے۔ جب ہم معتدل اور معیاری راستہ پر چلیں گے، تبھی ہم دوسرے کی گواہی دینے کے لائق قرار پائیں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ مقام اس امت کو عطا فرمایا تاکہ قیامت کے روز گواہی دینے کا یہ فریضہ

www.abulhasanalinadwi.org

انجام سے سکے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کو گواہ بنایا جارہا ہو اس کے لئے کتنے اعزاز کی بات ہے، ایک طرف مجرمین پکڑے جارہے ہیں، دوسری طرف ان کے گواہ لائے جارہے ہیں، گواہوں اور مجرموں میں زمین آسمان کا فرق ہے، گواہ کا کیا اعزاز اور کیا مقام ہے اور مجرم کا کیا مقام ہے؟ یہ سب جانتے ہیں، لیکن یہ تب ہے جب اس معیار کو قائم کیا جائے جو اس کے لئے مطلوب ہے، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بنی اسرائیل کو اللہ نے سارے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور یہ فرمایا کہ کہ حقیقت اور واقعیت کو جانتے ہوئے یہ فضیلت دی تھی، جس وقت اللہ نے ان کو یہ فضیلت دی اس وقت نہایت معیاری امت تھی۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے اور ان کے راستہ پر تھے۔ اور ان میں وہ صفات تھیں جن صفات پر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اعزاز عطا فرمایا تھا، لیکن جب انہوں نے اس اعزاز کا خیال نہیں رکھا اور اس مقام کا خیال نہیں رکھا جس کی بنیاد پر انہیں فضیلت دی گئی، اور وہ معصیتیں کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ اپنے انبیاء تک کو شہید کیا، اور دین پر عمل کرنے والوں کے ساتھ استہزاء کیا، اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور اس کی نشانیوں کو بگاڑ کر پیش کیا، توریت کے احکام کو بدل دیا، چھپا دیا، اور دین کو دنیاوی فوائد کے لئے فروخت کرنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کو موقع دیا کہ اب سنبھل جاؤ، اب سُدھر جاؤ، لیکن جب انہوں نے کسی طرح تسلیم نہ کیا تو پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز سے محروم کر دیا، عزت سے محروم کر دیا، اس عزت سے بھی جو انسانوں کے لئے اللہ نے رکھی ہے، جو کافر کو بھی ملتی ہے اور مسلم کو بھی ملتی ہے، ان کو کافر والی

www.abulhasanalinadwi.org

عزت سے بھی محروم کردیا اور فرمایا کہ ان کے لئے ذلت اور رسوائی ہے، ﴿وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ﴾ (سورہ بقرہ:٦١)، اور اگر آپ تحقیق کریں اور معلومات کریں تو بات ایسی ہی ہے، بنی اسرائیل آج بھی رسوا اور ذلیل وخوار ہیں، ڈنڈے کے زور سے کوئی بھی غنڈہ بڑا بن سکتا ہے، لیکن اس کو سب جانتے ہیں، اور دلوں میں اس کی جو حیثیت ہوتی ہے وہ بھی معلوم ہوتی ہے، طاقت کے زور سے یا اپنے مکروفریب سے کسی کو دبالیا جائے وہ الگ بات ہے، لیکن انسان کی عزت جو دلوں میں ہوتی ہے، اور اس کا احترام جو دلوں میں ہوتا ہے وہ اصل چیز ہے، اس وقت دنیا میں یہودیوں کی کوئی عزت نہیں ہے، ان کے دوستوں کے دلوں میں بھی ان کی عزت نہیں ہے، دشمنوں کے دلوں میں تو کیا ہوگی، لیکن لوگوں کے مصالح، ان کے فوائد اور ان کے بہت سے مسائل اُن سے وابستہ ہیں اس لئے ظاہری طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ان کو ایک طاقت حاصل ہے، لیکن کوئی عزت ان کی نہیں ہے، اور ہو بھی کیسے سکتی ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے لئے ذلت لکھدی ہے۔

یہ بڑی عبرت کی بات ہے کہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب پر فضیلت دی تھی اور جان بوجھ کر فضیلت دی تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں رسوا بھی کردیا، اور دنیا کو یہ دکھادیا اور قرآن شریف کے ذریعہ سب کو بتادیا کہ اگر باپ دادا اچھے عمل کرنے والے ہیں تو یہ کافی نہیں ہے، بلکہ انسان کو خود بھی عمل کرنا ہوگا، صرف یہ نسبت کافی نہیں ہے کہ ہم فلاں نبی کے ماننے والے ہیں، ہمارے باپ

www.abulhasanalinadwi.org

دادا ایسے تھے، ویسے تھے، پدرم سلطان بود، اس سے پورا کام نہیں چلتا۔ یہ بتاؤ تم کیا ہو؟ تم اس معیار کو قائم رکھے ہو یا نہیں جو معیار تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا؟ وہ یہ کہ تمہیں دوسروں کی رہنمائی کرنی ہے، دوسروں کو راہ حق پر لانے کی کوشش کرنی ہے، اور دوسروں کو غلط راہ سے بچانے اور روکنے کی کوشش کرنی ہے، لیکن اس صورت میں کہ تم خود اس لائق بنو کہ دوسروں کو غلط راہ سے بچانے اور روکنے کی کوشش کرنی ہے، لیکن اس صورت میں کہ تم خود اس لائق بنو کہ دوسروں کو غلط راہ سے روکو، تم خود صحیح راستہ پر چلو، حق کی طرف تم دعوت دو گے تو پہلے تم خود اپنے کو حق پر قائم کرو، تب تم دوسروں کو حق کی دعوت دے سکتے ہو، تو اس امت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو فریضہ عطا فرمایا ہے وہ فریضہ یہ ہے کہ اس کو دوسروں کی رہنمائی کرنی ہے، دوسروں کو حق کی طرف لانا ہے، اور لوگوں کو متوجہ کرنا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے یہ اخلاق متعین کئے ہیں، تمہارے لئے یہ زندگی متعین کی ہے، یعنی تمہیں امت ہدایت بننا ہے، اور اس کے بعد پھر نظر رکھنی ہے ساری قوموں پر، ساری ملتوں پر۔ جب دوسروں کو دعوت دی جائے گی، دوسروں میں گھس کر کام کیا جائیگا، دوسروں تک بات پہنچائی جائے گی تو ہم دوسروں کا حال بھی جان لیں گے کہ وہ کیسے ہیں؟ حق کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا کہ نہیں قبول کیا؟ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو کس نظر سے دیکھا؟ اور کس طرح ان کے ساتھ معاملہ کیا؟ اس سے ہم واقف ہو جائیں گے، ساری دنیا ہمارے سامنے واضح ہو جائے گی، اب ہم ہر امت کو پہچان جائیں گے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور وہ اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہے یا تیار نہیں ہے؟ ہم یہ کہہ سکیں گے کہ پروردگار! ہم نے آپ کا پیغام ان تک پہونچایا تھا لیکن انہوں نے نہیں مانا، سنی ان سنی ایک کردی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے متعلق عظمت وعزت، پھر نالائقی اور ذلت کا واقعہ سنا کر یہ بتادیا کہ تم کو عزت عطاء کررہے ہیں، لیکن وہ کیسے اور کس طرح؟ اور تم سے پہلے جو امت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا تھا اور معزز مقام عطا فرمایا تھا اس کا حال یہ ہوا کہ پھر پروردگار کو ناراض کردینے پر پروردگار نے اسے راندۂ درگاہ بھی کردیا۔ کیوں کیا؟ اس لئے کہ وہ اپنے راستہ سے ہٹ گئے، اور انہوں نے اپنے فریضہ کو انجام دینا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں آگے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوا کیا۔

جب ہم اس امت کی اور مسلمانوں کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو یہ دونوں باتیں ملتی ہیں، چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت تک کے لئے اس کو خیر امت بنایا ہے، اس لئے پوری امت فنا ہونے سے محفوظ ہے، حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی، اللہ نے دعاء قبول فرمائی تھی، آپ ﷺ نے یہ دعاء فرمائی تھی کہ یہ امت ہر حال میں اچھی رہے، تو یہ تو نہیں قبول ہوئی البتہ یہ دعاء قبول ہوئی کہ پوری کی پوری امت مصیبت میں مبتلا نہیں ہوگی، تباہ نہیں ہوگی، امت تو قیامت تک رہے گی، کیونکہ کچھ لوگ، کوئی نہ کوئی گروہ کوئی نہ کوئی طبقہ، حق کے راستہ پر قائم نہیں رہے گا اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جو اس سے پہلے کی امتوں کے

ساتھ پیش آیا، اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی تفصیل سے ہے، اور ہمیں تاریخ میں بھی اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، اندلس کا واقعہ آپ کے سامنے ہے، بغداد کی تباہی کا واقعہ آپ کے سامنے ہے، آپ بہت آگے نہ جایئے، صرف ہندوستان کی غلامی کا جو واقعہ ہے اس کو دیکھئے کہ یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی، پورا ہندوستان ان کے پاس تھا، لیکن کس طرح ان سے مغربی طاقتوں نے یہ ملک چھینا، اور ان سے لے لیا، اس کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ ہم سیاسی حالات پر نظر ڈال کر اس کے اسباب تلاش کرتے ہیں، لیکن اس کے جو معنوی اسباب ہیں ہمیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے، جس وقت انگریز اس ملک میں آکر قابض ہوئے ہیں اس وقت یہاں کے مسلمانوں کی حالت انتہائی خراب تھی، کوئی بھی خرابی اور جرم ایسا نہیں تھا جو مسلمانوں میں نہ پایا جاتا ہو، ان کی سوسائٹی بہت کرپٹ ہو چکی تھی، ان کے حالات انتہائی ناپسندیدہ ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے میں تازیانہ ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تحریروں کو دیکھئے جن میں انہوں نے مسلمانوں کی سوسائٹی کا نقشہ کھینچا ہے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس وقت مسلمانوں کی سوسائٹی کتنی خراب ہو چکی تھی، نتیجہ کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ملک کی قیادت ان سے چھین کر غیروں کو دیدی، باہر سے آنے والوں کو دیدی، اسی طرح کی بات بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آئی کہ جب جب ان کی نافرمانیاں بڑھیں تب تب ملک ان سے

www.abulhasanalinadwi.org

چھینا گیا اور دوسری قوموں کے ذریعہ ان کو سزا دی گئی، اور ان کو بیت المقدس سے اس طرح نکالا اور تباہ کیا گیا جیسے ناپسندیدہ جانوروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی سے ملتا جلتا واقعہ ہندوستان میں پیش آیا، اللہ تعالیٰ نے یہ ملک مسلمانوں کو دیا تھا، اس ملک کو انہوں نے صحیح استعمال نہیں کیا، اور جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے بالکل خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ملک چھین لیا، اللہ تعالیٰ کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے، قرابت داری نہیں ہے کہ ہر حال میں رعایت کی جائے۔ جس سے رشتہ داری ہوتی ہے اس کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ بیٹا بیٹا ہے چاہے لائق ہو یا نالائق ہو، اللہ تعالیٰ کی کسی سے ایسی کوئی قرابت داری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ تم صحیح کام کروگے تو اللہ تعالیٰ تم کو نوازے گا، اور غلط راستہ پر چلوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے گا۔ یہاں رعایت نہیں ہے، تو ہمیں اس حیثیت سے اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنی سوسائٹی کا بھی جائزہ لینا چاہئے، اور اپنا ذاتی جائزہ بھی لینا چاہئے، کیونکہ قوم دو طرح کے اعمال سے بنتی ہے۔ ایک انفرادی اعمال سے اور دوسرے اجتماعی وسماجی اعمال سے۔ ایک یہ کہ ہم اندر سے خود کیا ہیں؟ اللہ کا ہمارے اندر کتنا خوف ہے؟ ہم اللہ کے حکموں پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ فرائض کو ہم کتنا انجام دیتے ہیں؟ ہم میں تقوی کتنا ہے؟ ہم اپنی انفرادی عبادت کتنی انجام دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق کتنا ہے؟ یہ سب انفرادی باتیں ہیں۔

اور دوسری اجتماعی باتیں ہیں، وہ یہ کہ ہمیں آپس کی زندگی میں اجتماعی کاموں میں جو حسن وخوبی اور اپنے پروردگار کے احکام کی بجا آوری جو انجام دینی

www.abulhasanalinadwi.org

چاہئے، وہ ہم کتنا انجام دیتے ہیں؟ یعنی حق کی طرف رہنمائی کرنا، دین پر صحیح طور پر عمل کی دعوت دینا، اور لوگوں کو درست کرنے کی کوشش کرنا، اور یہ کہ ہماری سوسائٹی اور ہمارا معاشرہ بھی معیاری معاشرہ ہو، اس میں اچھا ماحول بنے، اچھی عادتیں اختیار کی جائیں، اور ایک دوسرے کی اصلاح کی اور ایک دوسرے کو غلط راستہ سے بچانے کی فکر ہو۔ اور یہ مقامی سطح پر بھی اور عالمی پیانہ پر کرنا ہے، یہ وہ عظیم کام ہے جس کے کرنے پر اس امت کو سارے انسانوں پر فوقیت دی گئی ہے، سارے انسانوں کے ساتھ اس کو اسی طرح کی خیر خواہی اور خیر پسندی کا رویہ اختیار کرنا پڑے گا، اور اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے تو آدمی اپنی ذات سے سے شروع کرے، پھر اپنے ماحول اور اپنی سوسائٹی سے شروع کرے، اور پھر پوری دنیا میں اپنے کام کو پھیلائے، اور چونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ یہ امت پوری کی پوری ہلاک نہیں ہوگی، اس لئے آپ دیکھیں گے کہ اس معیار کو امت کے کچھ نہ کچھ افراد بحال کئے ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے امت ٹھہری ہوئی ہے، اگر سبھی اس راستہ سے ہٹ جائیں، جیسے بنی اسرائیل کی اکثریت اس راستہ سے ہٹ گئی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ ہوتی ہے۔

بغداد کی تباہی کا واقعہ معمولی واقعہ نہیں ہے، ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں، میں نے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت بغداد میں رسم ورواج، اسراف اور من مانی زندگی عام ہوگئی تھی۔ اس کی ایک بات بطور مثال کے یہ ہے وہ عید اور بقر عید کی نماز پڑھنے جاتے تو ایک جلوس کی شکل میں جاتے، جو بڑا زبردست ہوتا،

www.abulhasanalinadwi.org

اس میں خلیفہ اور بادشاہ ہوتے، حکومت کے آفیسرس ہوتے، فوج کے سارے لوگ اسلحہ کے مظاہرہ کے ساتھ ہوتے، اور اس کے جواز میں ان کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ دوسری قوموں کے افراد اور کفار مشرکین بھی ہیں اس لئے ہم انہیں شوکت اسلام دکھانا چاہتے ہیں، کہ دیکھو! یہاں مسلمانوں کی حکومت کتنی مضبوط ہے، مسلمان کتنے پُر شوکت وعظمت ہیں؟ اس کے لئے سارے اسلحے اور لاؤ لشکر سمیت جیسے کہ ہمارے ملک میں یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے اس طرح ہوتا تھا، عید وبقرعید کے موقع پر جلوس نکلتا تھا، اس میں شہر کے اور ارکان سلطنت کے بڑے اور اہم لوگ اور عوام سب شریک ہوتے تھے، ایک بڑا مجمع ہوتا تھا، اور یہ شان وشوکت چلتی تھی۔ ظاہر ہے کہ جب اتنا بڑا جلوس چلے گا اور اس قدر شان وشوکت کا مظاہرہ ہوگا، تو لکھا ہے کہ بعض مرتبہ عیدگاہ تک پہونچتے پہونچتے مغرب ہوگئی اور عید کی نماز مغرب کے بعد ہوئی، بیچ کی نمازوں کا کیا ہوا گا؟ کیسے ادا ہوسکی ہوں گی؟ اندازہ لگاسکتے ہیں۔ شان وشوکت، دکھاوے اور رسمیات بتدریج اس حال تک پہونچ گئے تھے، اور اسراف اور دنیاداری آہستہ آہستہ بڑھ گئی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزادی، بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اور یہی مسلمانوں کے ساتھ بھی ہوا۔

اس حال میں کافر تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا ہے، اور تین روز تک لوگوں کو اس طرح قتل کیا کہ دجلہ کا پانی خون سے سرخ ہوگیا، اور کتب خانوں کو اس طرح جلایا اور دریا میں پھینکا کہ ان کی روشنائی سے دریا کا پانی کالا ہوگیا، اور

www.abulhasanalinadwi.org

لاکھوں آدمیوں کو ذبح کر کے رکھ دیا اور حکومت ختم ہوگئی۔ یہ کس کے ساتھ ہوا؟ مسلمانوں کے ساتھ ہوا، جو خیر امت ہیں، تو خیر امت ہونا کوئی تمغہ اور انعام نہیں ہے، یہ ذمہ داری ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ہے کہ جب ذمہ داری نہیں نبھاؤ گے تو بھگتو گے، یہ کام نہیں آئے گا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں، اور یہ کہ ہم خیر امت ہیں، یہ کام نہیں آئے گا، بلکہ اپنے کو ثابت کرنا ہوگا، اپنی سیرت ایسی بنانی ہوگی، ورنہ تباہی آئے گی، خود کافروں کے ہاتھوں سے آئے۔ اور ہم جب تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے واقعات جگہ جگہ پیش آئے کہ جب مسلمانوں نے اپنا معاشرہ خراب کرلیا، اور ان میں برائیاں عام ہوگئیں، اللہ کا خوف ختم ہوگیا، شریعت کی پابندی ختم ہوگئی، تو اللہ نے کسی کو کھڑا کردیا، اس نے پٹائی کی، اور ایسی پٹائی کہ دیکھ کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اس کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھیجا ہوا دین قیامت تک باقی رہے گا، اور اس کی امت باقی رہے گی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں قاتل وکافر تاتاریوں کو اسلام اختیار کرنے کی توفیق دیدی، اور ایسا مسلمان بنادیا کہ پھر اس امت کی قیادت ان ہی کے ہاتھ میں آگئی، یہ عثمانی خلافت کیا ہے؟ یہی تاتاری لوگ تھے۔ اس نے صدیوں اسلام کی قوت وعظمت کا مظاہرہ کیا، ان کے سامنے کافر یورپ تھا، انہوں نے یورپ کو ایسا دبایا جیسے کسی کمزور دشمن کو دبایا جاتا ہے، ترکی کی اسلامی طاقت کے اثرات پورے یوروپ پر پڑے تھے،، یورپ ان کے سامنے لرزتا تھا۔ اور یہ حال تھا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

بعض مرتبہ ترکی شہزادہ کسی یورپ کے ملک میں چلا جاتا تھا تو وہاں یہ آرڈر ہوجاتا تھا کہ آج گرجوں کی گھنٹیاں نہ بجیں، اس لئے کہ ترکی شہزادہ آج شہر میں آیا ہوا ہے، اس کو تکلیف ہوگی، یہ یورپ کا حال تھا، یہی یورپ جس کا آج دنیا میں غلغلہ ہے، یہ ترک کون لوگ ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جب کہ کافر تھے لیکن مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے اور اپنی ذمہ داری انجام دینے میں کوتاہی زیادہ ہوگئی تھی تو بغداد میں مسلمانوں کو اس طرح ذبح کیا تھا کہ تاریخ کا دردناک واقعہ بن گیا، اس امت کو ذلیل کر کے رکھ دیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان ہی کو مسلمان بنادیا، اور مسلمانوں کی قیادت انہی کو دیدی، اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے، اور انہوں نے پھر صدیوں تک اسلام کی عظمت قائم رکھی، دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور وہی تھے، اور اپنی اسلامیت کے ساتھ تھے۔

ترکی خلیفہ کے پاس یہودی نمائندہ گیا، اور اس نے کہا کہ آپ کا جو قرض ہے (ترکی خلافت آخر میں بہت مقروض ہوگئی تھی، اور اسی قرض کی وجہ سے اس کو ختم ہونا پڑا) ہم آپ کا سارا قرض ادا کردیں گے، بس آپ ہم کو فلسطین (بیت المقدس) میں جگہ دیدیں، ترکی خلیفہ کے ایمان کی بات ہے کہ یہ سنتے ہی ان کو دینی غیرت اتنی ہوئی کہ غصہ آگیا، کہا کہ بیت المقدس تم کو دیدیں؟ کہا اس کتے کو یہاں کون لایا ہے؟ نکالو اس کتے کو یہاں سے۔ اس کو وہاں سے نکلوادیا، کہا کہ ہم فلسطین کی زمین کا ایک انچ بھی نہیں چھوڑ سکتے، یہ ہماری عزت اور دین کی علامت ہے، یہ تھی ایمان کی بات۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسلامیت پر ہی ان کی مدد

www.abulhasanalinadwi.org

کی، صدیوں وہ دنیا پر غالب رہے اور سب سے زیادہ طاقتور رہے، لیکن سب اعمال پر ہوتا ہے، زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق بنانے سے ہوتا ہے، اب ان کی وہ حالت نہیں، اور اب ان کی وہ حقیقت بھی نہیں۔ آج ہم اپنی زندگیوں کا کا جائزہ لیں تو کتنی خرابیاں ہیں جو ہم میں عام ہیں؟ اور ان کو درست کرنے کی کوئی فکر نہیں کرتا، ہمیں اپنے کو بھی درست کرنا ہے اور پھر اپنی سوسائٹی کو بھی درست کرنا ہے، تنہا اپنے کو درست کرنا کافی نہیں ہے، پہلے تو آدمی اپنے کو درست کرے، پھر سوسائٹی کو درست کرے، پھر آگے بڑھے اور دوسروں کی سوسائٹیوں کو درست کرنے کی فکر کرے، کم سے کم پیغام پہونچادے، اپنا فرض انجام دیدے، اپنی ذمہ داری پوری کردے، اگر اس سے کسی کو ہدایت نہیں ملتی اور اللہ کے یہاں اس کی ہدایت نہیں لکھی تو ہم صرف کوشش کرسکتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کہا کہ تم ہدایت نہیں دے سکتے، ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، فرمایا ﴿انک لاتهدی من احببت، ولکن الله یهدی من یشاء﴾ (سورہ القصص: ۵۶) تمہارا کام صرف پیغام پہونچانا ہے، اور تمہیں حق کی بات کا پہونچانا ہے، یہی کام مسلمان کے سپرد کیا گیا کہ اپنے کو درست کرے، اپنی سوسائٹی کو درست کرے، پھر دوسروں کی سوسائٹی تک اللہ کا پیغام پہونچائے، دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرے تو اللہ کا وعدہ نصرت کا ہے، اور بلند مقام عطا کرنے کا ہے، تاریخ میں اس کی مثالیں ملتی ہیں، جب مسلمانوں نے اس پر عمل کیا تو اللہ نے ان کو بلندی عطا فرمائی، عظمت عطا فرمائی، اس کی ایک مثال

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں متعدد مثالیں ہیں، یہ اصول قیامت تک چلے گا، جس کو بھی باعزت بننا ہے، عزت حاصل کرنی ہے، اور جس کو بھی مقام حاصل کرنا ہے، اس کو اس پر عمل کرنا ہوگا، جو اللہ نے اس کو اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ سے طریقہ بتایا ہے، اور جو اس میں کوتاہی کرے گا تو ظاہر ہے کہ کڑوا پھل کڑوا مزہ دے گا، میٹھا پھل میٹھا مزہ دے گا، اور پھر وہ حالات پیش آتے ہیں جن حالات میں آدمی کو افسوس ہوتا ہے۔

اس وقت جو بھی دین کی خدمت ہو رہی ہے، جو بھی کام ایسا ہو رہا ہے جو اللہ کو پسند ہے، یہ اس کی برکت ہے کہ امت ٹھہری ہوئی ہے، اور اس امت کو مصائب اس طرح نہیں پیش آرہے ہیں جس طرح پیش آنے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔ لیکن جہاں غفلت ہوگی اور جہاں حالات زیادہ خراب ہونگے وہاں پھر وہ حالات بھی خراب ہوجائیں گے جو دنیاوی حالات کہلاتے ہیں، دنیاوی حالات دینی حالات کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، دینی حالات جب درست ہوتے ہیں تو دنیاوی حالات بھی درست ہوتے ہیں، اس کو اس طرح سمجھئے کہ اگر درخت کی جڑیں صحیح ہیں تو درخت پھولے گا، پھلے گا، اور اس میں اچھا پھل آئے گا، اور اگر جڑوں میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے تو اوپر پھل بھی خراب ہوگا، ہم صرف اوپر کو دیکھتے ہیں، نیچے کو نہیں دیکھتے، ہم باہر کو دیکھتے ہیں، اندر کو نہیں دیکھتے، ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کو عزت حاصل نہیں، ہم کو وہ حیثیت حاصل نہیں، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے اعمال کیسے ہیں؟ ہماری سیرت کیسی ہے؟ ہمارے اخلاق کیسے ہیں؟ ہمارا معاشرہ کیسا ہے؟ ہم میں وہ کتنی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول کے

صرف خلاف ہی نہیں ہیں، بلکہ اللہ کو ناراض کرنے والی ہیں۔

اس وقت جو صورتِ حال مسلمانوں کی ہے اس کو بہتر بنانے کے لئے، اور اسکے تحفظ کے لئے ہم کو دین کے تحفظ کرنے کی فکر کرنی ہے ہم جتنا دین کا اور ان کی تعلیمات کا تحفظ کریں گے جو ہم کو دی گئی ہیں اتنا ہی دنیا میں ہمارا تحفظ ہوگا، اور ہم کو وہ عزت حاصل ہوگی جس عزت کے ہم طالب ہیں، اور یہ صرف وعظ نہیں ہے بلکہ ایک جائزہ ہے، مسلمانوں کی تاریخ کا اور بنی اسرائیل کی تاریخ کا۔ اس کی مثالیں قرآن مجید میں بھی ذکر کی گئی ہیں، اس جائزہ سے ہم کو فائدہ اٹھانا چاہئے، ہم کو یہ چاہئے کہ ہم اپنی سوسائٹی کو درست کریں، اپنے اخلاق کو درست کریں، اور اس راستہ کو زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے کی کوشش کریں جس راستہ سے ایک مسلمان کو عزت حاصل ہوتی ہے، اور مقام حاصل ہوتا ہے، ہم کافروں کو دیکھتے ہیں، دوسری قوموں کو دیکھتے ہیں کہ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے تو بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم تو اسلام پر عمل کرنے والے ہیں، ہم اللہ اور اسکے رسول کو ماننے والے ہیں، ہم کو یہ مقام، یہ عزت حاصل نہیں۔ اور کافروں کو حاصل ہے، تو بھائی کافروں کو جو حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق صاف صاف یہ کہا ہے کہ اس کی اہمیت نہ سمجھو کہ فلاں فلاں کافروں کو عزت وشوکت حاصل ہے، ان کو دولت حاصل ہے، یہ صرف انکی اسی دنیا کا فائدہ ہے، یہ صرف اسی حد تک ہے، جب تک ان کو موت نہیں آتی تب تک یہ فائدہ اٹھانے والے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو اسکی زندگی کے صرف چند سال کا فائدہ ہے، پھر بعد میں پکڑ اور سزا ہی سزا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو کیا فائدہ ہے؟ قیامت کے بعد جب یہ زندگی ختم ہوگی تو ان کو کچھ نہیں ملے گا ، اسلئے ان پر رشک نہ کرو، رشک کرنے کی بات یہ ہے کہ دوسری زندگی میں جو آخرت کی زندگی ہے اس میں ہم کو کیا ملے گا؟ جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، جس کو سال اور دن کے لحاظ سے کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ اس زندگی میں ہم کو کیا ملے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ یہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو اگر انکا حال درست ہو تو اس زندگی میں بھی دیتا ہے اور دوسری زندگی میں بھرپور دیتا ہے، دنیاوی زندگی میں بقدرِ ضرورت دیتا ہے، اور اصل وہاں دیتا ہے جو آخرت میں ملنے والا ہے، اور کافروں کو تو یہ ہے کہ انکو جو بھی ملتا ہے صرف اسی چندروزہ زندگی میں ملتا ہے، اور ایک جگہ تو اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ مسلمان کافروں کی دولت دیکھ کر بہک جائیں گے تو ہم کافروں کو ایسے ایسے محل دیتے کہ وہ سونے چاندی کے محل ہوتے، اس کے زینے اور راستے سونے اور چاندی کے ہوتے کہ، مزہ اڑالیں،

﴿ولولا ان يكون الناس امة واحدة لجعلنا لمن يكفر بالرحمن لبيوتهم سقفا من فضة ومعارج عليها يظهرون ، ولبيوتهم ابوابا وسرراً عليها يتكئون وزخرفا، وان كل ذلک لما متاع الحياة الدنيا ، والآخرة عند ربک للمتقين﴾ (سورۃ الزخرف ۳۳-۳۵) ان کو کچھ زیادہ ملتا ہے تو ان کی صرف دنیا کے لئے محنت کرنے پر صرف دنیا تک کے لئے ملتا ہے، یہ صرف چند برسوں کا مزہ ہے، اس سے زیادہ ان بیچاروں کو ملنا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کافروں کو اتنا نہیں دے رہے ہیں کہ اس کو دیکھ

www.abulhasanalinadwi.org

کر مسلمان بہک جائیں، ورنہ یہ چیزیں اصلاً مسلمانوں کو آخرت میں ملنے والی ہیں، اگر چہ اس دنیا کے اندر بھی اللہ تعالیٰ ان کو راحت عطا فرمائے گا، لیکن یہ اس وقت ہے جب ہم اللہ کو راضی کرنے کی زندگی اختیار کریں گے، ورنہ پھر وہی معاملہ ہوگا جو دوسری قوموں کے ساتھ ہوا ہے۔

ہمیں اس کی فکر کرنی چاہئے، اور ہمیں اپنے کو بھی درست کرنا چاہئے، اور اپنے معاشرہ کو بھی، اور یہ کہ ہم کو داعی بننا چاہئے تا کہ ہم اپنی ذمہ داری انجام دینے میں سرخ رو ہوں اور قیامت میں دوسری امتوں کے لئے گواہ بننے کے قابل ہو سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت مسلمہ کی دو امتیازی خصوصیات دعوت الی الحق اور شہادت علی الناس

مورخہ ۲۶ جون ۲۰۰۴ء کو ٹمکور (بنگلور) میں جلسۂ اصلاح معاشرہ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ کا ایک دردمندانہ خطاب، جس میں امتِ مسلمہ کی دو امتیازی خصوصیات ''دعوت الی الحق، اور شہادت علی الناس'' پر بھرپور روشنی ڈالی گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں صرف اس بات کو آپ سے ذکر کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے اعمال میں، اپنے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو سامنے رکھنا چاہئے، اور اس کے لئے آخرت کی پکڑ اور حساب کتاب کو سامنے رکھنا چاہئے، اگر ہم اس بات پر قابو پالیں کہ آخرت پر غور کرتے رہیں، آخرت کی جزا وسزا کے متعلق سوچتے رہیں اور اپنے اعمال میں اور اپنے معاملات میں اس کا خیال رکھیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاملات صحیح ہو جائیں گے، اور ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے مطابق ہوگی، اور ہم اس کا فائدہ اور اس کا لطف آخرت میں حاصل کریں گے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت مسلمہ کی دو امتیازی

خصوصیات

دعوت الی الحق اور شہادت علی الناس

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد، وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت مسلمہ کو خیر امت قرار دیا ہے، اور قرآن مجید میں اس امت کی صفات اور اس کی ذمہ داری بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس، ویکون الرسول علیکم شھیداً﴾ (سورہ بقرہ: ۱۴۳) (ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے، تاکہ تم (مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو، اور تمہارے لئے رسول ﷺ گواہ ہوں) اس امت کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط قرار دیا ہے، اور وسط کے معانی میں درمیان میں ہونے

www.abulhasanalinadwi.org

اور ممتاز و معیاری اور بہتر ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو ساری امتوں سے ممتاز بنایا ہے، اور اس کو ممتاز بنانے کے ساتھ ساتھ اس پر دوسری ساری قوموں اور ساری امتوں کی دیکھ بھال کے لئے ذمہ داری بھی رکھی ہے، فرمایا: ﴿لتکونوا شہداء علی الناس﴾ کہ سارے انسانوں کے تم گواہ بنو، ان کے شاہد بنو، انکو نظر میں رکھنے والے اور ان کی گواہی دینے کے قابل اپنے کو بناؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت میں وہ شہادت اس امت سے حاصل کرے گا، لیکن شہادت میں یہ ہے کہ کسی کام میں اگر کسی کو نگراں بنایا جائے اور اس کو دیکھ بھال سپرد کی جائے تو اس کا معیار بھی وہ ہونا چاہئے جو اس کے عہد اور مقام کے مطابق ہو، پہلے یہ امت خود معیاری امت بنے، اخلاق کے اعتبار سے، اعمال کے اعتبار سے اور صفات کے اعتبار سے معیاری امت بنے، تب وہ دوسروں کے معیار کا اندازہ کر سکتی ہے، دوسروں کے معیار کو دیکھ سکتی ہے اور اس کی نگراں بن سکتی ہے۔

دوسرے اس امت کی ذمہ داری یہ رکھی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے، اور حق لوگوں تک پہونچائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس، تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر، وتومنون بالله﴾ (سورہ آل عمران: ۱۱۰) (ترجمہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو) تو اس امت کو بہت بڑی ذمہ داری عطاء کی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ اس ذمہ داری کو انجام

دینے کے لئے جو اخلاق چاہئیں، جو صفات چاہئیں، جو معیار چاہئے اس معیار کو بھی برقرار رکھنا ہوگا، امت اپنا معیار برقرار نہیں رکھے گی تو اس ذمہ داری کا حق نہیں ادا کر سکے گی، اور اس سے قیامت کے روز سوال ہوگا کہ جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی تھی تم نے اپنے کو اس ذمہ داری کے لائق نہیں بنایا اور ذمہ داری کو تم نے پورا بھی نہیں کیا۔

انسان کی زندگی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک اسکی انفرادی زندگی ہوتی ہے، اور دوسری اس کی اجتماعی اور سماجی زندگی ہوتی ہے، بہت سی باتیں انسان کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں کہ وہ کیسا ایمان رکھتا ہے؟ کیسا اعتماد علی اللہ رکھتا ہے؟ اس کا اپنے دین سے عبادات کے لحاظ سے کیا تعلق ہے؟ اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا، کہ تم نے ان چیزوں میں اپنی زندگی کا کیا معیار رکھا تھا؟ اور اسے ان چیزوں کے مطابق ڈھالا تھا یا نہیں؟۔

انسان کی زندگی کا دوسرا پہلو اجتماعی اور سماجی ہوتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تم کس طرح معاملہ کرتے تھے؟ کس طرح حقوق ادا کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اجتماعی مخلوق بنایا ہے، وہ اس معاملہ میں دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے، دوسری مخلوقات کو آپس میں اجتماعی زندگی گزارنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، ہر جانور اپنے طرز کی زندگی گزارتا ہے، اس کو دوسرے جانور کی ضرورت نہیں پڑتی، گائے کو دوسرے گائے کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، بکری کو دوسری بکری کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، ہر بکری اپنا کام خود کرے گی،

www.abulhasanalinadwi.org

کھانا پینا، رہنا ہو، کچھ بھی ہو، وہ دوسری بکری کی محتاج نہیں ہے، لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے تو ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے، اس کے تعاون کے بغیر اس کی زندگی چل نہیں سکتی۔ ہم اگر اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ہماری ہر چیز میں دوسرے کا تعاون اور دوسرے کی شرکت پائی جاتی ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے سماجی زندگی بھی عطا فرمائی ہے، یہ چیزیں دوسری مخلوقات کو حاصل نہیں ہیں، سماجی زندگی کے کچھ حقوق ہیں، اس کے فرائض ہیں، اور اخلاق ہیں، ان اخلاق اور ان حقوق کو ہم کو قائم رکھنا پڑے گا، ہم خیر امت نہیں بن سکتے، ایک اچھی امت نہیں بن سکتے جب تک کہ ہمارے آپس کے معاملات اچھے نہ ہوں، اور ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں۔

اصلاح معاشرہ کا مطلب یہی ہے کہ جو ہمارا معاشرہ ہے، جو ہماری سماجی زندگی ہے، اس میں اللہ ورسول ﷺ نے ہم کو جو احکام دیئے ہیں، اور اسکی جو تعلیمات ہم کو قرآن وحدیث سے حاصل ہوئی ہیں، ان کے مطابق ہم اپنی سماجی زندگی کو مرتب کریں، نکاح وطلاق کے مسائل ہیں، اور اسی طرح دوسرے اعزہ کے حقوق ہیں، اور پھر بیوی کے حقوق ہیں، وراثت کے معاملات ہیں، اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات واضح ہیں، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ مسلمان من مانی زندگی گزار رہا ہے، اور دوسروں کی نقل میں بہت سی چیزیں ہم نے غلط سیکھ لی ہیں، ان کے رسم ورواج کو اختیار کر لیا ہے، اب اسکے نتیجہ میں دو نقصان ہو رہے ہیں، ایک نقصان یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کی خلاف ورزی ہو رہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور دوسرا نقصان یہ کہ دوسروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، دوسروں کی حق تلفی ہو رہی ہے، اس طرح ہم دو جرموں کے مرتکب ہو رہے ہیں، ایک جرم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی، دوسرا دوسروں کے ساتھ ظلم اور ان کے حقوق تلف کرنا۔ یہ سب اسلئے ہے کہ ہم اپنے نفس اور اپنی خواہشات پر حاوی نہیں ہو پاتے، اپنی خواہشات کو دبا نہیں پاتے، ہماری جو خواہش ہوتی ہے اس خواہش میں اگر کسی کا حق مارا جاتا ہے تو اس کی ہم بالکل پرواہ نہیں کرتے، اپنے نفس کو دبانا اور اسے مارنا یہ بڑی حکمت اور اعلیٰ تدبیر ہے، اگر ہم اپنے نفس کو دبائیں اور اس پر کنٹرول کرلیں اور اس پر قابو پالیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ بہت سی برائیاں اور بہت سے نقائص جو ہمارے معاشرہ میں پیدا ہو گئے ہیں وہ خود دور ہو جائیں گے۔ اور یہ بات کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کا لحاظ کرنے سے اور آخرت کا تصور کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

آخرت وہ چیز ہے جس کے تصور سے آدمی اپنی زندگی کو بہتر بناتا ہے، جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال کا حساب ہوگا، قیامت میں ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا، ہم دوسری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گے اور ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیسے کمایا تھا؟ اور کیسے خرچ کیا تھا؟ اور تم نے پروردگار کے احکام پر کتنا عمل کیا تھا؟ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿لا تزول قدما عبد يوم القيامة، حتى يسأل عن عمره، فيما أفناه، وعن عمله: فيما فعل فيه، وعن ماله

www.abulhasanalinadwi.org

: من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وعن جسمه: فيما أبلاه (ترمذی)
(قیامت کے روز کسی بندہ کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک کہ اس سے چند سوالات نہ کر لئے جائیں کہ اپنی عمر کس کام میں کھپائی؟ اپنے علم کا کیا کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جسم کو کن کاموں میں گھلایا اور بوڑھا کیا؟) وہاں یہ سوال ہوگا اور ہم کو اس سوال کا جواب دینا ہوگا تو اس وقت پتہ چلے گا کہ ہمارا انجام کیا ہونا ہے؟ صاف صاف قرآن میں آیا ہے کہ جو اچھے عمل کریں گے ان کو آخرت میں جنت نصیب ہوگی، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نعمتیں نصیب ہوں گی، اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو اس کو وہاں سزا ہوگی، عذاب ہوگا ﴿من جاء بالحسنة فله خير منها، وهم من فزع يومئذ آمنون، ومن جاء بالسيئة فكبت وجوههم في النار، هل تجزون الا ما كنتم تعلمون﴾ (سورۃ النمل: ۸۹-۹۰) (جو شخص نیکی لاوے گا سو اس شخص کو اس (نیکی کے اجر) سے بہتر (اجر) ملے گا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے، اور جو شخص بدی لاوے گا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیے جاویں گے (اور ان سے کہا جاوے گا کہ) تم کو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں کیا کرتے تھے)۔

جب آدمی اس کا تصور کرتا ہے کہ موت برحق ہے، کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کب اس کی موت آجائے گی؟ ہماری یہ زندگی محدود زندگی ہے، چالیس سال،

www.abulhasanalinadwi.org

پچاس سال، ساٹھ سال، ستر سال، اسی سال، بس یہی زندگیاں ہو رہی ہیں، اس میں ہم کتنا ہی عیش کرلیں، کتنا ہی پُر لطف زندگی گزار لیں، اور اپنے نفس اور خواہشات پر کتنا ہی عمل کرلیں، لیکن یہ ایک محدود مدت ہے، معمولی مدت ہے، آخرت میں ہم کو جو زندگی عطا ہونے والی ہے وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں سال تک چلنے والی زندگی ہے، تو چند سال کے آرام کے لئے، چند سال تک اپنی خواہش پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم لاکھوں سال اور کروڑوں سال کی زندگی کو برباد کرلیں، اور وہاں اپنے لئے مصیبت کھڑی کرلیں، یہ کون سی عقلمندی کی بات ہے؟ اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں اور اس بات کو غور سے سوچیں کہ آخرت میں ہم کو کیا جواب دینا ہے؟ اپنے اعمال کا حساب ہم کو آخرت میں دینا ہے، ہم آخرت کا تصور کریں اور وہاں کے ثواب وعذاب کو اپنے سامنے رکھیں تو ہماری زندگی خود بخود درست ہو جائے گی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ وہ آخرت سے ہر وقت ڈرتے رہتے تھے، اور یہ کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس سے خوف کھاتے رہتے تھے، اور جب تک آخرت کے عذاب وثواب کا خیال نہ ہو تو ظاہر ہے انسان من مانی زندگی گزاریگا، اور من مانی زندگی کے کوئی حدود نہیں ہیں، وہ جانوروں کی زندگی کی طرح ہے، جو من مانی زندگی گزارتے ہیں ان کو کسی کے حقوق کا خیال نہیں، ان کو اپنے اوپر کی ذمہ داری محسوس نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ اجتماعی اور سماجی زندگی نہیں گزارتے، ان کو سماج کے حقوق کا کوئی اندازہ نہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے تو انسان کے اوپر اس کے باپ کا حق ہوتا ہے، ماں کا حق ہوتا ہے، بہن بھائیوں کا حق ہوتا ہے، بیوی کا حق ہوتا ہے، اپنے پڑوسی کا حق ہوتا ہے، اپنے رفیق کا ہوتا ہے، اور سب کے حقوق اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں، اللہ رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارے حقوق بتائے ہیں کہ کس کا کیا حق ہے؟ اور ان حقوق کی ادائیگی صرف اسی زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی ان کی ادائیگی ہوتی ہے۔ آدمی جو مال چھوڑ کے جاتا ہے، جائداد چھوڑ کے جاتا ہے، اس جائداد کی تقسیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود اور حقوق مقرر کئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اگر ہم ان حقوق کو ادا کریں گے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے، اس طریقہ سے جو طریقہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتایا ہے، تو اس کا فائدہ ہمیں آخرت میں حاصل ہوگا، اس زندگی میں ہوگا جو کروڑوں اربوں سال کی زندگی ہے، نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اس میں ہم کو فائدہ حاصل ہوگا۔ اور اگر ہم ان حقوق کو تلف کرتے ہیں، ضائع کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس کی سزا وہاں بھگتنی پڑے گی، تو یہ حساب لگانے کی بات ہے، جیسے تاجر حساب لگاتا ہے کہ اس کی آمدنی کتنی ہوئی، اور خرچ کتنا ہوا ہے؟ جیسے تاجر شام کو حساب لگاتا ہے کہ اس کی آمدنی کتنی ہوئی، اور خرچ کتنا ہوا ہے؟ تاجر شام کو حساب لگاتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کو روزانہ یہ حساب لگانا چاہئے کہ آخرت میں وہ کس طرح اپنے اعمال کا حساب دے گا، اگر آخرت کا تصور ہم میں پیدا ہو جائے، اللہ اور اس کے رسول

www.abulhasanalinadwi.org

ﷺ کے حکم کی اہمیت ہم سمجھنے لگیں تو ہمارا معاشرہ بھی درست ہو جائے گا اور خود ہمارے ذاتی اخلاق بھی درست ہو جائیں گے، سب سے بڑی کمزوری جو اس وقت ہمارے معاشرہ میں اور ہماری زندگیوں میں آگئی ہے وہ یہ ہے کہ آخرت کا تصور ہم میں بالکل ماند پڑ گیا ہے، آدمی سوچتا ہی نہیں کہ مرنے کے بعد ہم کو کس چیز سے سابقہ پڑنا ہے؟ اس کو وہ سوچتا ہی نہیں۔

تو بزرگو اور دوستو! سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرنے اور نہ کرنے کا فرق سمجھیں، اور اس کے نتیجہ کو اپنے سامنے لائیں کہ اس کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے؟ اور یہ نتیجہ کب ہوگا؟ آج آنکھ بند ہو جائے تو آج نتیجہ شروع ہو جائے، جس وقت آدمی کی آنکھ بند ہوگی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوگا اس کے سامنے وہ منظر آجائے گا کہ جو کچھ اس نے زندگی میں کیا ہے، جو اس نے حق تلفی کی ہے، جو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی عدم تعمیل یا خلاف ورزی کی ہے وہ ہاں فوراً اس کے سامنے آئیگا، معلوم ہو جائے گا کہ ہم دنیا میں کیا کر کے آئے ہیں، اور اب اس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی، وہاں تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ وہاں تو صاف صاف یہ ہے اگر کسی کی رقم ماردی ہے تو کہا جائے گا کہ رقم ادا کرو، رقم موجود نہیں ہے تو ہم کیا ادا کریں؟ کہا جائے گا کہ اس کے گناہ اس کے سر ڈال دو، اور اس کی نیکیاں لے کر اس شخص کو دیدو جس کا حق اس نے مارا ہے۔ اگر یہاں کچھ خیر کا کام کیا ہے، کچھ اچھا کام کیا ہے تو وہ سب ہاتھ سے نکل جائے گا، اور دوسرے کو دیدیا جائے

www.abulhasanalinadwi.org

گا۔ اس لئے کہ وہاں صرف اعمال کا سکہ چلے گا، یہ پیسے ویسے کا سکہ نہیں چلے گا، کسی کے پیسے مار دیئے ہیں، اس کی مرضی کے خلاف اس سے پیسے لے لئے ہیں یا اس کا حق تھا نہیں دیا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان کے حق ادا کرو، وہ شخص کہے گا: پروردگار! کہاں سے ان کا حق ادا کریں؟ حکم ہوگا کہ اس کے اعمال لے کر ان کے سپرد کرو، اس نے جو اچھے کام کئے ہیں اس سے لے کر ان کے سپرد کرو، اس نے جو اچھے کام کئے ہیں اس سے لے کر اس شخص کو دے دو جس کا حق اس نے مارا ہے۔ اور اگر اس کے پاس اچھے اعمال نہیں ہیں تو برے اعمال لے کر اس کے سر ڈال دو۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لايكون دينار ولا درهم ، ان كا ن له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته ، وان لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه (بخاری) (جس نے بطور ظلم کے اپنے بھائی کی آبرو لوٹی ہو یا اور کوئی چیز لی ہو تو اسے چاہئے کہ اس سے آج ہی اس دنیا میں معاف کرا لے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جہاں نہ دینار چلے گا نہ درہم، وہاں تو یہ ہوگا کہ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہیں تو اس کے ظلم کے بقدر وہ اس سے لے لئے جائیں گے، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو جس کا حق مارا ہے اس کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی)۔

ایک دوسری حدیث میں ایسے شخص کو جس کی نیکیاں دوسروں کو دلوائی

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں گی یا دوسروں کے گناہ اس پر لاد دئے جائیں گے مفلس کہا گیا ہے، رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿أتدرون ماالمفلس؟ قالوا: المفلس فينا من لادرهم له ولا متاع، فقال: ان المفلس من أمتي من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا، فيُعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته، فان فنيت حسناته قبل أن يقضي ماعليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار (مسلم)(رسول ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ شمار ہوتا ہے جس کے پاس درہم ودینار اور مال واسباب نہ ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت میں نماز، روزہ اور زکاۃ لیکر حاضر ہوگا، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو (بلاوجہ) مارا ہوگا تو اس کی نیکیاں لے کر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی، اور اگر دوسروں کا حساب چکانے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے، اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا) تو وہاں اعمال کا سودا ہوگا۔

ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ہم بے توجہی کے ساتھ دوسروں کا حق مار دیتے ہیں، دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے، اللہ نے ماں باپ کا حق رکھا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

بھائیوں کا حق رکھا ہے حتی کہ پڑوسیوں کا حق رکھا ہے، جو بھی اللہ تعالیٰ نے حق رکھے ہیں، اور پھر لین دین میں، تجارت میں، کاروبار میں، نہ معلوم کتنے مواقع ہیں جہاں حقوق ہم پر واجب ہوتے ہیں، ان حقوق کو ہمیں اس طریقہ سے ادا کرنا چاہئے جس طریقہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے، ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے، میراث ہے، کوئی جائداد چھوڑ کر اس دنیا سے چلا گیا ہے، جائداد کی صحیح تقسیم نہیں کرتے، بہن کا حصہ نہیں دیتے، صرف بہن ہی کا حصہ نہیں، آپ میراث کے احکام دیکھئے، کس کے کس کے حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں، جس وقت انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی ملکیت میں جو جائداد اور مال ہوتا ہے وہ خود بخود ان لوگوں کا ہو جاتا ہے جن کے حقوق اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں، اب ان کو اگر آدمی نہیں ادا کرتا تو گویا کہ حرام مال لئے بیٹھا ہے، جو کھا رہا ہے وہ حرام ہے، حلال نہیں ہے، اور یہ حق جو اس نے مارا ہے قیامت میں اس سے دلوایا جائے گا، جہاں اس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے، مال نہیں ہوگا، تو کیا دے گا؟ اپنے اعمال دینے پڑیں گے، اس نے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ نمازیں دینی پڑیں گی، اور یہ بے نمازی ہو جائے گا کہ نمازی تھا، بے نمازی ہو گیا۔ جو نماز پڑھی تھی وہ دوسرے کے حق میں چلی گئی، پیسے دے نہیں سکتے، تو جس کا حق مارا تھا اس کے عوض نمازیں دیدی جائیں گی، تو آپ نماز پڑھ کر گئے لیکن معلوم ہوا کہ وہاں بے نمازی ہو گئے، اس لئے کہ نماز وہاں چھن جائے گی، اور یہی معاملہ اس کے روزوں اور خیر خیرات کے کاموں کے ساتھ بھی ہوگا۔

تو بھائی! دوسروں کے حقوق ادا کرنا نہایت لازمی ہے، تصور کرنا چاہئے کہ آنکھ بند ہونے کے بعد ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ آخرت کس وقت شروع ہوگی؟ آخرت آنکھ بند ہوتے ہی فوراً شروع ہو جاتی ہے، یہ زندگی کے روز کی ہے؟ جس کے لئے ہم دوسروں کے حقوق برباد کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں، کیا چند روز کی زندگی کے لئے؟ چار روز کے لئے؟ چار روز کی زندگی کی خواہش کے لئے؟ ہم آخرت کو تباہ کر رہے ہیں، آخرت میں ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم جو تھوڑے بہت اچھے عمل لے کر جائیں گے وہ بھی ہم سے چھن جائیں گے، یہ کوئی اچھا سودا ہے؟ جس وقت یہ بات سامنے آئے گی اس وقت کوئی تلافی کی صورت نہیں ہوگی، وہاں کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے اچھے اعمال سے محروم ہو جائے، دوسروں کے برے اعمال اس پر لد جائیں، اور وہاں پر یا تو جنت ہے یا جہنم ہے، جنت میں کے باغات، نہریں، وہاں کی راحتیں اور نعمتیں سب ایک طرف، دوسری طرف جہنم کی آگ اور تکالیف و پریشانیاں، دونوں کا ہمیں حساب لگانا چاہئے۔ یہ آسان بات نہیں ہے جو ہم بہت ہی بے پرواہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جس وقت اس کا حساب لیا جائے گا اس وقت سوائے رونے اور افسوس کرنے کے اور کوئی شکل نہیں ہوگی۔

بھائیو اور عزیزو! جس چیز پر بہت فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام معلوم کئے جائیں، کس طرح زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

ہمیں گزارنی چاہئے، کس طرح حقوق ہمیں ادا کرنے چاہئیں، اور کس طرح شادی بیاہ کرنا چاہئے، کس طرح بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ بیوی کو لانے کے بعد ماں باپ کے حقوق ختم نہیں ہوجاتے، ماں باپ کے حقوق اسی طرح باقی رہتے ہیں، بہن بھائیوں کے حقوق پہلے کی طرح باقی رہتے ہیں، ہاں کچھ حقوق بڑھ جاتے ہیں، شادی کرنے سے آدمی پر بیوی کے حقوق بڑھ جاتے ہیں، حقوق میں اضافہ ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ نئے حقوق پیدا ہوئے اور پرانے حقوق ختم ہوگئے، اور یہ حقوق اس طریقہ سے ادا کرنے چاہئیں جس طرح اللہ اور کے رسول ﷺ کا حکم ہے۔

آپ دیکھیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کرنے سے کیا کیا مصیبتیں آرہی ہیں؟ یعنی ایک تو ہم نہ جانے کتنے آدمیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں، اور کتنوں کے حقوق مارتے ہیں، اور وہ بھی محض تھوڑے سے فائدہ کے لئے۔ اس کے بعد اللہ اور رسول ﷺ کو ناراض کرتے ہیں، اپنی آخرت کو خراب کرتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ دوسری قوموں کے سامنے اپنی شہرت بھی خراب کرتے ہیں، آج ہمارا معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے جس کو دیکھ کر غیر مسلم بھی مذمت کرتے ہیں، ہم ایسا نمونہ پیش کررہے ہیں کہ جس نمونہ سے ہم خود ہی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔ آپ صاف طریقہ سے دیکھیں غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو بہت اچھا ہے جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے، جو قرآن شریف اور حدیث شریف کے اندر بتایا گیا ہے، لیکن جو لوگ اسلام کی طرف منسوب ہیں، ان

www.abulhasanalinadwi.org

کا تو کوئی طریقہ صحیح نہیں ہے، یہ تو ہم سے بھی بُرے ہیں، ہم سے زیادہ ظلم وزیادتی یہ کرتے ہیں، دوسروں کے حقوق یہ مارتے ہیں، تو بھائیو! اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم اس زندگی کو اختیار کر کے جو اللہ کے حکموں کے خلاف والی زندگی ہے، ہم کتنی ناانصافی کر رہے ہیں، اپنے ساتھ بھی ناانصافی کر رہے ہیں اور دوسروں کے ساتھ بھی ناانصافی کر رہے ہیں۔ اپنے ساتھ ناانصافی یہ ہے کہ ہمیں اس کا حساب دینے کے وقت پتہ چلے گا کہ ہم نے اپنا کیا نقصان کیا؟ اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی یہ ہے کہ ہم دوسروں کی زندگی کو تلخ کئے ہوئے ہیں، ان کی راحت کو ہم برباد کئے ہوئے ہیں، ان کے حقوق پامال کر رہے ہیں، تو اس بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ معاشرہ کے اندر بے شمار خرابیاں آگئی ہیں، بے شمار عیوب آگئے ہیں، کس کس عیب کو آدمی بیان کرے، کس کس خرابی کا ذکر کرے، اور وہ خرابیاں ایسی ہیں کہ آپ سب ان کو جانتے ہیں، ان کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں اس احساس کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں سارے اعمال کا حساب آخرت میں دینا ہے، اور سارے حقوق وہاں ادا کرنے ہیں، اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر دے گا، لیکن حقوق معاف نہیں کرے گا، اس نے فرمایا ہے کہ حقوق تو صاحب حقوق ہی معاف کر سکتا ہے، حقوق کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا، جو انسانوں کے حقوق ہیں، رشتہ داروں کے حقوق ہیں، اعزہ کے حقوق ہیں، اور جو بھی حقوق ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان جرائم کو تو معاف کر سکتا ہے اور بہت سوں کے معاف کرے گا کہ جو اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ کی عبادات میں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے بارے میں جو خلاف ورزیاں ہوئی ہیں، وہ بھی جن کے چاہے گا ان ہی کے معاف کرے گا، یہ نہیں کہ ہر شخص سمجھے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کردے گا۔

بزرگو اور دوستو! ہمیں اپنے معاشرہ کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو طریقہ بتایا ہے، اس طریقہ کو اختیار کرنے کی کوشش کریں، اور اس بات کی کوشش کریں کہ دوسروں کے ساتھ ہم کوئی زیادتی نہ کریں، ظلم نہ کریں، دیکھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر، اس کی خوش دلی کے بغیر آپ لیں گے تو وہ مال حرام ہے، وہ ناجائز مال ہے، لہٰذا رشوت حرام، سود حرام، اور یہ حقوق ہیں بیوی کے، ماں باپ کے، انکو نہ دینا اور خود ان کو استعمال کر لینا وہ مال حرام ہے، حتی کی جہیز جو لیا جاتا ہے، جس طرح اس کا مطالبہ ہوتا ہے، اور لڑکی والوں کو دینا پڑتا ہے، وہ خوش دلی سے تھوڑے ہی دیتے ہیں، وہ مجبور ہو کر دیتے ہیں کہ بھائی نہیں دیں گے تو کام ہی نہیں چل سکتا، اور ہم پر ایک تاوان ہے، تاوان سمجھ کر دیتے ہیں، یاد رکھیں جو چیز تاوان کے طور پر آئے گا یعنی دینے والا خوش دلی سے نہیں دے گا تو وہ مال حرام ہے، ایسے ہی مال حرام ہے جیسے کہ سود حرام ہے، جو مال بھی کسی سے خوش دلی کے بغیر لیا جائے گا، اس کی اجازت کے بغیر لیا جائیگا تو وہ مال حرام ہو جائے گا۔ سوچئے کتنا مال حرام ہے جو ہم استعمال کر رہے ہیں، ہمارے استعمال میں مال کی ایک بڑی مقدار ہے جو حرام ہے۔ لیکن ہم مال حرام کا استعمال کر رہے ہیں، استعمال کے بعد معاملہ ختم

www.abulhasanalinadwi.org

تھوڑے ہی ہوجاتا ہے، آخرت میں اس کا پورا حساب دینا پڑے گا کہ تم نے مال حرام جو استعمال کیا ہے جس کسی کا مال ہے ادا کرو، کہاں سے ادا کریں؟ اپنے اعمال دے دو، تمہارے جو اعمال ہیں، یا اگر تمہارے پاس اچھے اعمال نہیں ہیں تو اس کے برے اعمال تمہارے ذمہ ڈال دئے جائیں گے، اور پھر اس کے بعد جہنم ہے۔ بھائی بہت ڈرنے کی بات ہے، کہنے والے کی بھی ہمت نہیں کہ وہ اس بات کو کہے، کیونکہ معاملہ آخرت کا ہے، **الأمان والحفيظ**، تصور میں لانا مشکل ہے، وہاں کی تکلیف کا ہم تصور نہیں کرسکتے، کیسی تکلیف ہوگی، اور وہاں کے آرام کا بھی ہم تصور نہیں کرسکتے کہ کتنا آرام اور کتنی راحت ہوگی، صاف صاف آتا ہے کہ وہاں جنت کی نعمتیں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی نے ان کا مشاہدہ کیا، ﴿**مالا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر**﴾ عظیم نعمتیں جنت کی ہوں گی، اور اس طرح جہنم کی جو تکلیفیں ہیں، جو مصیبتیں ہیں، **الأمان والحفيظ**، تصور کرنا مشکل ہے، بھائی معاملہ آسان نہیں ہے، تماشا نہیں ہے کہ ہم نے آسانی کے ساتھ دوسروں کا مال ہڑپ کرلیا، دوسروں کے حقوق ماردیئے، دوسروں کے ساتھ زیادتی کی، دوسروں پر ایسا بوجھ ڈال دیا جو بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے، محض رسم ورواج کی بنیاد پر، اپنی خواہش نفس کی بنیاد پر، یہ معاملہ معمولی معاملہ نہیں ہے، ہمارے سامنے اس کی فوری مصیبت نہیں آرہی ہے، اس لئے ہم مزے سے اس کو گزار رہے ہیں، کیا پتہ کب آنکھ بند ہوجائے، کب انتقال ہوجائے، اور پھر سارا کچا چٹھا ہمارے سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

آ جائے۔

بھائیو! میں ایک ایک چیز کا ذکر نہیں کرتا، نہ جہیز کا ذکر کرتا ہوں، نہ مہر کے دینے لینے کا ذکر کرتا ہوں، نہ وراثت کی تقسیم کے سلسلہ میں جو بے ضابطگیاں ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں، آپ سب چیزیں جانتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ آخرت کی پکڑ سے بچنے کے لئے ہمیں سب حقوق صحیح طور پر ادا کرنے چاہئیں، کسی کی مرضی کے خلاف اس کا مال نہیں لینا چاہئے، اس کا مال خرچ نہیں کرنا چاہئے، تاکہ آخرت میں ہمارا دامن صاف ہو، آخرت میں ہمارے ذمہ کوئی مطالبہ نہ ہو، آخرت میں ہماری پکڑ نہ ہو، اور وہاں کوئی علاج نہیں اس کا، اور وہ زندگی ختم ہونے والی زندگی نہیں ہے، کہ آدمی سوچے کہ چند سال تکلیف میں گزر جائیں، چند سال سزا میں گزر جائیں گے، اس کے بعد آرام مل جائے گا، نہیں بلکہ یہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اس میں اگر تکلیف ہے تو تکلیف جاری رہے گی، آرام ہے تو آرام جاری رہے گا۔

تو بھائیو اور بزرگو! میں صرف اس بات کو آپ سے ذکر کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے اعمال میں، اپنے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو سامنے رکھنا چاہئے، اور اس کے لئے آخرت کی پکڑ اور حساب و کتاب کو سامنے رکھنا چاہئے، اگر ہم اس بات پر قابو پالیں کہ آخرت پر غور کرتے رہیں، آخرت کی جزا و سزا کے متعلق سوچتے رہیں اور اپنے اعمال میں اور اپنے معاملات میں اس کا خیال رکھیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاملات درست ہو جائیں گے، اور ہماری

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے مطابق ہوگی، اور پھر ہم اس کا فائدہ اور اس کا لطف آخرت میں حاصل کریں گے۔

یہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حقیقت میں اس ضرورت کو سامنے رکھ کر قائم ہوا تھا کہ ہماری شریعت اسلامی میں جو تبدیلی کی کوشش کی بات چل رہی تھی، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے، اس میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہے، انسان کے بنائے ہوئے قانون بدل سکتے ہیں، لیکن اللہ کا بنایا ہوا قانون انسان نہیں بدل سکتا، ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ مسلمان بھی شریعت کا تحفظ کریں، ہم دوسروں سے مطالبہ کریں کہ ہماری شریعت کا تحفظ کرو، اور ہم خود اپنی شریعت کا تحفظ نہ کریں، یہ جو شریعت کے احکام ہیں ان پر خود عمل نہ کریں، تو اپنی شریعت کی حفاظت ہم خود نہیں کر رہے ہیں اور دوسروں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ ہماری شریعت کی حفاظت کیجئے، ہماری شریعت میں آپ مداخلت نہ کیجئے، بھائیو! ہم اپنی زندگی میں شریعت کو نافذ کریں تا کہ شریعت کا تحفظ ہماری زندگی میں بھی ہو، اس کے بعد ہم میں یہ کہنے کی ہمت ہوسکتی ہے کہ ہماری شریعت میں تم مداخلت نہ کرو۔ اور شریعت پر عمل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے جو احکام ہیں ان کو ہم اپنی زندگی میں نافذ کریں، اور ان کی جو خلاف ورزیاں ہیں ان کو دور کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اپنی زندگیوں کو درست کرنے کی

www.abulhasanalinadwi.org

کوشش کریں، اس سے ہم پھر اس معیار پر آسکیں گے جو امت وسط کا اور خیر امت کا معیار ہے، پھر ہم دوسروں کے متعلق بھی یہ شہادت دے سکیں گے کہ ان کا عمل کیسا ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم دوسروں کے سامنے دین حق کی صحیح دعوت بھی دے سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ بتایا گیا ہے کہ ہم دوسروں کو حق کی طرف بلائیں، اور ان کو دین حق سمجھائیں، یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم دین حق پر عمل کریں، اور نمونہ پیش کریں اس زندگی کا جو زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے، اور جو حق کے مطابق ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک صاحبِ بصیرت
اور
صاحبِ عزیمت سلطان

۲۷؍جون ۲۰۰۴ء کو مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر اور ناظمِ ندوۃ العلماء لکھنؤ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ کا رابطۂ ادب اسلامی بنگلور کرناٹک کے ایک سیمینار میں اہم صدارتی خطاب۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امن اور جنگ دونوں حالات کے لئے
ان کے موزوں انتظامات جو سلطان (ٹیپو)
کے عہد کے لحاظ سے قبل از وقت معلوم ہوتے
ہیں، سلطان کی زیر عمل کوششوں اور تیاریوں
میں پائے جاتے ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے یہ
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ متعدد قریبی معاونین
کے دھوکہ دے دینے سے اگر سلطان کو سابقہ نہ
پڑتا، تو ان کے دشمن کو اس خطہ میں قدم جمانے
کا موقع نہ ملتا، اور اس کے نتیجہ میں اس وسیع
ملک ہندوستان کو برطانوی سامراج کی چیرہ
دستیوں کا با قاعدہ شکار ہونا نہ پڑتا۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک صاحبِ بصیرت
اور
صاحبِ عزیمت سلطان

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين محمد، وعلىٰ آله وصحبه أجمعين، وبعد:

حضرات! آپ کا شہر بنگلور ہندوستان کا ایک مایہ ناز شہر ہے، اور اس کو جنوبی ہند کے اس خطہ کے مردِ حق آگاہ، مجاہد بطل، سیاسی مبصر و انتظامی مدبر، حاکم عدل سلطان فتح علی خاں ٹیپو سلطان شہیدؒ کی مملکت خداداد کا ایک اہم حصہ ہونے کا مقام حاصل رہا ہے، اور جس کو انہوں نے دارالسرور کے نام سے موسوم کیا تھا، سلطان شہیدؒ کے عہد حکمرانی کی تاریخ کے اوراق جب الٹے جاتے ہیں تو اس میں اس شہر کا بھی مقام ملتا ہے، اور سلطان شہیدؒ کے مرکز حکومت میسور کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے اس کو ان کی توجہ کا حصہ حاصل رہا ہے۔ اس عظیم شہر کا یہ حق تھا کہ سلطان شہید مرحوم کی یاد کو یہاں دہرایا جائے، اور ذہنوں میں پڑی ہوئی ان کی یادوں میں اس شہر کے تعلق کو بھی شامل کیا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آج جب کہ اس شہر کو ملک کا ایک تاباں اور درخشندہ شہر قرار دیا جارہا ہے، اور دور وقریب سے لوگ اس کی طرف مائل ہورہے ہیں، اور اس کو دل سے لگارہے ہیں، ہم کو اس شور وہنگامہ میں اس شہر کے اور اس کے اردگرد کے سابق علاقہ کے ماضی کو بھلانا نہ چاہئے، اور اس کی تابناک تاریخ کی یاد کے سلسلہ میں اس کے عظیم قائد کے تدبر وبصیرت کے واقعات سے بصیرت حاصل کرنا چاہئے، جس نے اس خطہ کی عظیم تاریخ بنائی۔

اس خطۂ تاباں کے تاریخ ساز انسان ٹیپو شہیدؒ کی زندگی میں دو صفتیں ہمارے لئے درس حکمت رکھتی ہیں، ایک ان کی اولوالعزمی اور دوسرے ان کی بصیرت۔ اوران کی زندگی میں ان دونوں صفتوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ تھا۔ ان کی بصیرت جو کہتی تھی ان کی اولوالعزمی اس کو بروئے کار لانے کی کوشش کرتی تھی، ہندوستان کے اس پُر زوال عہد میں جب کہ سات سمندر پار کی ایک اجنبی اور عیار طاقت اپنی ذہانت اور تدبیر سے کام لے کر اس گلستان ہند کے ایک قطعہ کو سلاسل غلامی میں باندھتی چلی جارہی تھی، اور ہمارے اس دیس کے رکھوالے بے بصیرتی کا شکار ہوکر اس کے پابجولاں ہوتے جارہے تھے، یہ وہ وقت تھا جب کہ یوروپین دنیا میں علمی شغف کے بڑھتے ہوئے اثر سے وہاں کی طاقتیں اپنے ملک سے نکل کر اپنی تحقیق وایجاد کے ذریعہ حاصل کردہ ذرائع ووسائل سے دوسرے ملکوں کو اپنا اثر بنارہی تھیں، انہی میں سے برطانوی حکومت کے سیلابی اثر رکھنے والے حملوں کو روکنے کے لئے شہیدؒ نے بند باندھنے کی

www.abulhasanalinadwi.org

کوششیں کیں، وہ کوششیں ایسی تھیں کہ اگر کامیاب ہوجاتیں تو اس غیر ملکی طاقت کو یہ کہکر کہ "آج سے ہندوستان ہمارا ہے" مکمل ڈیڑھ سو سال تک اس ملک کے اطراف واکناف کو اپنے پیروں تلے روندنے کا موقع نہ ملتا، اور ہزاروں ہزار ذی علم وذی وقار بے گناہ شخصیتوں کا خون نہ بہایا گیا ہوتا، لیکن اس مرد مجاہد کو اپنی کمال بصیرت وعظیم اولوالعزمی کے لائق معاونین نہ ملے، اور جو معاونین تھے انہوں نے اپنی عظمت وطن کی راہ میں اخلاص ودردمندی اختیار کرنے میں کوتاہی کی، اور ملک کا درخشاں بننے والا مستقبل تاریک بنادیا۔

سلطان ٹیپو شہیدؒ کی یہ بصیرت تھی کہ انہوں نے برطانوی سامراج کی وہ چیرہ دستیاں اور مشرقی ملکوں کی دولت وحکومت پر قابض ہونے کی کوششیں جوان ملکوں پر اس کا اقتدار قائم ہونے سے پیش آنے والی تھیں اس کے اقتدار کے قائم ہونے سے قبل ہی ان کا اندازہ کرلیا تھا، اور اپنی ہم وطن اور ہم مذہب طاقتوں کو اس خطرہ سے آگاہ کردیا تھا، اور دنیا کے کسی بھی عظیم مدبر کی یہی کامیاب صفت ہوتی ہے کہ وہ صرف زمانہ حال تک اپنی فہم وبصیرت کو محدود نہ رکھے، بلکہ اپنی نظر کو مستقبل کے عہد تک پہونچائے، اور پھر اپنی اس بصیرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے لئے ضروری تیاری کرے، اور جو ممکنہ ذرائع واسباب اس کے بس میں ہوں ان کو اختیار کرے۔ اس مرحلہ تک پہونچنے پر اولوالعزمی کی ضرورت ہوتی ہے، ہمارے بطل مجاہد میں یہ صفت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، ہم کو اس بطل عظیم کی تدابیر نظم ودفاع میں ایسی تدابیر ووسائل ملتے ہیں جن کا وجود مغربی

طاقتوں کے جدید تمدنی برتری کے عہد میں ہوا، راکٹ جیسے ذرائع حرب ودفاع کی موجودگی کو دنیا نے پہلی بار سلطان کے حربی آلات میں شامل پایا، جس کو ایک تصویر میں اقوام متحدہ کے مرکز میں آویزاں دیکھا گیا ہے۔

امن اور جنگ دونوں حالات کے لئے ان کے موزوں انتظامات جو سلطان کے عہد کے لحاظ سے قبل از وقت معلوم ہوتے ہیں، سلطان کی زیرعمل کوششوں اور تیاریوں میں پائے جاتے ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ متعدد قریبی معاونین کے دھوکہ دے دینے سے اگر سلطان کو سابقہ نہ پڑجاتا تو ان کے دشمن کو اس خطہ میں قدم جمانے کا موقع نہ ملتا، اور اس کے نتیجہ میں اس وسیع ملک ہندوستان کو برطانوی سامراج کی چیرہ دستیوں کا باقاعدہ شکار ہونا نہ پڑتا۔

برطانوی دماغ اپنی عددی اور وسائلی کمی کو محسوس کرتے ہوئے ہندوستان کے اقتدار کی پراگندہ اکائیوں کے درمیان اختلاف بڑھانے اور ایک دوسرے کو لڑانے کو جنگ کی بہترین حکمت عملی سمجھتا تھا، اس کے لئے وہ خوف ولالچ کے دو ذریعوں کو پورے تدبر وحکمت عملی سے اختیار کرتا تھا، اور ان ہی دو ذریعوں سے اس نے اس ملک کو تھوڑا تھوڑا کر کے پورا اپنے اقتدار میں لے لیا، یہی دو ذریعے تھے کہ ملک کی مرکزی حکومت کے حدود کو اپنے اردگرد کے علاقوں کے تعلق سے محروم کر کے دلی تا پالم محدود کر دیا، اور پھر اپنی آخری ضرب میں اس کو بھی ختم کر دیا۔

سلطان ٹیپو شہیدؒ نے دشمن کی اس حکمت عملی کو پہلے ہی محسوس کرتے ہوئے اپنی پوری طاقت اس بڑھتے ہوئے حملہ کو روکنے بلکہ توڑنے کے لئے صرف کردی، اور اپنے اردگرد کے حکمرانوں اور مسلم حکومتوں کو اس دشمن کی طرف متوجہ کیا، افغانستانؒ سے ترکی تک کے حکمرانوں سے رابطہ قائم کیا، اور سب کو مل کر خطرہ کا مقابلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی، اور خود اپنی پوری طاقت دشمن کے مقابلہ پر لگادی، اور جب اپنوں کی بے وفائی کے اثر سے شکست کا انجام سامنے دیکھا، اور اس صورت حال میں اپنے سامنے خوف ولالچ کا ذریعہ بطور ذریعۂ نجات دیکھا تو اس سے فائدہ اٹھانے کو انہوں نے ناجائز سمجھا، اور اولوالعزمی کا وہ تاریخی شاندار جملہ کہا کہ ''شیر کی زندگی کا ایک دن گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے بہتر ہے''، اور اپنی جان جان آفریں کو پیش کردی۔ اور بیرونی سامراج کے سامنے سر جھکانے سے اپنے کو محفوظ رکھا، اور رہتی دنیا تک ایک مثال قائم کردی، بصورت دیگر سلطان کو ناز ونعمت کی زندگی گذارنے کا موقع تو حاصل ہوجاتا، لیکن عزیمت اور حق کے لئے قربانی کی یہ مثال سامنے نہ آتی۔

سلطان ٹیپو شہیدؒ کی عزیمت کی پیکر شخصیت اور ان کے نظم وانتظام جنگ اور ان کی حکومت واقتدار کی اہمیت کا پورا جائزہ ان کے سلسلہ میں نقل کئے جانے والے دو جملوں سے پوری طرح سامنے آجاتا ہے، ایک تو جنگ میں ان کے بالآخر شہید ہوجانے کا علم ہونے پر انگریز جنرل کا یہ جملہ کہ ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے'' یہ جملہ بڑا معنی خیز ہے، اور حالات اور توقعات کی پوری تصویر کشی

www.abulhasanalinadwi.org

کرتا ہے، اس واقعہ سے قبل برطانوی سامراج نے اگرچہ مشرقی ہندوستان اور دیگر متعدد علاقوں پر اپنا قبضہ جمالیا تھا، اور اس کے قدم برابر آگے بڑھ رہے تھے لیکن وہ ہندوستان پر اپنا قابل اعتماد اقتدار حاصل ہونے میں بہت بڑی رکاوٹ سلطان ٹیپو شہیدؒ کو محسوس کر رہا تھا، اور اس کو اپنی صحیح کامیابی کی امید نہیں تھی جو سلطان کے شہید ہو جانے پر ہوئی۔ سلطان کے علاوہ کوئی دوسرا مجاہد بطل برطانوی اقتدار کے سامنے ایسا نہ تھا کہ وہ برطانوی اقتدار کے آگے بڑھنے اور پورے ملک کو سرنگوں ہونے میں مانع بن سکتا تھا، اور وہ صرف سلطان کی شہادت پر یہ جملہ نہ کہتا، بلکہ یہ کہتا کہ ہم نے فتح کی بقیہ منزلیں بھی ہم طے کریں گے۔ اس نے سلطان کی شہادت پر اعتماد سے یہ کہا کہ ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے'' حالانکہ ابھی ملک کے متعدد علاقے اس کے اقتدار سے باہر تھے، لیکن برطانوی طاقت کو سلطان کے علاوہ کسی میں یہ دم محسوس نہیں ہوتا تھا کہ جو اس کی فتح کے آگے بڑھنے میں صحیح رکاوٹ بن سکتا ہے ہو۔

برطانوی جنرل کے اس جملہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سلطان نے برطانوی طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے ضرورت کے مطابق اور پورے تدبر وحکمت کے ساتھ مناسب تیاری کر رکھی تھی جو دوسری ملکی طاقتوں کے پاس نہیں تھی، کیونکہ فتح وشکست محض ایک شخص یا چند اشخاص کے زور بازو کے اثر سے نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے تدبر وحکمت اور جنگ کے بہتر سے بہتر وسائل کے ذریعہ ہوتی ہے، جس کا اس برطانوی جنرل کو علم تھا کہ مدبر واولوالعزم سلطان کے باقی نہ

www.abulhasanalinadwi.org

رہنے پر وہ تیاریاں اور وسائل جو خود اس کی تدبیر سے ہوتے ہیں اس کے بعد کوئی خاص کردار انجام نہیں دے سکتے۔ اس طرح صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ سلطان نے حرب و دفاع کے لئے کیا کیا انتظامات کئے ہوں گے، اور کیا کیا وسائل اختیار کئے ہونگے، اور اس کی مثال راکٹ کا ایجاد کر لینا ہے جو اس عہد کے لحاظ سے غیر معمولی تدبیر و ذریعہ تھا۔

دوسرا جملہ جو سلطان کی عزیمت اور ناقابل شکست ہمت کی علامت بنا، اور جو کسی بھی قائد کے اعلیٰ ترین سطح پر ہونے کی دلیل ہے، وہ ہے: ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے بہتر ہے''، اور پھر اس قول کو عمل میں لا کر دکھا دینا ہے کہ بلند عزیمت و ہمت قائد کا یہ مقام ہوتا ہے، اور اگر غور کیا جائے تو اس جملہ کی روح اس مجاہد بطل کی قائدانہ زندگی کے تمام معاملات میں جاری وساری رہی، اور ایک طرف اس کی طاقت و حکومت کو مضبوط سے مضبوط تر بناتی رہی، اور دوسری طرف اپنے ملک کے باشندوں کی نظر میں اس کو بلند سے بلند مقام عطا کرتی رہی، چنانچہ آج تک اس کے علاقہ کے باشندے اس کی عظمت کے گُن گاتے ہیں۔

اس جملہ کے اندر عزم و حوصلہ کے جو معانی پنہاں ہیں وہ سلطان کی زندگی میں اس کے تمام پُر عزیمت کاموں میں اس کے رہنما رہے، کسی بھی ذمہ دار حکمراں کی عزیمت و حکمت سے آراستہ حکمرانی جس میں تمام رعایا کا بہ فرق مراتب خیال، اور ان کے امن و راحت کی فکر، ان کے ساتھ عدل و انصاف کا

www.abulhasanalinadwi.org

برتاؤ، اور ملکی حالات اور ضروریات کو بہتر بنانے کی طرف توجہ اور ذاتی معاملات پر ملک وقوم کے مفادات کو ترجیح دینا اور اخلاق وکردار کے اعلیٰ معیار کو اختیار کرنا، اوران تمام امور میں ایک جرات منداور شجاع قائد کی خصوصیات اختیار کرنا، ملک کی متنوع ضرورتوں کے لئے ان کے لائق نظم وانتظام کرنا، علم کی ترقی وعلماء پروری اور سیاسی وحربی معاملات کے ساتھ سماجی اور اخلاقی معاملات پر بھی پوری نظراور اس کے لئے ضروری نظم۔ یہ وہ مختلف گوشے ہیں جو پُر عزیمت اور حوصلہ مند شخصیت میں خودبخود جمع ہوجاتے ہیں، اور صاحب عزیمت اور حوصلہ شخص ان کو پورا کرتا ہے۔

سلطان ٹیپو نے برطانوی سامراج کے متعلق چیرہ دستی اور ملک گیری کا جواندازہ کیا تھا اس کوان کے بعد تاریخ نے صحیح ثابت کردیا، ہندوستان پر قبضہ کرنے کے ساتھ برطانوی سامراج نے اپنی ملک گیری کو پھیلاتے ہوئے ایشیا کے مشرقی حصہ سے شمالی افریقہ کے علاقے تک مختلف خطوں پر اپنا اقتدار جمالیا، یہ سب عموماً مسلم ممالک تھے، شمالی افریقہ میں مصر وسوڈان پر بھی اپنا قبضہ قائم کرتے ہوئے ترکی کو جواس کا ہمدرد رہا تھا اس کے ماتحت مختلف علاقوں کو بغاوت پر اکسا کر ترکی کو چھوٹا اور محدود ملک بننے تک پہونچادیا، فلسطین میں اسرائیل کے قدم جمانے کی تدبیر کی، اور ترکی کی قوم کو اسلام سے دور کرنے پر اس کے قائد کو مائل کیا جس کے نتیجہ میں ترکی جو اسلامی وحدت وطاقت کا مرکز تھا، اور اس کے اقتدار کا امین تھا اسلامی اقتدار سے بھی منحرف بن گیا تھا۔ اوراس طرح ٹیپو شہیدؒ

نے جو خطرہ محسوس کیا تھا وہ صحیح ثابت ہوا۔

ٹیپو سلطان کی عظیم شخصیت اپنے عہد میں چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان ایک اونچے پہاڑ کی حیثیت رکھتی تھی، اس کے حالات اور کردار کے مطالعہ سے کسی بھی صاحب عزیمت حاکم کو اعلیٰ رہنمائی ملتی ہے، اور اس جیسی شخصیت کے لئے احترام وقدر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کارناموں کو قبول فرمائے اور اپنے قرب میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔

سلطان ٹیپو شہیدؒ کی شخصیت اور خدمات پر سیمینار رابطہ ادب اسلامی کی کرناٹک شاخ کی طرف سے منعقد کیا جانا سرسری طور پر دیکھنے میں رابطہ کے موضوع سے بظاہر ہٹی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن دو پہلو اس سیمینار کے برمحل ہونے کے اسباب میں شمار کئے جا سکتے ہیں، ایک تو یہ کہ یہ شخصیت کرناٹک کی عظیم تاریخ ساز اور اس کے ماضی کی تابناک شخصیت ہونے کی بناء پر کرناٹک کے کسی بھی علمی اور ادبی ادارہ کے اہتمام وتوجہ کے دائرہ میں آتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ادب کے موضوع کو صرف چاشنی وحلاوت کے دائرہ ہی میں محدود نہیں کیا جا سکتا، تاریخ کی وہ شخصیتیں جو ادیب تو نہ ہوں لیکن ان کے فکر ورجحان کے اثر سے مختلف ذہنوں کی ادبی آبیاری ہوتی ہو، اور زندگی کے نشیب وفراز کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی وتصویر کشی کا مواد حاصل ہوتا ہو خاص ادب کا موضوع تو نہیں لیکن ادب کے موضوعات پر کام کرنے والوں کے لئے ایک اچھا میدان عمل بنتا ہے۔ سلطان شہیدؒ کی زندگی کا اس پہلو سے بھی مطالعہ کیا

www.abulhasanalinadwi.org

جاسکتا ہے ، اور کم ازکم ان کی زندگی کے متنوع پہلوؤں میں اسکو تلاش کیا جاسکتا ہے، جس کو اگر الفاظ میں نہیں تو سیرت وکردار میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

رابطہ ادب اسلامی کی کرناٹک شاخ کے ذمہ دار حضرات امیر شریعت مولانا مفتی محمد اشرف علی صاحب باقوی زیدت مکارمہ اور مولانا شاہ سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی زید لطفہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عظیم اور زندگی کے پُر اثر اور دلنواز پہلوؤں کی حامل شخصیت کو سیمینار کا موضوع بنایا، اور وہ اپنی توجہ واہتمام سے اس کو مہتم بالشان مذاکرۂ علمی کی شکل میں انجام دے رہے ہیں۔ ہم ان دونوں حضرات کے اور ان کے معاونین کے شکر گزار ہیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت اسلامیہ کے تحفظ کی فکر خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

بھوپال کے اہم تعلیمی ودعوتی مرکز دارالعلوم تاج المساجد میں طلبہ کرام کی انجمن ''حزب الطلبہ'' کی طرف سے ۳۰ جون ۲۰۰۴ء کو ایک اہم اجلاس کا اہتمام زیر صدارت حضرت مولانا محمد سعید میاں مجددی دام مجدہٗ کیا گیا، جس میں صدر مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ نے اساتذہ وطلبہ کے سامنے ایک جامع اور مفید خطاب فرمایا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ذمہ داریوں میں سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں عقیدۂ توحید اور کتاب وسنت کی تعلیمات کو نافذ کریں، اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے بنیں، قرآن وسنت کی تعلیمات ہماری زندگیوں میں جاری وساری ہوں، اگر ہم اس سے ہٹیں گے تو ہمارا شمار امت مسلمہ میں نہیں ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ملک کے مسلمان اسلام کے وفادار ہیں، اور الحمد للہ ہمارا دانشور طبقہ خاص طور پر جو علم دین کی فہم وفراست کا حامل زمرہ ہے، امت مسلمہ کی بقا کی فکر وجذبہ رکھتا ہے، اور مسائل کو حل کرنے کی سمجھ رکھتا ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت اسلامیہ کے تحفظ کی فکر خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین، و بعد!

محترم حضرات، اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ! یہ میرے لئے بڑی خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ میں یہاں دار العلوم تاج المساجد میں حاضر ہوا، یہاں اس سے پہلے بھی میری حاضری بار بار ہوتی رہی ہے لیکن پچھلے چند سالوں سے حاضری کا اتفاق ذرا کم ہوا۔ یہاں آکر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میں اپنے گھر میں ہوں۔ ندوۃ العلماء کے ذمہ داران اور وہاں کے کارکن اس کو اسی طرح اپنا ادارہ سمجھتے ہیں جس طرح ندوۃ العلماء کو سمجھتے ہیں، اور یہی حال یہاں کے ذمہ

www.abulhasanalinadwi.org

داروں اور کارکنوں کا ہے کہ وہ ندوہ کو اپنا ہی ادارہ سمجھتے ہیں، دونوں میں پورا ربط اور مکمل ہم آہنگی ہے، بس اتنا فرق ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء بڑا دارالعلوم ہے اور دارالعلوم تاج المساجد اس کے مقابلہ میں چھوٹا دارالعلوم ہے، میرا تعلق اس ادارہ سے قلبی اور جذباتی ہے، اور اسی لئے اس کی کامیابی اور ترقی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ یہ وسطی ہند کا ایک بڑا علمی، تعلیمی، تربیتی و دعوتی مرکز بن جائے، یہاں سے علم و معرفت اور تبلیغ و دعوت کا نور پھیلے تا کہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں، اس لئے کہ مسلمان اگرچہ اس ملک میں اقلیت میں ہیں لیکن اقلیت میں ہونے کے باوجود دنیا کے ملکوں میں آباد مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے نمبر دو پر ہیں، نمبر ایک پر انڈونیشیا ہے اور نمبر دو پر ہندوستان آتا ہے، تو اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ یہ ملک کتنا بڑا ہے اور یہاں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود کتنی بڑی تعداد میں ہیں، اور ظاہر ہے کہ جتنی بڑی آبادی ہوگی اسی کے لحاظ سے ایسے اداروں کی تعداد بھی زیادہ ہونی چاہئے، جس سے ان کی ضرورت پوری ہوسکے۔

مسلمان ایک امت ہیں، سب ایک مذہب کے پیرو ہیں، مذہب کے معنی طریقہ کے ہیں، یعنی مسلمان ایک متعین طریقہ پر ہیں، ہندوستان ایک بڑا ملک ہے، اس میں بسنے والے سارے لوگ ایک مذہب کے نہیں ہیں، بلکہ یہاں متعدد مذاہب کے لوگ آباد ہیں، اگرچہ یہاں کے باشندے سیاسی اور ملکی تقسیم کے لحاظ سے ایک قوم یعنی ہندوستانی ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو عقیدہ،

www.abulhasanalinadwi.org

عبادت، رہن سہن، طرز معاشرت اور تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے وہ متعدد قوموں کی صورت میں متعدد اقوام کا مجموعہ ہیں، ان میں سب کے سب ایک امت ہیں، ایک جامع وعظیم مذہب کے ماننے والے ہیں، وہ ایک متفقہ وحدت اور طریقہ کے ساتھ ہیں، ان کا عقیدہ ایک ہے، ان کا مذہب ایک ہے، ان کی بنیادی تہذیب ایک ہے، ان کی مذہبی ثقافت ایک ہے، ان کے بنیادی مسائل اور رجحانات جوامت مسلمہ کی قدروں پر مشتمل ہیں وہ ایک طرح کے ہیں، اور ظاہر ہے کہ مسلمان جب ایک پوری امت ہیں تو ان کی مقامی ضرورتیں، ان کی زندگی کے علاقائی تقاضے اور جو ان کے مقامی زندگی کے مختلف پہلو ہیں ان سب کے تقاضے، پھر ملت کے مشترک اور مخصوص تقاضے، نیز اقتصادی ضروریات بے شمار ہیں، ان کے سماجی تقاضے بھی ہیں اور سیاسی تقاضے بھی ہیں اور بھی زندگی کے جو بے شمار پہلو ہیں ان سب کے الگ الگ تقاضے ہیں۔ یہ تقاضے پورے کرنے کے لئے مسلمانوں کو خود فکر کرنی ہوتی ہے اور انتظام کرنا ہوتا ہے اور اس کے لئے اپنی سمجھ اور وسائل پر اعتماد کرنا ہوتا ہے، اس لئے کہ آج کل دنیا میں جو نظامہائے حکومت رائج ہیں وہ عموماً سیکولر نظامہائے حکومت ہیں، جن میں حکومت کو کسی مذہب میں دخل دینے کا حق نہیں ہوتا ہے، ہر مذہب والے اپنے مذہب کے مطابق اپنی زندگی گذارنے کے لئے آزاد ہوتے ہیں، اور اپنی زندگی کے تقاضوں کو خود پورا کرسکتے ہیں، حکومت کو اس میں مداخلت کرنا نہیں ہوتا، ہندوستان بھی ایک سیکولر ملک ہے، اس کا دستور سیکولر ہے، اس دستور میں یہاں

www.abulhasanalinadwi.org

کے سارے رہنے والوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا اور اپنی زندگی کے تقاضوں کو اپنے طور پر پورا کرنے کا حق دیا گیا ہے، اپنی زبان، اپنی ثقافت اور اپنی قوم وملت سے متعلق معاملات میں ان کو پورا اختیار ہے، اس کی وجہ سے ہم پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب حکومت کے ذمہ مسلمانوں کے تقاضے پورے کرنا نہیں ہے، اور جب ہمیں اختیار دیا گیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کے تقاضوں اور ملت کی ضروریات اور اسلام کے تقاضوں کو اور اپنی مسلمان قوم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آزاد ہیں تو ہم پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور یہ ذمہ داری ہمارے ذہین اور دانشور طبقہ پر سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے، اس میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری کیا کیا ضروریات اور تقاضے ہیں؟ اس لحاظ سے ہمیں ان سب کا انتظام اور بندوبست کرنا ہے۔

ان ذمہ داریوں میں سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں عقیدۂ توحید اور کتاب وسنت کی تعلیمات کو نافذ کریں، اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے بنیں، قرآن وسنت کی تعلیمات ہماری زندگیوں میں جاری وساری ہوں، اگر اس سے ہم ہٹیں گے تو ہمارا شمار امت مسلمہ میں نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ملک کے مسلمان اسلام کے وفادار ہیں، اور الحمد للہ! ہمارا دانشور طبقہ خاص طور پر جو علم دین کی فہم وفراست کا حامل زمرہ ہے، امت مسلمہ کی بقا کی فکر وجذبہ رکھتا ہے اور مسائل کو حل کرنے کی سمجھ رکھتا ہے، وہ کوششیں بھی کرتا رہتا ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے ملی ادارے قائم

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ قائم ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی قائم ہے، اتنے بڑے بڑے دارالعلوم اور مدارس قائم ہیں، یہ سب اس لئے ہے کہ ہم اپنے ملّی اور اجتماعی مسائل اور ضروریات کو اچھی طرح سمجھ سکیں، ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔

یہ زمانہ علم کے رواج کا زمانہ ہے، مسلمانوں کی طرف سے علمی و تعلیمی جدوجہد ونشر واشاعت کے اہتمام کے وقت سے علم وتعلیم کی وسعت وترقی کا جو دور شروع ہوا وہ غیر معمولی دور تھا، اور اس دور میں جس وقت مسلمان تعلیمی وعلمی لحاظ سے اپنے عروج پر تھے یوروپ کی قومیں علم کے ساتھ نفرت کا معاملہ کررہی تھیں۔ ان کے حکمرانوں کی طرف سے ان افراد کو جو علم کی تحقیقات کرتے سزائیں دی جاتیں، ان کی کھالیں کھنچوادی جاتیں، اس کے برعکس مسلمانوں نے علم سے بے انتہا دلچسپی لی۔ انہوں نے علم حاصل ہی نہیں کیا بلکہ دوسروں کو سکھایا اور علم میں اضافہ کیا، اسے ترقی دی، یورپ میں علم کے عرج کا دور مسلمانوں سے سیکھنے اور ان سے علم حاصل کرنے سے شروع ہوا، مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ ان کی مذہبی تعلیمات میں دلائی گئی، جب کہ یورپ میں علم سے دلچسپی مذہبی طور پر بری سمجھی جاتی تھی، قرآن جگہ جگہ اس پر توجہ دلاتا ہے کہ غور کرو، عقل وشعور سے کام لو، اور فرمایا کہ انسان کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام آسمان و زمین کو پیدا کرنا ہے۔ ﴿أَ أَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقاً أَمِ السَّمَآءَ بَنَاهَا، رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ٥ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا ٥ وَالْاَرْضَ بَعْدَ

www.abulhasanalinadwi.org

ذٰلِكَ دَحَاهَا o اَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَ هَا وَ مَرْعٰهَا o وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا o مَتَاعاً لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ﴾ [سورۃ النازعات: ۲۷-۳۳] ترجمہ: بھلا تمہارا پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا اس طرح سے کہ اس کی چھت کو بلند کیا، اور اس کو درست بنایا، اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا، اور اس کے بعد زمین کو بچھایا اور بچھا کر اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا، اور پہاڑوں کو اس پر قائم کر دیا، تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لئے۔

مسلمانوں کو یہ باتیں بتا کر دراصل ان کو ان پر غور کرنے اور اس سے نتائج نکالنے اور ان نتائج سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، اور اسے اپنی اکثر مخلوقات پر برتری اور فضیلت عطا کی ہے، اور یہ فضیلت بظاہر علم ہی کی بنیاد پر عطا کی گئی ہے۔ اور انسان ہی میں یہ خصوصیت رکھی گئی ہے کہ وہ علم سے فائدہ اٹھا کر اسے ترقی دے سکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کو سمجھ کر حاصل کر کے خود اور ساری انسانیت کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں، ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

علم کی بہت سی شاخیں ہیں، علم ایک بحر ذخار ہے، اور دریائے ناپیدہ کنار ہے، اس میں آدمی غوطے لگاتا ہے، اگر اس کی رسائی تہ تک نہ ہو تو اسی میں غوطہ کھاتا رہے گا اور پورا فائدہ نہیں اٹھا پائے گا، جیسے کوئی کسی لق و دق صحراء میں کھو جائے، اسی لئے ضروری ہے کہ علم کو اللہ کا انعام اور اس کی نعمت سمجھتے ہوئے

www.abulhasanalinadwi.org

اس مقصد کے لئے کہ علم کے بحر ذخار سے کسی طرح فائدہ اٹھایا جائے پیغمبروں سے رہنمائی حاصل کی جائے اور یہی بات پہلی وحی میں بھی سکھائی گئی ہے، چنانچہ فرمایا گیا ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ [سورۃ العلق:۱] ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کے نام کے سہارے پڑھو۔ اس طرح علم کے پیدا کرنے والے اور عطا کرنے والے یعنی رب العالمین نے علم کو رب واحد سے وابستہ کر دیا، کیوں کہ اگر رب سے جو علم کا خالق ہے علم وابستہ نہ ہو تو پھر انسان بھٹک جاتا ہے، دنیا میں آج جو خرابیاں عام ہو رہی ہیں کہ پڑھے لکھے لوگ بے شمار ہیں لیکن پھر بھی جرائم ہو رہے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا علم رب سے وابستہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ انہیں ظلم و زیادتی اور جور و ستم سکھاتا ہے، اور دنیا میں برائیاں اسی کی وجہ سے عام ہو رہی ہیں۔

اب یہ رہنمائی ہمیں کہاں سے حاصل ہوگی؟ تو طلبہ کو اساتذہ سے اور اساتذہ کو قرآن و حدیث سے یہ رہنمائی ملے گی، علم آج کل تباہی کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ یورپ نے مسلمانوں کے علمی عروج کے دور میں علم کے ساتھ صدیوں دشمنی کی، تحقیقات کرنے والوں کی کھال کھینچی، مسلمان علم میں ترقی کرتے رہے، اور اساتذۂ عالم بن گئے، جس کا یورپ کے انصاف پسند مورخین نے بعد میں اپنی کتابوں میں صاف صاف اعتراف بھی کیا ہے کہ مسلمان عرب ہمارے معلم اول ہیں۔ مسلمان علم میں قرآن و حدیث سے رہنمائی حاصل کرتے رہے، پھر دوسروں نے انہیں سے علم سیکھا، لیکن پھر مسلمان آہستہ آہستہ علم میں

www.abulhasanalinadwi.org

زوال کا شکار ہوتے گئے اور دوسری قومیں خاص طور سے یوروپین قومیں علم میں ترقی کرتی گئیں لیکن انہوں نے علم کا رشتہ رب سے کاٹ دیا اور اس طرح علم تباہی کا باعث بن گیا، اب اس کا تعلق دل اور اپنی خواہش نفس سے کرلیا کہ بس ہم جس طرح چاہیں گے اس کو استعمال کریں گے، اس طرح سیکڑوں ہزاروں کی خواہش نفس علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے آپس میں ٹکرا جاتی ہے، ہر ایک کا نفس اور دل الگ الگ ہے اور سب کی خواہشات الگ الگ ہیں، ان میں آپس میں کشمکش ہوگی، اور اس کا خود غرضی اور نفس پرستی پر دارومدار ہوگا اور لڑائی کی نوبت آجائے گی، اور آج دنیا میں یہی ہورہا ہے، علم میں یورپ نے بڑا کمال حاصل کرلیا ہے لیکن اسے اپنی چاہ کا علم بنالیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ آج پڑھے لکھے لوگ کیا کیا مظالم ڈھارہے ہیں، ایسے آلات تیار کرلئے گئے ہیں کہ آن کی آن میں پورے کا پورا ملک تباہ ہوجائے۔ مَن کے چاہتے ہی سب کو تہس نہس کردیں۔

علم انسان کو دیگر مخلوقات پر ممتاز کرتا ہے، آدم علیہ السلام کو علم کی بنیاد پر امتیاز عطا کیا گیا، قرآن کریم کے پہلا پارہ کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش، فرشتوں کے سوال و جواب اور آدم علیہ السلام کو علم کی بنیاد پر فضیلت عطا کئے جانے کا واقعہ بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، آپ وہاں دیکھ سکتے ہیں ﴿وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ ...... الخ﴾ [سورۃ البقرۃ:۳۱]

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم ہے۔ انسان کا علم اللہ کا دیا ہوا ہے، اب اگر انسان اسے خود اپنی تباہی کے لئے استعمال کرنے لگے تو یہ اس کا قصور ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

علم سے صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے علم کو اللہ کا فضل اور اس کا انعام سمجھنا ہوگا، اسے اللہ کے نام سے جوڑنا ہوگا اور اسلام کی رہنمائی حاصل کرنی ہوگی، ہمیں خود بھی علم سے فائدہ اٹھانا ہے، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے، یہی ہمارا پیغام ہے کہ علم سے فائدہ اٹھاؤ اور اس پر محنت کرو، زندگی کے مختلف پہلوؤں کا علم حاصل کرو، علم کو اللہ کے فضل اور انعام سے جوڑو، یورپ اگرچہ عیسائی ہے، یعنی اہل کتاب ہے، لیکن اس نے علم کا رشتہ اللہ کے فضل سے کاٹ دیا ہے اور بطن و معدہ سے جوڑ دیا ہے۔ اب یہ ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ علم کا رشتہ اللہ سے جوڑیں، علم میں محنت اور ترقی کریں، ہمارے اسلاف نے صدیوں علم میں عروج حاصل کیا اور اسے ترقی دی، پھر ہم کیوں کوتاہی کریں، دوسری قومیں جب علم میں آگے بڑھ گئیں تو ہم کیوں پیچھے رہیں؟

ہمارے دارالعلوم اور مدارس اسلامیہ اسی نقطۂ نظر کو پیش کرتے ہیں، ندوۃ العلماء اسی کے مطابق اپنا نصاب بناتا ہے، اس دارالعلوم کا علم سے تعلق صحیح نقطہ نظر ہے، لیکن صرف باتیں کرنے سے علم حاصل نہیں ہوتا، علم محنت چاہتا ہے، اس میں دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے [العلم لا يعطيك بعضه حتىٰ تعطيه كلك، فاذا اعطيته كلك فبعضه أيضاً فى محل خطر] یعنی علم تمہیں اپنا تھوڑا حصہ بھی نہیں دے سکتا جب تک کہ تم اسے اپنا پورے کا پورا نہ دے دو، اور پورا دینے پر بھی اس کا تھوڑا حصہ حاصل ہو جانا بھی محل خطر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لہٰذا میرے عزیزو! علم بڑی محنت، مشغولیت اور توجہ چاہتا ہے، رات دن اس میں اپنے کو ڈبو دینا چاہتا ہے، علم میں کمال و اختصاص پیدا کرنے کے لئے اپنے کو اس میں لگا دینا ہوگا، علم آرام و راحت اور تفریحات کے ساتھ حاصل نہیں ہوسکتا، اور اس کو اپنے اساتذہ کرام کی رہنمائی میں کام کرنا ہوگا، ورنہ آپ بھٹک جائیں گے۔ محنت اور رہنمائی دونوں ہوں تب علم حاصل ہوگا، علم کے بارے میں امت مسلمہ کا نظریہ جامع اور مفید علم کا ہے جو کسی کی رہنمائی میں رہ کر ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا خوب محنت کریں، علم میں انہماک ہو، علم بڑا غیرت مند اور خوددار ہے، بے توجہی کرنے پر علم بھاگتا ہے، علم اسی کو حاصل ہوتا ہے جو اس پر محنت کرے، آپ یہاں دور دراز سے اپنا گھر بار، ماں باپ، اور بھائی بہن اور گھر کا آرام و آسائش سب چھوڑ کر علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں، یہ محل صحیح ہے، آپ کا انتخاب صحیح ہے، آپ بہت صحیح جگہ پر آئے ہیں، اور بہت ترقی کر سکتے ہیں، آپ اس کی قدر کریں، اپنا وقت لہو و لعب اور فضول مصروفیات میں نہ گذاریں، بلکہ علم میں پوری یکسوئی، محنت اور لگن کے ساتھ لگے رہیں۔ انشاء اللہ! اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی، اور آپ کو علم میں ترقی اور کامیابی نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو نفع پہنچائے اور آپ علم میں ترقی اور کمال پیدا کریں، اس سے دارالعلوم کا بھی حق ادا ہوگا اور اس کا نام بھی ہوگا کہ اس نے ایسے افراد پیدا کئے، اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس
اسلام کے کارخانے اور دین کے
پاور ہاؤس ہیں

۲۰۰۴ء میں ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء اور صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے جامعہ اسلامیہ مظفر پور قلندر پور اعظم گڑھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سیمینار کے موقع پر منعقد اجلاس عام میں یہ نہایت ہی مؤثر، مفید اور کارآمد خطاب فرمایا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے لئے غلے کی دوکانیں ہماری ضرورت ہیں، ہماری زندگی کی ضرورت کے سامان ہیں، یہ مدرسے ہمارے دینی کارخانے ہیں، یہ مدرسے ہمارے دینی پاور ہاؤس ہیں، ان مدرسوں سے ہم کو وہ بجلی ملتی ہے، جو ہماری زندگی کو روشن کرتی ہے، دیندار بناتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلاتی ہے، ہم کو روشنی ملتی ہے ان مدرسوں سے، یہ مدرسے اسلامی پاور ہاؤس ہیں، ہمارے دین کے کارخانے ہیں، جہاں جہاں انسان تیار ہوتے ہیں، وہ انسان جو اللہ کے حکموں پر چلنے والے ہیں، جو انسانیت کو برقرار رکھنے والے ہیں، جو دنیا کو انسانیت کا سبق دینے والے ہیں۔

﴿اسی تقریر سے﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس
اسلام کے کارخانے اور دین کے
پاور ہاؤس ہیں

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد واله وصحبه اجمعين.

حضرات! بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم وفضل ہے کہ آپ نے یہ سن کر کہ آج فلاں جگہ کچھ دین کی باتیں کہی جائیں گی اور امت مسلمہ کے فائدے کی اور مصلحت کی باتیں کی جائیں گی آپ تشریف لائے اور کاروبار کو چھوڑ کر تشریف لائے، اپنی دوسری مشغولیتوں کو جن کو آپ ضروری سمجھتے رہے ہیں اور ان میں لگے رہتے ہیں ان کو

www.abulhasanalinadwi.org

چھوڑ کر یہاں آئے، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کو بھی پسند آتی ہیں اور یہ امت مسلمہ اور اپنے اسلام کے بقاء اور تحفظ کے لئے بڑی اچھی علامت ہے اور جب تک یہ سلسلہ قائم رہے گا کہ دین کی باتیں اور امت مسلمہ کے قائدے کی باتیں سننے کے لئے اور ان کو سمجھنے کے لئے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپ ایسی مجالس میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

انسانوں کی اتنی بڑی آبادی جو دنیا میں ہے یوں ہی کیڑوں مکوڑوں کی طرح یا یوں ہی جانوروں کی طرح نہیں پیدا ہوگئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نظام کے مطابق دنیا میں پھیلی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں ہی تفریحاً نہیں پھیلایا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ مصلحت کے لئے، ایک اعلیٰ مقصد کے لئے کیا ہے، اور وہ مقصد یہ ہے کہ انسانوں کا انسانوں کی طرح اس زمین پر رہنے کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ انسان انسان بنتا ہے یا جانور رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ صلاحتیں عطا فرمائی ہیں اور وہ ہمت عطا فرمائی ہے کہ اس سے چاہے تو وہ برائی کو اختیار کرے اور چاہے تو اچھائی اور نیکی کو اختیار کرے، اس کو اس بات کا پورا اختیار دیا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ کرنا چاہے تو وہ کرسکتا ہے اور بڑی سے بڑی نیکی کرنا چاہے تو وہ کرسکتا ہے، وہ اختیار اس لئے دیا ہے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرا یہ بندہ جس کو ہم نے پیدا کیا اور جس کے لئے دنیا بھر کی آرائشیں اور آرام ہم نے مہیا کیا اور زمین کے اندر جس کو ہم نے پیدا کیا اور وہ سارے امکانات اور وہ سارے وسائل رکھے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ جن سے انسان اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے، بنا سکتا ہے، اپنی راحت کے انتظامات کر سکتا ہے، اپنی حفاظت کے انتظام کر سکتا ہے، وہ سب ہم نے اس کو دیئے ہیں، سب ہم نے اس کو عطا کئے ہیں، زمین کے اندر پانی پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس کو نکال کر سیرابی کرے اور کھیت لگائے، کاشتکاری کرے، باغات لگائے، پھل حاصل کرے اور اس سے اپنی زندگی کے سیکڑوں فائدے اور ہزاروں وسائل اختیار کرے، یہ سب اللہ نے رکھا ہے، کیوں رکھا ہے، یہ تفریحاً نہیں رکھا ہے یہ اس لئے رکھا ہے کہ ہمیں کوئی دشواری نہ ہو، ہم زندگی کو سارے وسائل کے ساتھ اور زندگی کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں، کیوں اختیار کریں ہمارا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے، ہم بیل، گائے اور بکری کی طرح نہیں ہیں کہ اس کو کوئی مقصد ہی نہیں معلوم ہوتا، اِدھر منھ مار رہی ہے اُدھر منھ مار رہی ہے یہ کھا رہی ہے وہ کھا رہی ہے اس کو پتہ نہیں کہ جو ہم کھا رہے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز، کسی کھیت میں گھس گئی تو وہ اسے چباتی چلی گئی، انسان جو کچھ کرتا ہے وہ سمجھ بوجھ کر کرتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ہم کسی پر ظلم کر رہے ہیں یا کسی کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں، ہم اپنا مال کھا رہے ہیں یا دوسروں کا مال کھا رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں یا اس کی فرماں برداری کر رہے ہیں، انسان کو اللہ نے یہ سمجھداری دی ہے اور عقل دی ہے اور زندگی گزارنے کے لیے وسائل دیئے ہیں کہ تمہیں زندگی گزارنے میں کوئی دشواری نہ ہو لیکن تم اس بات کو ثابت کرو کہ تم اللہ کے بندے ہو، اللہ کے وفادار ہو، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر تم خود بھی عمل کر رہے ہو اور دوسروں کو اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

مطابق عمل کرانے کی کوشش کررہے ہو، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اگر انسان کو صرف کھانے پینے کی آزادی اور اختیار حاصل ہو، اور کوئی اختیار حاصل نہ ہو یا انسان صرف اپنے ذاتی فائدہ کے لیے فکر کرے اور دوسروں کی فکر نہ کرے تو اس میں اور جانور میں کیا فرق رہتا ہے، اگر اس کے ساتھ کوئی مقصد نہیں ہے، کوئی بلند ارادہ نہیں ہے اور وہ اپنے مالک کو پہچانتا نہیں ہے، اپنے مالک کے مرضی کے مطابق کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اس میں اور جانوروں میں کیا فرق ہے، اگر صرف اپنے پیٹ کی فکر ہے اور اپنے جسم کے آرام کی فکر ہے تو اس میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس زمین پر جانور بن کر رہنے کے لیے نہیں پیدا کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ تفریحاً نہیں کررہا ہے، اللہ تعالیٰ کوئی کھیل نہیں کررہا ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، انسانوں کو انسان بن کر رہنے کے لیے پیدا کیا ہے، وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم نے انسان کو سارے وسائل دیئے، عقل دی، سمجھ دی اور اچھے اور برے میں فرق کرنے کی تمیز عطا کی، وہ سمجھتا ہے اس بات کو، کون انسان ہے جو اس بات کو نہیں سمجھتا کہ یہ برا کام ہے، اور ہر شخص سمجھتا ہے کہ دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا، دوسرے کو فائدہ پہونچانا، دوسرے کی تکلیف کو دور کرنا یہ اچھا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس کی سمجھ دی ہے کہ خیر وشر میں فرق کرے، اچھائی اور برائی میں فرق کرے، یہ سمجھ اللہ تعالیٰ نے جانور کو نہیں دی تو اگر انسان اپنی سمجھ سے کام نہیں لیتا اور یہ وسائل جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھے ہیں اور یہ سامان آرام کا اور

www.abulhasanalinadwi.org

آسائش کا جسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اگر صرف ہم اپنی غرض کے لیے، صرف اپنے فائدہ کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اس سے ہم انسانیت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے، اللہ تعالیٰ کے احکام کو ہم نافذ نہیں کرتے، یہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیوں دیا، کس بنیاد پر دیا ہے، ہمیں کیا استحقاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ چیزیں دی ہیں، ہم پیدا ہوئے ماں کے پیٹ سے، پیدا ہوئے تو ہم اس حال میں نہیں تھے کہ ہم اپنے سامنے سے مکھی کو اڑا سکیں، اللہ تعالیٰ نے حفاظت کے لیے اور زندگی کے بہت سے وسائل پیدا کئے جن سے انسان ترقی کر کے ایک طاقتور اور باہمت اور باارادہ انسان بن جاتا ہے، وہ چھوٹا سا بچہ جو مکھی کو نہیں اڑا سکتا اپنے اوپر سے، وہ پہاڑوں کو کاٹ کر زمین کے برابر کر دیتا ہے، سمندر کو پاٹ کر اس کو سطح زمین بنا دیتا ہے اور مشکل سے مشکل جگہ آبادی کو قائم کر دیتا ہے اور زمین کو جوت کر اس سے بہترین غلہ پیدا کرتا ہے یہ سب صلاحیت کس نے دی ہے، وہ بچہ جو اپنے اوپر سے مکھی کو نہیں اڑا سکتا تھا اس کو کس نے اس حد تک پہونچایا، کس نے حفاظت کی اور یہ وسائل کس نے دیئے، اگر ہم اس مالک کو یاد نہ کریں، اس مالک کے احسان کو تسلیم نہ کریں، اس کے ہم شکر گذار نہ ہوں تو یہ کتنی بدقسمتی اور کتنی ظلم وزیادتی کی بات ہے، ہم کو ایک شخص ایک گلاس پانی اگر پیاس کے موقع پر دے دیتا ہے تو ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ ہمیں پیاس لگی تھی آپ نے ہمیں پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دریا بہا دیئے اور آسمان سے پانی اس طرح اتارا کہ اس سے دریا بن گئے، زمین کے اندر سوتے بن گئے یہ سب اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ نے ہمارے فائدہ کے لیے اور ہماری ضرورت پورا کرنے لیے دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر روئیدگی دی، زمین کے اندر یہ غلہ پیدا کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی کہ اس کو تم جوتو اور پانی دو اور اس سے طرح طرح کے غلہ اگاؤ اور پھل پیدا کرو اور یہ تم کس لیے پیدا کرو اپنے لیے اور اپنے فائدہ کے لیے، یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا اور ہم اتنا بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے جیسے کہ ایک گلاس پانی کے لیے شکر ادا کرتے ہیں، یہ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل کس لیے دی، سمجھنے کے لیے دی کہ اچھی بات کیا ہے بری بات کیا ہے، برائی اور اچھائی کے درمیان فرق کرنے کے لیے خیر وشر کو الگ الگ دیکھنے کے لیے، آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے کو کہتے ہیں لیکن اسلام کی باتوں پر ہم کب عمل کرتے ہیں ہم اپنی زندگی کو دیکھیں، ہم تھوڑی بہت ظاہر داری کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ہم اپنا خود محاسبہ کریں اپنا خود جائزہ لیں کہ ہم خیر وشر کے درمیان کتنا فرق کرتے ہیں، ہم حلال وحرام میں کتنا فرق کرتے ہیں، ہم جائز وناجائز میں کتنا فرق کرتے ہیں، اگر ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ہمیں خود حیرت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں، اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل، اللہ تعالیٰ کا اتنا کرم، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کی کچھ بھی تعمیل نہیں کرتے، ہم جو کچھ کرتے ہیں اس میں اپنا فائدہ مقصود ہوتا ہے، ہم اخلاق سے پیش آتے ہیں کسی انسان کے ساتھ محض اس لیے کہ ہمیں معلوم ہے کہ اگر اخلاق کے ساتھ پیش نہ آئیں گے تو یہ ہمارے ساتھ بُرا سلوک کرے گا، اور یہ ہمارے ساتھ اخلاق کے ساتھ پیش نہیں آئے گا، ہمارا اخلاق

www.abulhasanalinadwi.org

کیا ہے ایک تجارت ہے کاروبار ہے کہ آدمی زیادہ پیسے خرچ کر کے کوئی چیز بازار سے خرید لاتا ہے تو اسی طرح کی بات ہے کہ ہم اخلاق اس لیے برتتے ہیں کہ اس شہر کے اندر لوگوں سے یہ امید کرنی ہوتی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اخلاق برتیں گے، ہم کسی کے ساتھ سلوک اس وقت تک کرتے ہیں جب ہم امید کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ سلوک کرے گا، اگر ہمیں معلوم ہو کہ یہ ہمارے ساتھ سلوک نہیں کرے گا تو ہم اس کے ساتھ سلوک نہیں کریں گے، اگر ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو ہمارے اعمال حقیقت میں مال تجارت بن گئے ہیں، کاروبار بن گئے ہیں، اللہ کے لئے ہم کون سے کام کرتے ہیں، اللہ کو خوش کرنے کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے ہم کیا کرتے ہیں لیکن اس بات کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہمیں اللہ کے احکام معلوم کرنے ہیں، ہمیں معلوم کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس بات سے راضی ہوتا ہے، کون سی زندگی ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں قیمت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے گا اور اس کو قبول کرے گا، اور کون سی زندگی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور جس پر اللہ تعالیٰ سزا دے گا، اللہ تعالیٰ کو ہم دھوکہ نہیں دے سکتے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناشکری خدانخواستہ اگر ہم کرتے ہیں اور اس کے احکام کو ہم پامال کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا خطرہ محسوس کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو سزا دے سکتا ہے لیکن جیسے آپ نے ابھی سنا تقریر میں کہ اللہ تعالیٰ جلدی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے، اب سنبھل جاؤ، اب سنبھل جاؤ اب سنبھل جاؤ، دسیوں

www.abulhasanalinadwi.org

سال موقع دیتا ہے ، بیسیوں سال موقع دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ برداشت کرتا رہتا ہے، وہ حلیم ہے، وہ بردبار ہے، وہ برداشت کرتا ہے، وہ جلدی سزا نہیں دیتا لیکن یہ نہیں کہ آدمی اس سے چھوٹ جائے گا اگر وہ اپنی نافرمانی پر قائم رہا، اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کرنے پر مسلسل لگا رہا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک کی تاریخ دیکھ ڈالیے اور قرآن مجید کو پڑھ ڈالئے، قوموں کے حالات پڑھئے، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سے حالات بتائے ہیں، قوموں کے حالات بیان کئے ہیں کہ قوموں نے جب نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت سے نبی بھیجے سمجھانے کے لئے کہ دیکھو غلط چل رہے ہو، اگر تم اس پر قائم رہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال اور برباد کیا تو تمہیں سزا ملے گی، اور لوگ ہنستے رہے اور کہا کہ آپ لوگ کیا بات کرتے ہیں، کہاں کی باتیں کرتے ہیں، دنیا میں یہ سب ہوتا ہے، قرآن مجید نے اس کو بیان کیا ہے، آپ پڑھئے قرآن مجید کے ترجمے کو، اور جو عربی جانتے ہیں وہ جانتے ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ نبیوں نے جب اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو مصیبت میں پڑوگے، تم انسان بنو، اخلاق اختیار کرو، اللہ کے احکام پر عمل کرو، انسانوں کے ساتھ ہمدردی کرو، ان کو دھوکہ نہ دو، بعض قومیں ایسی تھیں کہ ناپ تول میں گڑبڑ کرتی تھیں، ان کے نبی نے کہا کہ تم ناپ تول میں گڑبڑ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے گا اگر تم اس سے باز نہیں آئے ، اور وہ مذاق اڑاتے رہے، آخر میں اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ کا عذاب آیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ تم ہٹ جاؤ یہاں سے، ہم ان کو عذاب دیں گے، اس لئے کہ ہم نے ان کو اتنی مہلت دے دی ہے کہ یہ اگر سنبھل سکتے تو سنبھل جاتے لیکن یہ نہیں سنبھلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کیا، اسی طرح دوسری قوم دوسری برائی میں مبتلا تھی، کوئی قوم کسی اور برائی میں مبتلا تھی، نبی سمجھاتا رہا لیکن وہ نہیں سمجھے، آخر میں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ تباہ کر دئے گئے، ان کے قصوں کو آپ نے سنا ہوگا، علماء سے بھی سنا ہوگا، نوحؑ کی قوم پر عذاب آیا، سیلاب آیا اور وہ تباہ کر دیئے گئے، مدین کی قوم پر عذاب آیا ناپ تول میں گڑبڑ کرتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کیا، تو اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ مہلت دیتا ہے اور انتظار کرتا ہے، اب سنبھل جاؤ لیکن یہ مذاق نہیں چلے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو خوب استعمال کرو، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل کو تم اچھی طرح استعمال کرو لیکن تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے احکام کو تم نظر انداز کرو اور جانوروں کی زندگی گزارو، خود غرض بن جاؤ، اپنے کھانے پینے اور اپنے فائدے کی فکر کرو اور یہ نہ دیکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو کتنا پامال کر رہے ہو، انسانیت کو کتنا نقصان پہونچا رہے ہو، اللہ تعالیٰ اس کے بعد پھر پکڑتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ اگر وہ ایمان کے ساتھ دنیا سے چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ معاف بھی کر دیتا ہے لیکن جو بڑے گناہ ہیں ان کی سزا آخرت میں دے گا، اور کافروں کو آخرت میں تو کچھ ملنے والا نہیں ہے اور ان کے کسی گناہ میں ان کو اللہ تعالیٰ آرام میں رہنے دیتا ہے، آخرت میں سزا پائیں گے،

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن مسلمانوں کو اس دنیا کی زندگی میں بھی تازیانے ملتے ہیں، اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ جب سے مسلمان اس دنیا میں آئے ہیں ان کو کتنی مرتبہ اس طرح دھکے پیش آئے ہیں، مصیبتیں پیش آئی ہیں، تباہیاں پیش آئی ہیں، اگر ان کا آپ جائزہ لیں تو ان تباہیوں سے پہلے ان کی بداعمالیاں ملیں گی، ان کی وہ نافرمانیاں ملیں گی کہ ان کے جو مصلحین تھے، ان کے جو علماء تھے وہ ان کو متوجہ کرتے تھے کہ دیکھو تم اپنی اصلاح کرلو، ان برائیوں کو دور کرلو ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا اور پھر تم پر تباہی آئے گی، مصیبتیں آئیں گی، آج بھی اس قانون کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی برابر ہوتی رہی اور مسلمان جانوروں کی زندگی کی طرح زندگی گزار رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراض ہوسکتا ہے اور اس پر پکڑ سکتا ہے، میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے اور گناہوں سے بچنے کے لئے ان کو جاننے کی ضرورت ہے، واقف ہونے کی ضرورت ہے کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور انہی باتوں کو بتانے کے لئے انہی باتوں کو باور کرانے کے لئے یہ ہمارے مدرسے قائم ہیں، مدرسوں کا کیا کام ہے، قرآن وحدیث کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے احکام آئے ہیں ان کو سکھانے اور ان کو بتانے کے لئے یہ مدرسے قائم ہیں، یہ ایسے لوگ تیار کرتے ہیں جن کو علماء کہتے ہیں، ان کا کام ہے کہ وہ قوم کو اور لوگوں کو بتائیں کہ دیکھو تمہارے یہ اعمال اللہ کی رضا کے خلاف ہیں، اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں، تمہارے یہ اعمال جو تمہیں اختیار کرنا

www.abulhasanalinadwi.org

چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے ہیں، جب تک انسان کو یہ علم نہیں ہوگا وہ کیسے عمل کرے گا، عمل علم کے ساتھ ہے، دین کا علم نہیں ہوگا تو ہم کو مسائل سے واقفیت نہیں ہوگی، اگر ہم کو مسلمان کی زندگی کا طور طریق معلوم نہیں ہوگا تو ہم مسلمان کی زندگی نہیں گزار سکتے، ہم ان احکام پر عمل نہیں کر سکتے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم کو اتنے احکام ضرور معلوم ہوں کہ جن کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں ہوسکتا، جن کے بغیر مسلمان اللہ تعالیٰ کا وفادار نہیں ہوسکتا، اتنے احکام ہر مسلمان کو معلوم کرنا چاہیے علماء سے پوچھ کر، کتابوں میں پڑھ کر یا مدرسوں میں تعلیم حاصل کر کے اتنے احکام معلوم کرنا ضروری ہیں اور اس کے علاوہ تفصیلی احکام اور باریک احکام ہیں ان کے لئے علماء ہونے چاہئیں، اس لئے یہ مدارس مسلمانوں کی ایک ضرورت ہیں، ملت کی ایک ضرورت ہیں، ہمارے لئے غلہ کی دوکانیں ہماری ضرورت ہیں، ہماری زندگی کی ضرورت کے سامان ہیں، یہ مدرسے ہمارے دینی کارخانے ہیں، یہ مدرسے ہمارے دینی پاور ہاؤس ہیں، ان مدرسوں سے ہم کو وہ بجلی ملتی ہے جو ہماری زندگی کو روشن کرتی ہے، دین دار بناتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلاتی ہے، ہم کو روشنی ملتی ہے ان مدرسوں سے، یہ مدرسے پاور ہاؤس ہیں، اسلامی پاور ہاؤس ہیں، ہمارے دینی کارخانے ہیں، جہاں انسان تیار ہوتے ہیں وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہیں، جو انسانیت کو برقرار رکھنے والے ہیں، جو دنیا کو انسانیت کا سبق دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ چیز سکھائی ہیں کہ مسلمان اپنے ہی فائدے کے لئے نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

بلکہ پوری انسانیت کے لئے کام کرتا ہے، مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اس کو ایک طریقہ سے سپاہی کا کام بھی دیا ہے، اس کو ایک طریقہ سے چوراہے کے اوپر جو کانسٹبل کھڑا ہوتا ہے کانسٹبل کی حیثیت بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو دی ہے، وہ راستہ بتاتا ہے اور لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے اگر راستہ نہ دکھائے، اگر راستہ نہ بتائے، لوگوں کی رہنمائی نہ کرے تو گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گی، اور تصادم ہوں گے اور اس ٹریفک سے انسان مر سکتے ہیں اور تباہ ہو سکتے ہیں تو یہ ہمارے مدرسے پاور ہاؤس ہیں، مدرسے کارخانے ہیں، ان میں وہ لوگ تیار ہوتے ہیں جن کی حیثیت انسانیت کو بچانے والی ہے، انسانیت کو صحیح راستہ دکھانے والی ہے اور انسانوں کو آرام پہونچانے والی ہے، یہ چیزیں ان کے ذریعہ سے انجام پاتی ہیں، ہمیں ان مدرسوں کی ایسی ہی صحیح ضرورت ہے جیسی ہم کو پاور ہاؤس کی ضرورت ہے، ہم پاور ہاؤس کے بغیر اپنی راتوں میں روشنی پیدا نہیں کر سکتے، ہم کارخانوں کے بغیر سامان نہیں حاصل کر سکتے جن سے ہماری زندگی کو سہولت نہیں مل سکتی، اسی طرح ہم ان مدرسوں سے مستغنی نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ان مدرسوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں وہ حقیقت میں ہماری دینی زندگی کو اور اسلامی زندگی کو برباد کرنا چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کو یہ نہ معلوم ہو کہ خدا کس چیز سے راضی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کس چیز سے ناراض ہوتا ہے اور کون سے کام انسانیت کے مطابق ہیں اور انسان کی فلاح و بہبود کے ہیں اور کون سے کام انسان کو تباہ کرنے والے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ دنیا جانوروں کی طرح

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی گزارے اور یہ مدرسوں سے پیدا ہونے والے پیدا ہونا بند ہو جائیں جو انسان کو بتاتے ہیں کہ غلط راہ پر نہ چلو، سیدھی صحیح راہ پر چلو، خود غرض نہ بنو، دوسروں کی بہبود اور سب کے فائدے کے لئے کام کرو، تم اللہ کے شکر گزار بندے بنو، اللہ کے ناشکرے بندے نہ بنو، تو وہ چاہتے ہیں کہ انسان پیدا ہونا بند ہو جائیں جو صحیح راہ دکھاتے ہیں اور انسانیت کی فلاح کی بات کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ایسے انسان پیدا ہوں کہ ان میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہ ہو، یہ بہت خطرے کی بات ہے، ہم کو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، یہ مدرسے ہماری عین ضرورت ہیں، اگر یہ مدرسے نہیں رہیں گے تو ہم کو کوئی بتانے والا نہیں رہ جائے گا کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا چیز بری ہے کیا چیز اللہ کو پسند ہے اور کیا چیز اللہ کو ناپسند ہے اور کن باتوں سے اللہ کا عذاب آتا ہے اور کن باتوں سے اللہ کی نعمتیں آتی ہیں، یہ مدرسے سے نکلنے والے، یہ قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر کے جو آپ کے پاس آتے ہیں، یہ آپ کی ہماری ضرورت ہیں، انہیں سے تم کو یہ دین داری حاصل ہوتی ہے، آج آپ یہاں اتنی بڑی تعداد میں کیوں اکٹھا ہوئے ہیں، اس لئے کہ آپ دین کو ایک ضرورت سمجھتے ہیں، اگر آپ کے ذہن سے اس کی ضرورت نکل جائے اور آپ کے ذہن میں یہ آجائے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کسی عالم کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں کسی سے پوچھنا نہیں ہے کہ کیا اچھا ہے کیا برا ہے، ہمیں کسی سے معلوم نہیں کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے خوش ہوتا ہے اور کس چیز سے ناراض ہوتا ہے، اگر یہ بات آپ میں پیدا ہو جاتی تو آج آپ یہاں نہ آتے،

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کیوں آتے اور کیا غرض ہے کہ آپ سنیں کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے، اس لئے کہ اچھے اور برے بننے میں فرق آپ کے ذہن میں نہیں ہے، تو یاد رکھئے کہ جو یہ آوازیں اٹھتی ہیں کہ مدرسے بیکار ہیں، ان مدرسوں کی ضرورت نہیں ہے، یہ حقیقت میں ایک بڑی سازش ہے، یہ آپ سے اس قیمتی چیز کو چھیننا چاہتے ہیں، وہ کیا قیمتی چیز ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق آپ کی رہبری جو ہو رہی ہے اس رہبری کو ختم کرنا چاہتے، آپ ان مدرسوں کی قدر کریں اور ان کو اس تعداد میں ہونا چاہئے کہ آپ کی ضرورت پوری ہو جیسے شہر کے اندر ہر مال کی دوکانیں اتنی تعداد میں ہونی ضروری ہوتی ہیں کہ شہر کی آبادی کی ضرورت پوری ہو، اسی طرح ہمارے مدرسے سے اتنی تعداد میں ہونے چاہئیں کہ امت مسلمہ کی ضرورت پوری ہو، ایک عالم پورے شہر کو اور پورے پورے ملک کو نہیں درست کرسکتا اور پورے پورے ملک کو تعلیم نہیں دے سکتا، اس لئے ان مدرسوں کی ضرورت اتنی تعداد میں ہو کہ ہمارا کام چلے اور ہم اپنے اس تقاضے کو اور اس ضرورت کو جو اللہ اور رسول کو راضی کرنے اور ان کے احکام پر چلنے کی جو ضرورت ہے اس کے مطابق یہ کارخانے ہمارے پاس ہونے چاہئیں کہ جن سے وہ انسان بن کر تیار ہوں جو ہم کو بھی بتاسکیں اور اپنی اصلاح بھی کرسکیں، تو ان مدرسوں کی قدر کیجئے، اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آج آپ اتنی بڑی تعداد دیکھتے ہیں نماز پڑھنے والوں کی اور روزہ رکھنے والوں کی، یہ انہی مدرسوں کی برکت ہے، انہی مدرسوں کا نتیجہ ہے، اگر یہ مدرسے نہ ہوتے، یہ علماء تیار نہ ہوتے جن سے آپ کو

www.abulhasanalinadwi.org

واسطہ پڑتا ہے اور جن سے آپ کا تعلق ہے تو آج آپ میں دین داری نہ ہوتی اور آپ نماز پڑھنے والے نہ ہوتے اور روزہ رکھنے والے نہ ہوتے، تو سمجھئے اس بات کو کہ آپ کو یہ فیض کہاں سے مل رہا ہے، یہ رہنمائی کہاں سے مل رہی ہے، یہاں انسانی زندگی کا ٹریفک ہے اسے کون کنٹرول کر رہا ہے، یہ جو ہماری دینی ضرورت کا سامان ہے کن کارخانوں سے آرہا ہے، ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے اور دین کے یہ کارخانے اور علم دین کے یہ پاور ہاؤس ان کی ہمیں حفاظت بھی کرنی ہے اور ان کی تعداد بڑھانی ہے اور اپنی نسل کو ان سے متعلق کرنا ہے، اس لئے کہ یہ کارخانے، یہ دینی مدرسے کس سے چلیں گے یہ آپ ہی کے بچوں سے چلیں گے، آپ ہی کے نسل سے چلیں گے، آپ کی نسل اگر اس میں نہیں جائے گی، فائدہ نہیں اٹھائے گی تو پھر اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکے گی، تو ان مدرسوں کی حفاظت ضروری ہے اور ان مدرسوں کو زیادہ سے زیادہ قائم کرنا بھی ان میں اپنے بچوں کو تعلیم دلانا یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس سے مفر نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ بچائے اس دن سے کہ مسلمان ان مدرسوں سے مستغنی ہو جائیں اور ان مدرسوں کو نظر انداز کر دیں، آپ نماز جو پڑھتے ہیں یا آپ کی شکل وصورت جو مسلمانوں کی سی ہے، یہ کاہے کا نتیجہ ہے، یہ آپ کے باپ اور چچا اور آپ کے دادا کی کوشش کا نتیجہ ہے، اگر آج آپ آئندہ نسلوں کے لئے کوشش نہیں کریں گے اور ان کو دین پر قائم رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے، ان کو آپ مسلمان بنانے کی کوشش نہیں کریں گے تو وہ مسلمان نہیں ہوں گے، تیس سال کے اندر انقلاب آجاتا ہے، تیس سال کے

اندر نئی نسل آجاتی ہے اور جو موجودہ نسل ہے یا تو ختم ہو جاتی ہے یا مریض کی حیثیت سے بستروں پر پڑ جاتی ہے اور زندگی نئی نسل کے ہاتھ میں آجاتی ہے، نئی نسل کو بنانے کا کام کس کا ہے آپ کا ہے، نئی نسل ویسی ہی بنے گی جیسی آپ بنانا چاہیں گے، نئی نسل کو اگر آپ ملحد بنانا چاہیں گے تو ملحد بنے گی، اگر اس کو مومن بنانا چاہیں گے تو مومن بنے گی، یہ کام آپ کا ہے، آپ اپنے بچوں کو اگر دین سے واقف نہیں کرائیں گے، اور دین کی باتیں نہیں بتائیں گے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام نہیں بتائیں گے تو کیا جانیں گے، کہاں سے سمجھیں گے کہ ہم پر کیا ذمہ داریاں ہیں، اللہ اور اس کے رسولؐ کو کس طرح راضی کر سکتے ہیں۔

تو بھائیو! ہم اس ملک کے اندر جو مسلمان کی حیثیت سے اس وقت باقی ہیں وہ ہماری گذشتہ نسل نے جو کوشش کی ہے انہوں نے جس طرح محنت کی ہے اس کا نتیجہ ہے، اب ہم پر یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو کفر سے، الحاد سے، بے دینی سے بچائیں، آپ جس ملک میں رہ رہے ہیں وہاں مختلف مذاہب ہیں، مختلف تہذیبیں ہیں، وہاں اللہ کی نافرمانی کا بے تحاشہ انتظام ہے، ہماری نسل کھو گئی اور اس میں مل جل گئی تو نسل خراب ہو جائے گی اور اسلام سے ناواقف ہو گی، اس لئے اپنی نسل کو بچانے کی فکر کیجئے، اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کا انتظام کیجئے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے محفوظ رہیں، یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہ سب آپس میں مل کر اور تعاون سے کر سکتے ہیں، اس لئے کہ یہ کام صرف

www.abulhasanalinadwi.org

علماء نہیں کر سکتے بلکہ علماء کے ساتھ جو دوسرے لوگ ہیں سب مل کر جب تعاون کریں گے تبھی یہ کام انجام پا سکتا ہے۔

ہم اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ اتنی بڑی تعداد میں دین کی باتیں سننے کے لئے اکٹھا ہوئے یہ بڑی اچھی علامت ہے اور اس سے یہ امید قائم کی جا سکتی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل اچھا ہوگا اور شاندار ہوگا بشرطیکہ آپ اپنی اس وضع پر قائم رہیں بلکہ اس میں اضافہ کریں

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کے ملی تشخص اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے دو پہلو

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ کا وہ کلیدی خطبۂ صدارت جو انہوں نے اٹھارہویں سیمینار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ منعقدہ بھوپال بتاریخ ۲۹/۳۰ اپریل و یکم مئی ۲۰۰۵ء زیر اہتمام دارالعلوم تاج المساجد بھوپال میں پیش کیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملت اسلامیہ جن ملکوں میں اکثریت کی حیثیت رکھتی ہے، وہاں ملت کے دانشوروں کو عوامی سطح پر کچھ بڑی ذمہ داری انجام دینے کی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن جہاں ملت اقلیت میں ہوتی ہے، وہاں ان کو ملی اور مذہبی معاملات میں عوامی تعاون اور مشارکت کے ذریعہ بڑی ذمہ داری انجام دینی ہوتی ہے، اور اس میں کوتاہی کرنے سے ملی سطح پر نقصان ہوتا ہے، اور اس ضرورت کے لئے اگر مشترکہ پلیٹ فارم قائم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہماری ملت اسلامیہ نے کیا ہے، تو یہ مِلَّت کے لئے بڑی فالِ نیک بات ہوتی ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کے ملی تشخص اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے دو پہلو

الحمدلله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمد واله وصحبه اجمعین.

محترم حضرات !

میں آپ سب دوستوں اور اسلام اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ وبقاء کے لئے مخلصانہ جذبات کے حامل فرزندوں کو اس اجلاس میں خوش آمدید کہتا ہوں، اس میں آپ ملت اسلامیہ ہندیہ کے عزت ووقار اور اس کی شریعت حقہ کے تحفظ کو یقینی بنانے کے جذبہ کے ساتھ بلند مقصد کی تکمیل کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہماری ملت اسلامیہ ہندیہ کو ملک کی دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں الحمدللہ یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک تو اپنی شریعت کے مقابلہ میں خود کفیل ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اور دوسرے یہ کہ اس نے اپنی شریعت اسلامیہ میں خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ملی تشخص کی بقاء کے لئے اپنا ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنا رکھا ہے، جس نے اس وقت تک ۳۳ سالہ مدت میں کئی اہم مشکلات کو حل کیا ہے، اور شریعت کے تحفظ کے مسئلہ کو قوت پہونچائی ہے۔

حضرات! ۳۳ سال کی ایسی مدت ہوتی ہے کہ جس میں کسی بھی امت اور سوسائٹی میں دینی وملی ذمہ داریاں ایک نسل سے منتقل ہوکر دوسری نسل کے کاندھوں پر آجاتی ہیں، یہ ایک لائق فکر وتوجہ معاملہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں بعض وقت زندگی میں تبدیلیوں کی وجہ سے حالات میں خلل پڑجاتا ہے، اور توجہات میں فرق بھی آجاتا ہے، لیکن ہمارا آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جس جذبہ اور فکر مندی کے ساتھ ملت کی نصرت اور شریعت کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آیا تھا وہ اس میں اپنے اولین خدمت گاروں کے نقش قدم پر ہی چل رہا ہے۔ حالات کے فرق کے لحاظ سے اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس کے ارکان باوجود اپنے متنوع مسلکوں اور گروپوں کے نمائندے ہونے کے بورڈ کے مقصد اور لائحہ عمل پر متفق اور آپس میں تعاون کے ساتھ عمل پیرا ہیں، اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آپسی تعاون کے طریقۂ کار پر کاربند ہیں، اور اگر کسی کو بورڈ کے ذمہ داروں اور عہدہ داروں کی کارگردگی پر کوئی کمی یا کمزوری محسوس ہوتی ہے تو وہ خیر خواہی کے جذبہ سے ذمہ داروں کو توجہ دلاتا ہے، اور ذمہ داروں کی طرف سے

www.abulhasanalinadwi.org

قابل توجہ پہلو کی طرف توجہ بھی کی جاتی ہے۔ الحمد للہ بورڈ کے ارکان وسعت قلبی اور تعاون سے کام لیتے ہیں، جس کو ذمہ داران بورڈ تشکر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

بورڈ کے باہر کے بعض لوگ بورڈ کی کارگردگی پر بعض وقت جو اعتراضات کرتے ہیں، وہ عموماً صحیح معلومات کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں، اس کے باوجود بورڈ نے ان کو بھی اپنی توجہ سے باہر نہیں رکھا، اور ان میں سے جس بات سے کچھ فائدہ اٹھانے کی ضرورت محسوس کی فائدہ اٹھایا۔

حضرات!

ملت اسلامیہ جن ملکوں میں اکثریت کی حیثیت رکھتی ہے وہاں ملت کے دانشوروں کو عوامی سطح پر کچھ بڑی ذمہ داری انجام دینے کی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن جہاں ملت اقلیت میں ہوتی ہے وہاں ان کو ملی اور مذہبی معاملات میں عوامی تعاون ومشارکت کے ذریعہ بڑی ذمہ داری انجام دینی ہوتی ہے، اور اس میں کوتاہی کرنے سے ملی سطح پر نقصان ہوتا ہے، اور اس ضرورت کے لئے اگر مشترکہ پلیٹ فارم قائم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہماری ملت اسلامیہ نے کیا ہے۔ تو یہ ملت کے لئے بڑی فال نیک بات ہوتی ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے کسی بھی اتحاد کے ارکان کے درمیان سوچنے اور نتیجہ نکالنے کے انداز الگ الگ ہو سکتے ہیں، کیونکہ ایسے اتحاد میں مختلف نقطہ ہائے نظر کے افراد اور مختلف جماعتوں کے نمائندے ہوتے ہیں، لیکن ملت کے مشترکہ مفاد کی خاطر ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ نقطۂ نظر کے

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے اس اختلاف کو آپسی ٹکراؤ اور نقصان وہ اختلاف کی منزل تک نہ پہونچنے دیں۔ اس بات کے لئے دور اندیشی اور کچھ صبر و برداشت کا مزاج اپنانا ضروری ہوتا ہے۔ انسان جیتی جاگتی مخلوق ہے، جمادات کی طرح نہیں ہے، انسان میں احساسات وجذبات کا فرق ہوتا ہے، لیکن انسان کی یہ خوبی ہے کہ اس فرق کے باوجود آپس میں اشتراک وتعاون کے ساتھ بلند مقصد کے لئے کام کرتا ہے، اور الحمدللہ ہمارے بورڈ کے ارکان بڑی حد تک اسی پر کاربند ہیں۔

حضرات! معاشرتی زندگی میں سب سے اہم مسئلہ جو لوگوں کے ذہنوں کو بہت زیادہ متوجہ کر رہا ہے وہ ازدواجی زندگی کے معاملات اور نسل انسانی کے سلسلہ میں جدید تمدنی خیالات ہیں، ازدواجی زندگی کے اصول وضوابط اور حقوق وفرائض کے سلسلہ میں اسلامی شریعت نے بہت محکم اور واضح ہدایات دی ہیں، ان ہدایات کے باوجود اگر کچھ معاملات پریشانی کا باعث بنتے ہیں تو وہ زیادہ تر شریعت کی ہدایات کو نظرانداز کرنے یا ان سے ناواقفیت کی بنا پر ہوتے ہیں، اور ماحول کے بگڑے ہوئے حالات میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے پیش آتے ہیں، اگر شریعت کی واضح ہدایات پر عمل کیا جائے تو یہ معاملات پیش نہ آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کے حقوق عائد کئے ہیں اور شوہر پر بیوی کے حقوق عائد کئے ہیں، ان حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے جو مشکلات اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کی ذمہ داری شریعت پر نہیں ہے، وہ خود کوتاہی کرنے والوں کی کوتاہی کا نتیجہ ہوتی ہیں، لہٰذا شریعت کے احکام میں کسی تغیر کی نہ ضرورت ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

نہ اس کا کوئی جواز ہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ شریعت کا حکم معلوم کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ شریعت اسلامی پروردگار عالم کی طرف سے ہے، اور وہ پوری طرح محکم اور ضرورت اور مصلحت انسانی کے مطابق ہے۔

طلاق کے سلسلہ میں جو باتیں کچھ دنوں سے کہی جانے لگی ہیں وہ شریعت کی رہنمائی کو نہ جاننے یا اس کو نظر انداز کردینے کی بنا پر کہی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد میں ان کے اندرون اور بیرون کے لحاظ سے جو فرق رکھا ہے اس فرق کے لحاظ سے احکام میں بھی فرق رکھا ہے، دونوں کے درمیان جو فرق ہے وہ فطری ہے، اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مرد کو اس کی ذمہ داریوں کی بنا پر عورت کے مقابلہ میں سینیر کی حیثیت دی گئی ہے اور عورت کو جونیر کی۔ اسی فرق سے ان کے معاملات رکھے گئے ہیں۔ اس کو برتری اور کمتری سمجھنا مناسب بات نہیں ہے، عزت و شرافت کے لحاظ سے دونوں کو یکساں حق دیا گیا ہے۔ ان کے معاملات کے فرق کے لحاظ سے اور انتظامی طور پر ان میں جو فرق رکھا گیا ہے، اس فرق کو نباہنا ضروری ہے۔

اور جہاں تک نسل انسانی کے بڑھنے سے معاشی بنیاد پر خوف کھانے کی بات ہے تو یہ اسلامی نقطۂ نظر کی رو سے غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے صاف صاف کہہ دیا ہے ﴿ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق ، نحن نرزقهم وایاکم﴾ (سورہ بنی اسرائیل: ۳۱) کہ اپنے بچوں کو ختم نہ کرو فقر کے خوف کی وجہ سے، ہم ان کو کھلاتے ہیں اور تم کو بھی کھلاتے ہیں۔ اس لحاظ سے خاندانی منصوبہ بندی کی

www.abulhasanalinadwi.org

بات کرنا صحیح نہیں ہے، اور بورڈ کا مسلک یہی ہے جس پر سارے علماء دین متفق ہیں۔ کسی کی رائے اس میں اگر کچھ الگ ہے تو وہ اس کی ذاتی رائے ہے۔ البتہ شریعت میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ عورت کی صحت کے لحاظ سے اور زندگی کے خطرات محسوس کرنے پر مناسب طبی مصلحت کو اختیار کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت حال میں کسی کو ضرورت ہو تو وہ معتبر اور ثقہ عالم دین یا دارالافتاء سے شریعت کی اجازت معلوم کر کے عمل کرسکتا ہے، لیکن اس کو کوئی عام طریقہ کار نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

شریعت کے معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم کر کے اسی کے مطابق عمل کرنا ہی مسلمان پر فرض ہے، تمدن، ترقی یا سماج میں پھیلے ہوئے رسوم ورواج کی بنیاد پر شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کو بدلا نہیں جاسکتا ہے، اور بورڈ کا مقصد شریعت کا تحفظ ہے نہ کہ اس میں کسی تغیر یا تبدیلی کا مسئلہ۔ اس لئے شریعت کے احکام کے سلسلہ میں بورڈ سے کسی نئی بات کا تقاضہ کرنا کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہے۔

حضرات!

خواتین کے ساتھ مردوں کی طرف سے زیادتی کرنے کی جو بات کہی جاتی ہے، اور اس کے لئے بورڈ سے شریعت کے دائرہ میں بھی کچھ ردوبدل کرنے کی خواہش ظاہر کی جاتی ہے، اس کے سلسلہ میں یہ بات پیش نظر رکھنے کی ہے کہ خواتین کے ساتھ زیادتی کو روکنے کے لئے خود اسلامی تعلیمات میں سخت ہدایات

ہیں، جو لوگ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس کا حل شریعت میں نہ کوئی تبدیلی کرنے میں ہے اور نہ اسلامی تعلیمات کے متعلق شک وشبہ کرنے میں۔ اس کا حل مسلمانوں کو اس بات کی تاکید کرنے میں ہے کہ اپنے معاشرتی مسائل میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔

حضرات!

بورڈ کے سلسلہ میں ایک یہ بات بھی عرض کرنا ہے کہ بورڈ نے اصلاً مسلمانوں کے بنیادی اور متفقہ معاملات ہی کو اپنا موضوع بنایا ہے، مسلمانوں کے مختلف مسالک اور گروہوں کے درمیان جو اختلافی پہلو ہیں بورڈ اپنے کو ان سے الگ رکھتے ہوئے ان کے معاملات ان مسلکوں کے ذمہ داروں پر ہی چھوڑتا ہے، ان میں وہ کسی کے حق میں فریق نہیں بننا چاہتا ہے، اور اسی میں بورڈ کی وحدت اور مشترک تعاون کا راز پوشیدہ ہے۔ بورڈ نے شریعت اسلامی کے بنیادی مسائل اور تحفظ شریعت کو ہی اپنا بنیادی مقصد بنایا ہے، اور اس تحفظ کے لئے بورڈ کے ذمہ داروں نے متعدد مشکل مسائل کے حل کی کوشش کی، اور کامیابی حاصل کی، اور اس سلسلہ میں ہمارے پیش رووں نے بڑی بلند ہمتی اور بڑی حکمت عملی کا ثبوت دیا، ان کی ان کامیاب کوششوں سے بورڈ کا وقار بڑھا۔ لیکن دنیا تغیر پذیر ہے، حالات کروٹ بھی لیتے ہیں، اور مسائل بھی نئے ابھرتے رہتے ہیں، اس سے بورڈ کو چوکنا اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے۔ الحمدللہ بورڈ نے اس سلسلہ میں جن تدابیر کی ضرورت سمجھی، اور جن معاملات کو توجہ کا زیادہ طالب پایا ان کی فکر کی، لیکن بورڈ

www.abulhasanalinadwi.org

کے پاس میڈیا یا اپنا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اس لئے بورڈ کی توجہ اور کارکردگی کی تفصیل اور وضاحت عام نہیں ہوسکی، اور کچھ لوگوں میں ناواقفیت کی بناپر بورڈ کی کارکردگی میں کمزوری اور کوتاہی کا احساس پیدا ہوا۔ اب بورڈ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنے ارکان اور ہمدردوں کے سامنے وقفہ وقفہ سے اپنی کوششوں اور کارکردگی سے واقفیت کرانے کا خبر رساں ذریعہ بھی اختیار کرے گا، انشاء اللہ اس سے وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والی بدگمانیوں کا ازالہ ہوگا۔

بورڈ کے پیش نظر مسلمانوں کے ملی تشخص اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ کا جو اصل اور بنیادی کام ہے، وہ دو پہلو رکھتا ہے، ایک داخلی اور ایک خارجی۔ خارجی پہلو تو یہ ہے کہ باہر سے کسی حکومت، یا کسی عدالتی ادارہ یا اکثریت کی طرف سے اگر ملی تشخص اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ کو کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو اس کا مقابلہ کرے، لیکن یہ مقابلہ دستور کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور جمہوری طریقۂ کار سے کیا جاتا ہے، اور الحمد للہ گذشتہ مدت میں اسی طریقہ کار سے فائدہ حاصل ہوا اور متعدد اہم قانونی معاملات مناسب طریقہ سے حل ہوئے۔ اب قانونی سطح کے ایسے معاملات کو چیک کرنے کے لئے اور ان کی درستگی کے لئے مناسب طریقۂ کار کو تجویز کرنے کے لئے بورڈ نے باقاعدہ لیگل کمیٹی کی تشکیل بھی کردی ہے، جو حکومت وعدالت کے دائروں میں ملی تشخص اور شریعت اسلامیہ کے تحفظ کو وقتاً فوقتاً اٹھنے والے خطرات کا جائزہ لیتی رہے، اور ضروری کارروائی کرے، اس کمیٹی کی اس طرح کی تشکیل تو ابھی قریبی مدت میں ہوئی ہے، لیکن اس کی اس

www.abulhasanalinadwi.org

تشکیل سے پہلے بھی اس کا کام کمیٹی ہی کے طرز پر مخلص قانون داں حضرات ہر موقع پر کرتے رہے ہیں، اور اب انشاء اللہ مزید باقاعدہ انداز میں کیا کریں گے۔

ملت کے تشخص اور شریعت کے تحفظ کا دوسرا پہلو داخلی ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس بات کا مطالبہ ہم دوسروں سے کرتے ہیں، اس کو ملت کے اندر بھی عمل میں آنا چاہئے، مسلمانوں کے معاشروں میں بہت سی ایسی رسمیں اور عادتیں اختیار کرلی گئی ہیں جن میں ایک طرف تو ایک دوسرے کے ساتھ ظلم وزیادتی کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں، جو زیادہ تر ازدواجی معاملات میں اور آپس کے حقوق کی صحیح ادائیگی میں پیش آتی ہیں، ان میں عام طور پر ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق پر ظلم وزیادتی کا عمل پایا جاتا ہے، مثلاً مہر کی عدم ادائیگی، کسی بات پر ناراض ہوکر بغیر شریعت کا حکم معلوم کئے ہوئے طلاق میں جلدی، اور نکاح کے موقع پر بیجا اسراف، اور جہیز کے نام سے نامناسب بارڈالنا، نیز بیوی کی طرف سے شوہر کے ساتھ شریعت کے بتائے طریقہ سے معاملہ نہ رکھنا اور من مانا طریقہ اختیار کرنا۔ ان ہی باتوں سے معاشرہ میں کشمکش اور ٹکراؤ کی صورت بنتی ہے جو معاشرتی لحاظ سے بھی غیر مناسب ہے، اور شریعت اسلامی کی خلاف ورزی بھی ہوتی ہے جو ایک طرف سے رب العالمین کی ناراضگی کا باعث ہے، اور دوسری طرف اس سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہے اور مسلمانوں کی شبیہ غیروں میں خراب ہوتی ہے۔

بورڈ نے ان خامیوں کی اصلاح کے لئے پہلے ہی سے مہم چلانے کا پروگرام بنا رکھا ہے، اور اب اس کو مزید مستحکم اور منظم کیا جارہا ہے، اور اس کو ایک مرکزی کمیٹی کی نگرانی میں رکھا گیا ہے، اور اس کی علاقائی کمیٹیاں بھی بنائی گئی ہیں، جو مسلم معاشرہ کے اندر اپنے دائرہ عمل کے لحاظ سے اصلاح کی ضرورت بتائیں اور لوگوں میں معاشرہ کے عیوب اور غیر شرعی طور وطریق کی خرابیاں اجاگر کریں، اور ان کی اصلاح کی تدابیر پر غور کریں، الحمدللہ اس کمیٹی نے اپنے دائرہ میں خاصا کام کیا ہے، اب مزید اضافہ کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔

اسی طرح مسلم معاشرہ میں شرعی معاملات کے سلسلہ میں جو نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں، عام طور پر ان کے حل کے لئے حکومت کے عدالتی اداروں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، جس میں شرعی بنیاد پر نتیجہ نکلنے کی امید کم ہوتی ہے، اس کے حل کے لئے بورڈ نے شرعی پنچائت کے طور پر دار القضاء کے ادارے جگہ جگہ قائم کرنے کو مفید سمجھا۔ یہ دار القضاء شرعی اصولوں کے مطابق نزاعات کو ختم کرنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں، اور نزاعات میں شریعت کی رو سے فیصلہ دیتے ہیں۔ یہ دار القضاء تاحال ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہوئے ہیں اور مزید قائم کئے جارہے ہیں۔ ان دارلقضاؤں کو زیادہ توجہ سے اور غور وفکر کے ساتھ فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اس لئے ان میں مشاق، تجربہ کار اور شریعت سے واقف عالم ہی کو قاضی بنایا جاتا ہے، اس کے ساتھ اس کی معاونت کے لئے علمی وانتظامی دونوں طرح کے حضرات متعین کئے جاتے ہیں، جگہ کا مناسب انتظام کیا جاتا ہے۔ اس کام

www.abulhasanalinadwi.org

پر خاصے مصارف آتے ہیں، اس لئے دار القضاؤں کے قیام کی رفتار بہت تیز نہیں ہوسکی ہے۔ لیکن الحمدللہ یہ کام بتدریج ہو رہا ہے اور اسکے نتائج بھی بڑے اچھے سامنے آرہے ہیں، جو اس کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ کے ذریعہ آپ کے سامنے رکھے جارہے ہیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک ماڈل نکاح نامہ کا مسئلہ کئی سال سے بحث و مباحثہ کا موضوع بنا ہوا تھا، ماڈل نکاح نامہ کی یوں بات سامنے آئی تھی کہ نکاح کے تعلق سے بہت مسائل زوجین کے درمیان پیش آتے ہیں، ان میں پیش آنے والی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک مناسب شکل کا نکاح نامہ بنانے کی تجویز بورڈ کے سامنے رکھی گئی، بورڈ نے اس کو قبول کرلیا تھا، لیکن اس کے مختلف پہلوؤں پر مختلف مشورے اور مختلف رائیں سامنے آئیں، اس لئے بورڈ نے نکاح نامہ تیار کرنے میں احتیاط کا رویہ اختیار کیا، اور غور وفکر کے بعد یہ طے کیا کہ اگر کوئی نمونہ تیار کر کے پیش کرنا ضروری ہی ہے تو اس کی تجویز میں صرف متفقہ پہلوؤں پر ہی زور دیا جائے، اور شریعت کے جو بنیادی احکام ہیں ان کو واضح کیا جائے، اور ان پر عمل کرنے کے لئے مناسب ہدایات شامل کر کے ایک نمونہ پیش کر دیا جائے۔

ملک میں پہلے سے علاقائی طور پر الگ الگ نکاح نامے جاری ہیں، بورڈ کا یہ نمونہ کا نکاح نامہ ان سے ملتا جلتا اور مزید وضاحت کا ہے، اس لئے علی العموم قابل قبول ہوسکتا ہے، اور یہ ان پر لازمی بھی نہیں ہوگا۔ یہ صرف مثال کے

www.abulhasanalinadwi.org

طور پر ہے کہ اس کو جو چاہے اپنا سکتا ہے۔ باقی جو نزاعات نکاح کے کرنے اور نکاح کا تعلق ختم کرنے کے سلسلہ میں پیش آتے ہیں ان کے لئے قائم شدہ اور نئے قائم کئے جانے والے دار القضاؤں کی طرف رجوع مناسب ہوگا۔

رہا بابری مسجد کا مسئلہ تو وہ اولاً بورڈ کے اصل معاملات میں داخل نہیں تھا، اس کے لئے الگ سے متعدد کمیٹیاں کام کر رہی تھیں، لیکن حالات کے خاص حد تک پہونچنے کے بعد وہ مسئلہ بورڈ کے ذمہ کر دیا گیا، بورڈ اس کو تحریکی طریقہ کے بجائے عدالتی طریقہ سے حل کرنے کی بقدر استطاعت کوشش کرتا رہا ہے، اور مسئلہ الحمدللہ صحیح انداز سے چل رہا ہے، اور اچھی توقع کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ کے معاملات کے لئے بورڈ نے الگ سے کمیٹی تشکیل دیدی تھی، وہ برابر دلچسپی لیتی ہے اور اس کی ذمہ داری انجام دے رہی ہے۔

حضرات! یہ بات دوبارہ عرض کرنا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں چونکہ دینی لحاظ سے مختلف مسلک اور سیاسی لحاظ سے مختلف نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں، اور بورڈ نے چونکہ ملت اسلامیہ کے مشترکہ معاملہ یعنی شریعت اسلامی کے کے تحفظ کو اپنا موضوع بنایا ہے، اور مسلمانوں کے سارے مسالک جو توحید و رسالت اور آخرت پر ایمان رکھنے میں مشترک ہیں، اس مقصد میں شریک ہیں، لہٰذا بورڈ ان سب کا نمائندہ ہے، اور اس کو یہ سب اپنا نمائندہ سمجھتے بھی ہیں، اور یہی بات تمام مسلکوں کو بورڈ سے جوڑے ہوئے ہے۔ بورڈ دوسرے مسائل کو جن میں آپسی اختلافات ہیں اپنے دائرہ کار میں نہیں سمجھتا، ان کے لئے مسلمانوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

الگ الگ جماعتیں ہیں جو اپنے جماعتی مسائل اور اپنے اپنے مخصوص سیاسی نقطۂ نظر کے تحت کام کرتی ہیں، بورڈ ان میں خود دخل دینے کو صحیح نہیں سمجھتا، اور ان مختلف جماعتوں کے لوگوں سے بھی اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ اپنے مخصوص مسائل میں بورڈ کی طرف سے مشارکت کے طالب نہ ہوں۔

بورڈ کا اختیار کردہ یہ طریقہ ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعہ سب کو ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھا جا سکتا ہے، اور چونکہ شریعت کے تحفظ کا مسئلہ ہی پوری امت کا مشترکہ اور بنیادی مسئلہ ہے اور اس کی قوت وحفاظت کی ذمہ داری پوری امت کی ذمہ داری ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کے اقلیت میں ہونے کے باوجود ایک ایسا ادارہ بن گیا ہے جو ملت اسلامیہ کے دین وشریعت اور اتحاد واشتراک کا نہ صرف یہ کہ ذریعہ بنا، بلکہ تحفظ کے ذرائع اختیار کرنے اور ان کے حسب اقتضا تدابیر اختیار کرنے کا ذریعہ بھی بنا ہے، بورڈ کی اس اجتماعی وحدت کو کسی جزوی فائدہ یا گروہی یا شخصی مصلحت سے نقصان پہونچانے کی کوئی کوشش ہوتی ہے تو وہ ملت کے لئے ایک سانحہ بن سکتی ہے، کیونکہ وحدت آسانی سے قائم نہیں ہوا کرتی، اور قائم ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل سمجھنا چاہئے، اور اس فضل کی قدر کرنی چاہئے، اور کسی شخصی یا گروہی مصلحت سے اس فضل کو ختم نہیں کرنا چاہئے۔

اس امت کی تاریخ میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ ملت کی وحدت میں رخنہ پڑنے سے ملت کو بڑا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ ہمارا یہ ملک سیکولر ملک ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس میں دستوری لحاظ سے سب مذہبوں کو اپنی مصلحت کے مطابق کام کرنے کی اجازت ہے، حکومت کی طرف سے مذہبی معاملات میں جانب داری برتنے کی دستور اجازت نہیں دیتا، لہٰذا ہر مذہب کے افراد کو اپنے مذہب کے تحفظ کی فکر خود ہی کرنی ہے، اگر ہماری ملت کی یہ وحدت ٹوٹتی ہے تو مذہب کا مشترکہ تحفظ بھی قابل عمل نہیں رہ جاتا۔ گذشتہ دنوں میں بورڈ کے دائرہ سے باہر کے بعض حضرات نے بورڈ سے اپنی بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہوئے بورڈ سے الگ تنظیمیں بنانے کا اقدام کیا، اور ان کے اس اقدام کو خود ان مسلک میں سب کی تائید وقبولیت حاصل نہیں ہوئی، اور اس کو ایک انفرادی یا محدود گروہی اقدام قرار دیا گیا۔ لیکن چونکہ اس طرح کے اقدام بورڈ کے ارکان اور ہمدردوں کے دائرہ سے باہر کے بعض افراد کا ہے اس لئے خوشی کی بات ہے کہ اس کا اثر بورڈ پر کوئی زیادہ نہیں پڑتا، بورڈ اپنے ارکان کے ساتھ محفوظ ہے، اور سارے مسلمان مسلکوں کے نمائندے حسب سابق اس میں شریک اور معاون ہیں، اس لئے بورڈ اپنی ذمہ داریوں کو حسب سابق سکون سے انجام دے رہا ہے، اور اس کا باوقار مقام محفوظ ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس سے امت کے باہر کے لوگوں کے سامنے بورڈ کی بے داغ حیثیت کو نقصان پہونچا، کاش کہ بورڈ سے عدم اتفاق کا اظہار کرنے والے اس بات کو سمجھتے کہ امت کو اس بورڈ سے جو وقار حاصل رہا ہے، اس سے بے اطمینانی کا اظہار کر کے انہوں نے درخت کی اس شاخ کو توڑنے کی کوشش کی ہے جس پر وہ خود بیٹھے ہیں، البتہ بورڈ الحمدللہ اپنے مقام پر ہے اور اپنے مطمح نظر کے

www.abulhasanalinadwi.org

مطابق کام کر رہا ہے۔

ایک بات بہت قابل توجہ ہے، وہ یہ کہ بورڈ کے ارکان میں سے بعض کو بعض معاملات میں بورڈ کی کارکردگی سے شکایت ہوسکتی ہے، اس لئے کہ سب انسان ہیں اور اصحاب فکر ونظر ہیں، لیکن ان شکایات کو بورڈ کے اندر ہی حل کرنا چاہئے، اعلانیہ طریقہ سے بورڈ کے باہر آزاد میڈیا میں اپنی شکایت پیش کردینا ایسا عمل ہے کہ اس کے کرنے والے کو، اگر وہ بورڈ کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتا ہے، تو اس کے اس عمل سے ملت کو جو نقصان پہونچ سکتا ہے، اس کو سمجھنا اس کے لئے مشکل نہیں۔ ہم سارے ارکان سے اپیل کرتے ہیں کہ گھر کے اندرونی نظام میں کوئی شکایتی بات ہو تو اس کو باہر سڑک پر اعلان واظہار سے طے کرنا کوئی مفید بات نہیں ہوسکتی، ہمارے ارکان کو بورڈ کی اہمیت وافادیت کا الحمدللہ پورا احساس ہے، لیکن وقتاً فوقتاً بعض حضرات سے اس طرح کی بھول ہوجاتی ہے، بورڈ کے جو ذمہ دار ہیں، بورڈ کی طرف سے ترجمانی کرنا ان ہی کے دائرہ کار کی بات ہے، اس اصولی بات کا لحاظ رکھنا قرین مصلحت بھی ہے، اور افادیت کا حامل بھی۔ گذشتہ دنوں جو باتیں پیش آئیں ان میں مختلف جگہوں سے اس سلسلہ میں بے احتیاطیاں کی جانے کی طرف توجہ بھی دلائی گئی ہے۔ حضرات ارکان ومعاونین بورڈ سے اس بات کی درخواست ہے کہ میڈیا میں کچھ کہنے میں اس احتیاط کا خیال رکھیں۔

حضرات! بورڈ کے پیش نظر جو مقصد اور ذمہ داریاں ہیں، ان کے سلسلہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں یہ چند معروضات واشارے پیش خدمت کیے گئے ہیں، میری درخواست یہ ہے کہ بورڈ کے کام کے تقاضوں اور دشواریوں دونوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ سب حضرات ذمہ داران بورڈ کے ساتھ بھر پور تعاون دیں، اور بورڈ چونکہ ایک رضا کارانہ اور عوامی ہمدردی پر قائم ادارہ ہے، اس لئے وہ سب کے تعاون کا مستحق ہے، اور سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ ادارہ قائم رہے، اور کسی کو بھی گروہی یا انفرادی مصلحت سے اس کو نقصان نہ پہونچانے دیا جائے، ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا یہ اجلاس انشاء اللہ اپنے سابقہ تجربات اور ہمدردوں کے نیک مشوروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مضبوطی کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رہے گا۔ اور ﴿واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا﴾ (کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور ادھر ادھر متفرق نہ ہو) پر عمل کرتے ہوئے اس ملک کی ملت اسلامیہ اپنے عزم وحوصلہ کا اعلیٰ ثبوت دے گی۔

حضرات! ہمارا یہ اجلاس اس وقت کے لحاظ سے کچھ تاخیر سے منعقد ہورہا ہے، وقت کے لحاظ سے کیرالہ میں دسمبر میں اجلاس منعقد کرنے کی رائے ہوئی تھی، لیکن کیرالہ میں اجلاس کے لئے بورڈ کے تعارف اور اس کی اہمیت کے سلسلہ میں کام پورا نہیں ہوسکا تھا، اس لئے اجلاس کو مؤخر کیا گیا۔ اسی درمیان میں بھوپال کے ہمدردوں اور معاونین کی کی طرف سے بھوپال میں اجلاس کی دعوت ملی تو اس کو قبول کرلیا گیا کہ کیرالہ میں اجلاس منعقد کرنے کے لئے وقت درکار ہے، اس طرح بعد میں کیرالہ میں اجلاس وقت پر منعقد کیا جاسکے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہم بھوپال کے دوستوں کے جن کی نمائندگی مجلس استقبالیہ کے ذریعہ سامنے ہے، اوران کی کوششوں سے یہ اجلاس منعقد ہورہا ہے، ہم ان کے بہت بہت شکرگذار ہیں، ان میں خاص طور پر حضرت مولانا شاہ محمد سعید میاں صاحب مجددی امیر دارالعلوم تاج المساجد بھوپال، اوران کے معاونین خاص جن میں دارالعلوم تاج المساجد کے منتظمین، اہل شوری اور بھوپال کے مختلف حلقوں کی نمائندہ شخصیتیں اوراہل فکر ودانش جن میں ترجمہ والی مسجد کے سربراہ اوران کے معاونین بھی شامل ہیں، ہم بہت بہت ان کے شکرگزار ہیں اورہم امید کرتے ہیں کہ اس اجلاس سے مفیداورضرورت کے مطابق تجاویز اور فیصلے سامنے آئیں گے، اوران سے ملت اسلامیہ ہندیہ کو فائدہ پہونچے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعاء ہے کہ ان کوششوں کو جوملت کے مفاد کے لئے ہیں قبول فرمائے، اوراپنی رضا کے حصول کی سعادت عطافرمائے۔ میں اسی کے ساتھ ساتھ بورڈ کے تنظیمی ذمہ داروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی فکرمندی اورکوشش سے اجلاس کے انعقاد کی راہ بنی اوریہ اجلاس منعقد ہوا۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں کی انسانی قدریں اپنے پروردگار کی تابع

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کے صدر حضرت مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی کا وہ کلیدی خطبۂ صدارت جو انہوں نے دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کے اجلاس منعقدہ ۸ مئی ۲۰۰۵ء کو رائے بریلی میں پیش کیا تھا۔ محترم صدر جلسہ نے اپنے خطبہ میں اس شمع کی لو کو تیز تر کرنے کی طرف مومنانہ فراست وبصیرت کے ساتھ حاضرین کو متوجہ کیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوخیز نسلوں کی تعلیم کا جو نظام اس وقت ملک میں رائج ہے، اس میں اکثریتی فرقہ کے مذہبی خیالات اور اسی فرقہ کی قد آور شخصیتوں کو نمونہ کے طور پر پیش کرنے کا جو طرز اختیار کیا جارہا ہے، وہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد اور ان کی اخلاقی قدروں اور ان کی اسلامی امنگوں سے عموماً متضاد اور برخلاف ہے، اس کے اثر سے مسلمان بچے بڑے ہوکر اپنے پیشواؤں سے ناواقف رہتے ہوئے غیروں کے پیشواؤں کو اپنے لئے قابلِ تقلید نمونہ سمجھیں گے، اور عقیدہ وعبادت کے سلسلہ میں اسلامی رہنمائی کے بجائے غیر اسلامی بلکہ مشرکانہ رہنمائی میں پرورش پائیں گے، یہ ایک بڑا خطرہ ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کی انسانی قدریں اپنے پروردگار کی تابع

الحمدلله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمد واله وصحبه اجمعین.

حضرات!

رائے بریلی ضلع میں دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کی طرف سے یہ اجتماع مدت مدیدہ کے بعد منعقد ہو رہا ہے، اس کی ضرورت اور اس کے منعقد کرنے کا تقاضہ رائے بریلی کے دینی و ملی احساس رکھنے والے حضرات کی طرف سے، اور دینی تعلیمی کونسل کے ذمہ داروں کی طرف سے کچھ عرصہ سے برابر محسوس کیا جا رہا تھا، اور اس کے لئے تدابیر اختیار کرنے کی طرف توجہ بھی کی جا رہی تھی، آج

www.abulhasanalinadwi.org

اس توجہ کا نتیجہ الحمدللہ سامنے آرہا ہے۔

ہمارے اس ضلع رائے بریلی کا دینی تعلیمی تحریک کے ساتھ خصوصی ربطہ وتعلق شروع ہی سے رہا ہے، کیونکہ اس تحریک کے اولین سربراہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ یہیں کے متوطن رہے ہیں، اور اس طرح کی نسبت کی بنیاد پر اس ضلع پر اس تحریک کے تعلق سے بستی ضلع کے بعد خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بستی ضلع سے اس تحریک کا آغاز ہوا تھا، جہاں اس تحریک کے اصل روح رواں وہاں کے لائق فرزند جناب قاضی محمد عدیل عباسی صاحب تھے، جن کی نمایاں کوششوں سے اس تحریک کے قافلہ کا آغاز ہوا۔ ان کے بعد ان کے رفیقوں نے اس کے کام کو توجہ اور محنت سے آگے بڑھایا۔ جناب محمود الحسن صاحب عثمانی، جناب وکیل ظفر احمد صاحب اور جناب ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین صاحب قریشی مرحوم نے اس پر اپنی توجہات صرف کیں، اور ان سب نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں دینی تعلیمی مہم کو مدد و تقویت پہونچائی، اور الحمدللہ ان سب حضرات کی کوششوں سے اس تحریک کا قافلہ برابر رواں دواں رہا، اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

ضلع بستی اور ضلع رائے بریلی سے اس کام کو جو رہنمائی ملی اس کے لحاظ سے ان دونوں ضلعوں کو نمایاں کردار انجام دینے کی خصوصیت حاصل ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں، لیکن رائے بریلی ضلع کے کارکنان نے ادھر کچھ عرصہ سے وہ ہمت اور حوصلہ مندی ظاہر نہیں کی جس کی اس ضلع سے تعلق کے لحاظ سے ضرورت

www.abulhasanalinadwi.org

تھی، اسی لئے اس بات کا تقاضہ تھا کہ یہاں یہ کانفرنس منعقد ہو اور دینی تعلیمی کام میں تازگی پیدا کی جائے۔

حضرات! دینی تعلیمی کام کا معاملہ کوئی سرسری اور معمولی قسم کا نہیں ہے، یہ ہندوستانی مسلمانوں کا بہت اہم ترین معاملہ ہے۔ ہر جگہ کے انسان کو اپنی انسانی عزت ومقام کے تقاضے سے تعلیم وتربیت کا ذریعہ اختیار کرنا ہوتا ہے، یہ ذریعہ گھر سے شروع ہوتا ہے، پھر مکتب سے ہوتے ہوئے تعلیم وتربیت کے مقصد سے قائم کی جانے والی درسگاہوں تک پہونچتا ہے، اسی اہم ذریعہ سے انسان نے اپنے اخلاق وکردار کی تعمیر کی ہے، اور بار بار تہذیب وتمدن کا اعلیٰ معیار بنایا ہے، اور اسی ذریعہ کو اختیار کرنے میں کوتاہی کرنے سے اس کو تنزل اور پسماندگی کے سانحہ سے گذرنا پڑا ہے۔ تعلیم وتربیت انسان کی عملی واخلاقی صلاحیتوں کی تعمیر کرتی ہے، اب رہا یہ کہ وہ کس طرح کی صلاحیتوں کی تعمیر کرتی ہے؟ تو اس کا انحصار انسانی معاشرہ کے دانشوروں کے اس بات کو طے کرنے پر ہوتا ہے کہ اس ابھرتی ہوئی نسل کو سماجی اور تمدنی زندگی کے لئے کن صلاحیتوں کا حامل بنایا جائے، کوئی بھی کامیاب زندگی ان انسانی زندگی کی قدروں میں مضمر ہوتی ہے جن کو دانشور حضرات طے کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا مسئلہ اس معاملہ میں ذرا مختلف ہے، مسلمان انسانی قدروں کو اپنے پروردگار کے طے کردہ اصولوں سے اخذ کرتے ہیں، یہاں سے مسلمانوں کی انسانی قدریں عام انسانوں کی انسانی قدروں سے ممتاز اور فائق ہوجاتی ہیں۔ اور وہ انسانیت کے لئے زیادہ سودمند اور زیادہ تعمیری

www.abulhasanalinadwi.org

اور خیر پسند ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسانوں کے خالق کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں۔

اس ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اکثریت کے دانشوروں کے تجویز کردہ اصولوں اور قدروں کو ایک حد تک غلبہ اور اثر انگیزی کی حیثیت حاصل ہے، اگر اقلیت کے افراد اپنے پروردگار سے حاصل کردہ رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی اور اسکو نئی نسلوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اختیار کرنے کی فکر نہیں کرتے تو اکثریت کی اختیار کردہ اور جاری کردہ قدروں کے ذریعہ ہی مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہنوں کی تشکیل ہوگی، اور اس بناء پر مسلمانوں کی نئی نسل اپنی اعلیٰ قدروں سے محروم رہے گی، اور اس کی جو اسلامی خصوصیت ہے وہ اس کو حاصل نہ ہو سکے گی، اور وہ اپنے اسلامی تشخص کو چھوڑ کر غیروں کے رجحان اور نقطۂ نظر نیز ان کے رنگ وڈھنگ میں ضم ہو جائیگی، اور یہ ایک بہت بڑا خسارہ ہوگا، جس کا خطرہ اس ملک میں پوری طرح محسوس کیا جارہا ہے، جہاں غیروں کا مذہبی اور اخلاقی رجحان چھایا ہوا ہے، جو ان کی تعلیم گاہوں اور ان کے ثقافتی اداروں میں اچھی طرح دیکھا جاسکتا ہے۔

اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمت اور حوصلہ آج سے ۴۶ سال قبل بستی ضلع میں ایک زبردست تعلیمی کانفرنس کے دوران ظاہر کیا گیا تھا، اور اسی کی بنا پر دینی تعلیمی کونسل کے ادارہ کی تشکیل عمل میں آئی تھی، اور گھروں میں مسلمان بچوں کے عقیدے اور اخلاق کی تشکیل صحیح طور پر کرنے کی تلقین کے ساتھ ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیمی مرحلہ کے آغاز کے لئے عوامی سطح پر دینی مکاتب کے قیام کا نظام بنایا گیا، اور اس نظام کو عوامی وسائل کے ذریعہ سے طاقت پہنچائی گئی۔

اس نظام نے الحمد للہ بڑا کام انجام دیا، اور ہزاروں ہزار مکاتب یوپی صوبہ کے ضلعی اور تحصیلی بلکہ شہروں کے محلوں کی سطح پر وجود میں آگئے، اور مسلمان بچوں کو صحیح اسلامی خطوط پر ڈالنے کی کوشش کی گئی، اور یہ کام ضلعوں کی سطح پر قائم کی جانے والی انجمن تعلیمات دین کی رہنمائی میں انجام دیا گیا، جس کو دینی تعلیمی کونسل کے مرکزی ذمہ داروں نے رہنمائی دی اور کنٹرول کیا۔ اور اس طرح ۴۶ سال کے عرصہ میں ملت اسلامیہ کی ایک بیش بہا خدمت انجام پائی، اور ایک تاریخ بنی اور کام کا ایک مفید نمونہ قائم ہوا، جس کو ہندوستان کے دوسرے صوبوں نے بھی اختیار کیا۔

اس عظیم ادارہ کے اولین رہنماؤں کے اس دنیا سے رخصت ہونے پر ان کے نقش قدم پر چلنے والوں نے کام کو سنبھالا اور اس قافلہ کا سفر اس طرح جاری رہا۔ اس میں جہاں بعض ضلعوں کی کارگزاری قابل تعریف اور مفید تر رہی، وہاں بعض دیگر ضلعوں کی کارگزاری زیادہ فکر وتوجہ کی نہیں رہی، اس کی کوتاہی کے تدارک کی خاطر اس کام کے ذمہ داروں کا یہ فریضہ رہا کہ وہ کام کا جائزہ لیتے رہیں اور جہاں توجہ کی کمی محسوس ہو وہاں توجہ دہانی کی فکر کرتے رہیں، اسی کے لئے مختلف جگہوں پر دینی تعلیمی کونسل کی طرف سے کانفرنسیں منعقد کی جاتی رہی ہیں، اسی سلسلہ کی یہ کانفرنس بھی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرات! نوخیز نسلوں کی تعلیم کا جو نظام اس وقت ملک میں رائج ہے، اس میں اکثریتی فرقہ کے مذہبی خیالات اور اسی فرقہ کی قدآور شخصیتوں کو نمونہ کے طور پر پیش کرنے کا جو طرز اختیار کیا جارہا ہے وہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد اور ان کی اخلاقی قدروں اور ان کی اسلامی امنگوں سے عموماً متضاد اور برخلاف ہے، اس کے اثر سے مسلمان بچے بڑے ہو کر اپنے پیشواؤں سے ناواقف رہتے ہوئے غیروں کے پیشواؤں کو اپنے لئے قابل تقلید نمونہ سمجھیں گے، اور عقیدہ وعبادت کے سلسلہ میں اسلامی رہنمائی کے بجائے غیر اسلامی بلکہ مشرکانہ رہنمائی میں پرورش پائیں گے، یہ ایک بڑا خطرہ ہے، جو ہندوستان کی عقیدۂ توحید کی حامل اقلیت کے مذہبی رخ کو بدلنے والا ہے، اس کے مقابلہ کے لئے دینی تعلیمی کونسل نے دو پہلوؤں پر کام انجام دیئے، ایک پہلو تو یہ کہ ہندوستان کے سیکولر ملک ہونے کے حوالہ سے حکومت سے یہ مطالبہ کی تعلیم کا ذریعہ جو کہ نئی نسل کی ذہنی ومعلوماتی تشکیل کا ذریعہ ہے، چونکہ ملک کے تمام طبقوں کے لئے ہے، اس لئے اس پر کسی ایک مذہب کی چھاپ نہیں ہونی چاہئے، اور اس میں سے وہ اجزاء یا تصورات یا رجحانات ہٹادیئے جائیں کہ جن سے کسی دوسرے مذہب کی تعلیمات اور عقائد سے ٹکراؤ پیدا ہوتا ہو۔ اس کے لئے کونسل نے باقاعدہ ایک جائزہ کمیٹی بنائی، جو برابر اس نصاب کا جائزہ لیتی رہتی ہے، اور قابل اعتراض حصوں کی طرف ملک کے سیکولر دستور کا حوالہ دیکر اصلاح کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، اور الحمدللہ اس کوشش سے وقتاً فوقتاً غلط رجحان کو بدلا جاتا رہا ہے۔ اور اب کونسل نے

www.abulhasanalinadwi.org

انہی باتوں کو رائج کئے جاتے رہنے والے نصاب تعلیم کا جائزہ لیکر ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہے، تاکہ اس کے حوالہ سے بتایا جاسکے کہ ملک میں رائج نظام تعلیم میں اکثریتی فرقہ کے عقیدہ وفکر کے اثرات بعض وقت بہت غلط رخ پر لیجانے لگتے ہیں، چنانچہ بندے ماترم کی ترویج اور سرسوتی کی عقیدت کو لازم کئے جانے کا معاملہ سامنے آیا تو کونسل کے ذمہ داروں نے اس پر اعتراض کیا، اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی صدر دینی تعلیمی کونسل نے اس معاملہ کی سخت مذمت کی، اور کہا "اگر اس کو بدلا نہ گیا تو ہم بچوں کو درسگاہوں سے ہٹالیں گے"۔ چنانچہ اس کا بہت اثر پڑا، اور حکومت نے اس کا خاص نوٹس لیا، اور اس سلسلہ میں اپنے حکم کو واپس لے لیا، اور مسلمانوں کو اس سلسلہ میں کامیابی حاصل ہوئی، اور اس مثال سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھا، اور انہوں نے رائج الوقت تعلیمی نظام پر نظر رکھنے کا سلسلہ قائم رکھا جو دینی تعلیمی کونسل کے ذریعہ انجام پا رہا ہے۔

دینی تعلیمی کونسل کے کام کا دوسرا پہلو جو زیادہ بڑا اور وسیع پہلو ہے یہ ہے کہ مسلمان بچوں کے تعلیمی سلسلہ کی اولین مدت جو درجہ پانچ تک کی ہے خود دینی تعلیمی کونسل کے طے کردہ نصاب کے مطابق عوامی سطح پر قائم کئے جانے والے مکاتب کے ذریعہ انجام پائے، یہ مکاتب بہت معمولی ذرائع سے اور عوامی تعاون سے قائم کئے جاتے اور چلائے جاتے ہیں، اور ان کو محلّہ محلّہ اور گاؤں گاؤں پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے، تاکہ تعلیمی سلسلہ کی اس اولین مدت میں مسلمان بچوں کو ان کی مذہبی بنیادوں سے وابستہ کر دیا جائے، اور ان کے مذہبی عقیدہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی رجحان کو ان کی توجہ کے اولین مرحلہ میں ان کے ذہنوں میں بٹھادیا جائے، جو بعد والے مرحلوں کی تعلیم کے نظام ونصاب سے اگر ان کے دین ومذہب کو مدد نہیں ملتی تو بھی ان کے عقیدہ اور مذہب کی بنیادوں کو نقصان نہ پہونچے گا، کیونکہ ان کی جڑیں اسلامی بنیاد پر قائم ہوچکی ہوں گی۔ یہ دینی تعلیمی کونسل کا نظام ایسا کامیاب اور مسلمان نسل کی بنیادی ومذہبی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے کہ اس سے ان خطرات کا خاصی حد تک مقابلہ کیا جاسکتا ہے جن کا ملک کے اکثریتی فرقہ کے دباؤ اور اثر سے مسلمانوں کی نئی نسل کو سامنا ہے۔

دینی تعلیمی کونسل کی طرف سے منعقد کی جانے والی کانفرنسیں اسی اہم مسئلہ کی وضاحت کرنے اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دہانی کے لئے منعقد کی جاتی رہی ہیں، اور رائے بریلی کی یہ کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی تازہ کڑی ہے۔ اس کانفرنس کے ذریعہ سے اس ضلع کے اہل شعور مسلمانوں کو خطرہ کی طرف متوجہ کرنا ہے، اور اپنی نئی نسل کی تعلیم کے اس ضروری حصہ کو توجہ دینے کے لئے فعال بنانا اور کام کو وسیع پیمانہ پر انجام دینے کے لئے آمادہ کرنا ہے، اور ان کو اس سلسلہ میں کوتاہی کرنے کے جو خراب نتائج ہیں ان سے واقف کرانا ہے۔ ہم اپنے دنیاوی تقاضوں کو اپنی پسند کے مطابق پورا کرنے کی طرف تو پوری توجہ دیتے ہیں، لیکن ہماری مذہبی ضرورت کے جو تقاضے ہیں ان کو ہماری وہ توجہ حاصل نہیں ہوتی ہے جس کی ہم کو شدید ضرورت ہے۔ یہ بہت فکر کی بات ہے، مسلمان جس ضلع کا بھی ہو، جس صوبہ کا بھی ہو، اس سیکولر ملک میں جہاں وہ اقلیت میں ہے، سیکولر

www.abulhasanalinadwi.org

دستور ونظام کے تحت اپنے مذہبی تشخص کو اور اپنے مذہبی عقیدہ کی حفاظت کو حکومت کے قائم کردہ یا اکثریت کے قائم کردہ تعلیمی نظام سے پورا نہیں کرسکتا، اس کو خود اپنے ذاتی ذرائع سے پورا کرنا ہوگا، اور اس میں کوتاہی کرنے سے مذہبی تشخص اور عقیدہ کی حفاظت کی ضرورت کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس کو سمجھنا ہوگا۔

ہماری یہ زندگی تو کسی نہ کسی حال میں گذر جائے گی، لیکن آخرت میں جب ہم سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے اپنی نئی نسل کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے کیا کیا تو ہماری کوتاہی کی صورت میں اللہ رب العزت کے سامنے ہم سے کوئی جواب نہیں بن پائے گا، اس لئے اس اہم مسئلہ کی طرف ہم کو پورا پورا دھیان دینا چاہئے، ہم عملی طور پر خود بھی اس پر دھیان دیں اور دوسروں کو بھی اس مسئلہ پر دھیان دینے کی طرف متوجہ کریں، ہماری اس کانفرنس کا یہی پیغام ہے۔ امید ہے کہ کانفرنس اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگی، وندعو اللہ لنا جميعا بالتوفيق والسداد، وصلى الله على سيدنا ونبينا ورسولنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام
انسانیت کی فلاح و بہبود کا مذہب

مورخہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ر جنوری ۲۰۰۷ء کو چنئی (مدراس) میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا انیسواں اجلاس ہوا، جس میں صدر جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ نے یہ خطبہ صدارت پیش کیا۔ اور بورڈ کے طریقہ عمل اور دائرہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے اختصار کے ساتھ بورڈ کی سرگرمیوں کا ذکر کیا تھا، اس خطبہ کا آخری حصہ خواتین کے حقوق سے متعلق ہے، جو بڑا چشم کشا اور فکر انگیز ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاں تک اصلاح معاشرہ کا تعلق ہے، تو یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کام کو پورے ملک میں پھیلانے کی ضرورت ہے، لیکن چونکہ ملک بڑا ہے، اور مسلمانوں کی آبادی ملک کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے، اس وجہ سے کام کو وسیع طریقہ سے انجام دینے کے لئے بڑے عملی اور وسیع نظام کار کی ضرورت ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام
انسانیت کی فلاح و بہبود کا مذہب

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین
محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین، و بعد!

محترم حضرات!

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہندوستانی مسلمانوں کا ایک ایسا ادارہ ہے جو اس ملک میں شریعت اسلامی کی حفاظت اور مسلمانوں میں اس کے نفاذ کے کام کی انجام دہی کے لئے ملت کی مشترکہ وحدت سے وجود میں آیا۔ اس کو مسلمانوں کے سب مسلکوں اور شریعت اسلامی کے ماننے والوں کی نمائندگی حاصل ہوئی، اس طرح پر امت اسلامیہ کا شریعت اسلامی کی حفاظت و تقویت کا یہ مشترکہ و

www.abulhasanalinadwi.org

متحدہ پلیٹ فارم بنا۔ اس ادارہ کا لائحہ عمل شریعت اسلامی کی حفاظت اور اس پر عمل کرنے کے حق میں برقرار رکھنا اور اس کے سلسلہ میں جدوجہد کرنے کے لئے متحدہ طریقہ سے کام کرنا ہے۔

اس کا دائرہ کار شریعت اسلامی کے اصولی اور متفقہ معاملات پر مشتمل ہے، اصولی اور متفقہ معاملات سے ہٹ کر جن معاملات کا دائرہ کار مسلکی یا فروعی علاقائی ہے، یا ان میں امت کے ایک مسلک یا گروہ کو دوسرے مسلک یا گروہ سے صورت مسئلہ میں اختلاف ہے تو بورڈ ان کو اپنے دائرہ کار میں نہیں لیتا، وہ ان کو ان ہی مسلکوں اور گروہوں اور جماعتوں کے دائرے کے ساتھ مخصوص سمجھتا ہے، اور چونکہ ایسے دائرہ ہائے کار کے لئے مخصوص جماعتیں اور ادارے پہلے ہی سے اپنے اپنے طرز پر کام کر رہے ہیں، لہٰذا بورڈ کو ان میں دخل دینے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، اس کے لئے بورڈ ان ہی اداروں اور جماعتوں کے کام کو کافی سمجھتا ہے۔ سیاسی معاملات بھی چونکہ اختلافی اور جماعتی گروہ بندیوں کے ہیں، لہٰذا بورڈ ان میں بھی دخل نہیں دیتا، اور غیر جانبدار رہتا ہے، اور ان ہی جماعتوں کی کارکردگی کو کافی سمجھتا ہے۔

بورڈ کا یہ متحدہ پلیٹ فارم ملت اسلامیہ ہند کے لئے تقویت کا ذریعہ ہے، کسی بھی ملت کی طرف سے متحدہ طور پر جو آواز اٹھائی جاتی ہے یا عمل کیا جاتا ہے، اس کی طاقت ہی دوسری ہوتی ہے، ہم کو اپنی یہ خصوصیت حتی الوسع قائم رکھنا چاہئے، اس ملک میں اپنا وزن قائم رکھنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے، اور خاص

www.abulhasanalinadwi.org

طور پر اپنی شریعت کے تحفظ اور اپنے ملّی تشخص کی بقا کے لئے اور بھی ضروری ہے۔

شریعت کی اہمیت کو خود سمجھتے اور مانتے ہوئے ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ ہم غیروں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں کہ اسلامی شریعت آسمانی احکام پر مشتمل ہے، اس لئے لازمی ہے۔ اس میں عقائد اور عبادات کے ساتھ عائلی معاملات، جو پرسنل لا کے نام سے موسوم ہیں، ان کے علاوہ مالی ذمہ داریوں کے سلسلہ کی بھی ہدایات دی گئی ہیں۔ ان سب کو ماننا مسلمان رہنے کے لئے ضروری ہے، لہٰذا ان میں سے جو امور مسلمان کے لئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں، ان کے سلسلہ میں مسلمان کسی تبدیلی یا رکاوٹ کو قبول نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ، وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً﴾[سورة النساء: ٦٥] سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے، یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے، اور قبول کریں خوشی سے۔ اور فرمایا گیا ﴿وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [سورة المائدہ: ٤٤] ترجمہ: اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا، سو وہی لوگ ہیں کافر۔

چنانچہ مسلمان اسی لئے ان میں کسی تبدیلی یا رکاوٹ کو قبول نہیں کر سکتے،

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ان کے بنیادی مذہبی امور ہیں، اور ہندوستانی دستور میں ہر مذہب والے کو اپنے مذہبی امور پر عمل کرنے کی بھی اجازت ہے۔ ہمارا بورڈ اصلاً ان امور ہی کے تحفظ وتقویت کے لئے قائم ہوا۔ اوران کیلیے جو کرنا ضروری ہے اس کو انجام دیتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ضرورت پڑنے پر امت مسلمہ کی ملّی ضرورت کے بھی بعض اہم معاملات کی فکر کرتا ہے۔

آزادی ملک کے بعد شریعت اسلامی کے عائلی احکام کے سلسلہ میں تبدیلی وتغیر کی بات جب اٹھائی گئی تھی تو بورڈ نے اس کا مقابلہ کیا، اور اس کو اپنی کوشش میں کامیابی بھی ملی، اسی دائرہ میں اب بھی جب کوئی مسئلہ اٹھتا ہے، یا غلط رجحانات سامنے آتے ہیں تو ان کو درست کرنے اور روکنے کے سلسلہ میں بورڈ ضروری فکر وتوجہ کرتا ہے، ان میں بعض معاملات کے سلسلہ میں عدالتی سطح پر فکر کرنا ہوتی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کے کام کو پھیلانے اور اس کو مفید بنانے کے لئے ضروری تدابیرا اختیار کرتا ہے، اور مسلمانوں کے آپسی برتاؤ کے شرعی معاملات میں جو اختلافات مقدمہ بازی کی نوبت کو پہنچ رہے ہوں تو ان کے حل میں شریعت اسلامی کی پابندی کرنے کے سلسلہ میں خرابی آرہی ہو تو اس کو افہام وتفہیم کے ذریعہ روکنے کی کوشش، اور تحفظ شریعت اور اصلاح احوال کے سلسلہ کے دیگر ضروری کام بورڈ کے عملی دائرے میں آتے ہیں۔

بابری مسجد کا معاملہ بھی چل رہا ہے، جس کو اس کی کمیٹی دیکھتی ہے، گزشتہ سال قضاء وافتا کے کام کو چیلنج کرنے کا مسئلہ عدالتی سطح پر اٹھا، جس کے سلسلہ میں

www.abulhasanalinadwi.org

بورڈ نے ضروری قدم اٹھایا ہے، اسی طرح ملک کی بعض عدالتوں میں کبھی کبھی بعض فیصلے شریعت اسلامی کے احکام کے خلاف ہو جاتے ہیں، اور بورڈ کی توجہ کے طالب ہوتے ہیں۔

جہاں تک اصلاح معاشرہ کا تعلق ہے تو یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کام کو پورے ملک میں پھیلانے کی ضرورت ہے، لیکن چونکہ ملک بڑا ہے، اور مسلمانوں کی آبادی ملک کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے، اس وجہ سے کام کو وسیع طریقہ سے انجام دینے کے لئے بڑے عملہ اور وسیع نظام کار کی ضرورت ہے۔

دارالقضاء کے قیام کے سلسلہ میں بھی حسب وسعت واستطاعت کام انجام دیا جارہا ہے، متعدد نئی جگہوں پر دارالقضاء قائم کئے گئے ہیں، اور اس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

بورڈ کی تشکیل ۱۹۷۲ء میں ہوئی تھی، اور اس وقت متبنیٰ کا مسئلہ ملک میں اٹھا تھا، اور اس کو شریعت اسلامی کے برخلاف طے کئے جانے کا رجحان سامنے آیا تھا۔ اسی کے ساتھ پورے ملک کے لئے ایک ہی پرسنل لا کو لازم کردینے کی بات کی جانے لگی تھی، اس طرح مسلمانوں کا پرسنل لا جو ان کے ایمان وعقیدہ کا جزء ہے، خطرہ میں آرہا تھا۔ چنانچہ اس کو اس خطرہ سے بچانے کی ضرورت بروقت محسوس کرلی گئی تھی، جس کے لئے بورڈ کی تشکیل کی گئی تھی۔ الحمدللہ! بورڈ کے ذمہ داروں کی کوشش سے اس پر روک لگ گئی تھی لیکن اب پھر ایک عدالت میں متبنیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

کی بات اٹھائی گئی ہے، بورڈ اس کا بھی نوٹس لے رہا ہے، اور اس کی جو ذمہ داری ہے اس کو انجام دینے پر توجہ صرف کر رہا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی شریعت کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً تبصرے آتے ہیں، اور مغربی متمدن دنیا کے ملحدانہ نظریات سے متاثر تجدد پسند طبقہ کی طرف سے جس کو مغربی اہل فکر کی رہنمائی بھی ملتی رہتی ہے، وقتاً فوقتاً شریعت اسلامی میں نقص نکالنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے، مغرب کے مادی نظریہ سے مرعوب ہو کر رائے قائم کرنے والے یہ حضرات شریعت اسلامی کے انسانیت نواز نظام زندگی کا کھلے ذہن سے گہرا مطالعہ کرنے کی زحمت نہیں کرتے اور صرف عاجلانہ یا مخالفانہ ذہنیت سے اعتراض کرنے لگتے ہیں، اور بعض بعض مسلمانوں کی ذاتی سطح پر غلطی یا زیادتی کرنے کو بنیاد بنا کر اسلامی شریعت کو الزام دے دیتے ہیں، حالانکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ شریعت اسلامی کے انطباق میں کوئی مسلمان بے جا طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ اس کا ذاتی عمل ہوتا ہے، اس کا الزام اسلام کو دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کا مذہب ہے، وہ انسان کو بلند مقام دیتا ہے، اور اس کے لئے بلند اخلاق کو پسند کرتا بلکہ ضروری سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو دوسری مخلوقات سے برتر قرار دیا گیا ہے، اور اسی نقطہ نظر کے مطابق انسانی برادری کے لئے شریعت اسلامی نے باعزت اصول مقرر کئے ہیں۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے حجۃ الوداع کے

www.abulhasanalinadwi.org

خطبہ میں جو مسلمانوں کے لئے آپ کی تا قیامت جاری رہنے والی ہدایت تھی، ایک انسان کو دوسرے انسان کے مساوی قرار دیا ہے، اور ایک انسان کی دوسرے انسان پر برتری صرف نیکی کی بنیاد پر بتائی ہے۔آپ نے فرمایا: کلکم من آدم و آدم من تراب لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لابیض علی اسود و لا لاسود علی ابیض الا بالتقوی [تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر، سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری والی زندگی کے] اور انسان کے انفرادی و سماجی طور و طریق کو پاکبازی کا حامل اور شریفانہ بنانے کا حکم دیا ہے، اسلامی شریعت اس کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

اسلام نے انسانی معاشرہ کے لئے کچھ قدروں اور اصولوں کا لحاظ کرنے کی جو تعلیم دی ہے، شریعت اسلامی کی اس تعلیم کا صحیح مطالعہ نہ کرسکنے کی وجہ سے کچھ لوگ ان میں عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، اور مغربی معاشرہ کی آزادروی کو ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ وہاں کے حالات کو دیکھیں تو یہ واضح ہوجائے گا کہ مغربی ذہنیت رکھنے والا معاشرہ بہت بگاڑ تک پہنچ گیا ہے، اور اسلامی معاشرہ انسانی زندگی کی استواری اور بہتری کا حامل ہے۔

اسلام نے انسان کی بلند مقامی اس کے بلند کردار و صفات میں رکھی ہے، اور اس کے افراد کی مساویانہ حیثیت کو ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ برتاؤ میں

www.abulhasanalinadwi.org

رکھا ہے۔ اسی بنیاد پر ان دونوں صفات کو شریعت اسلامی کی ہدایات میں پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ انسان کو شریعت اسلامی نے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے، اور ہدایت دی ہے کہ اس کا کردار اور طریقہ زندگی اس کی اسی صفت کے مطابق ہونا چاہئے، اسی لئے شریعت اسلامی کی طرف سے انسان کو اس کے مقام کے مطابق رکھنے کے لئے اس پر کچھ پابندی رکھی گئی ہے، جو اس کے اخلاق و مقام کی بلندی کی حفاظت کے لحاظ سے شریعت نے ضروری قرار دی ہے، اس میں مرد کو اس کی خصوصیات کے لحاظ سے، اور عورت کو اس کی خصوصیات کے لحاظ سے رکھا گیا ہے، عورت میں جو کشش ہے، اس کو غلط اثر ڈالنے اور اس کے اظہار کو نامناسب حدود میں داخل ہونے سے روکا ہے، اس کے مقابلہ میں مغربی ذہن کے اور تجدد پسند خیالات کے لوگوں کی نظر میں عورت کی زنانہ کشش کو بے محابا اور آزاد چھوڑ دینا مناسب قرار دیا گیا، حتیٰ کہ عورت کا اپنے سر کو ڈھانپنا بھی ان کو برداشت نہیں ہوتا، وہ اس کی زنانہ کشش کو رفاہ عام کی چیز بنانا چاہتے ہیں، اور وہ جب کسی مرد کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائے تو اس کے بعد بھی اس کے لئے اس وابستگی کے اصولوں اور قدروں کی پابندی کرنا ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ اس پابندی میں عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے اسی طرز کی بنا پر ان کا مغربی ذہنیت رکھنے والا معاشرہ بہت بگاڑ تک پہنچ گیا۔

مغربی دنیا کے معاشرہ کی ابتری کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نوٹ جو بورڈ کے ایک اجتماع میں ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

صدارتی خطبہ میں آیا ہے، یہاں پر پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''سب جانتے ہیں کہ یورپ میں کیا ہوتا ہے؟ خود وہاں کی رپورٹوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کا معاشرہ انتشار وزوال کے آخری مرحلہ پر پہنچ گیا ہے، عائلی زندگی کی ابتری اور معاشرتی ربط وتعلق کی کمزوری، بے وقعتی، اور مذہب واخلاق سے اس کی آزادی اور آخری درجہ کی جنسی بے راہ روی نے پورے پورے ملک نہیں۔ بلکہ مغربی تہذیب کو اس انجام کے قریب لاکر کھڑا کردیا ہے، جو قدیم یونانی، رومی، ساسانی تہذیبوں کو پیش آیا، اور تاریخ میں صرف ان کا نام رہ گیا۔ اس انجام سے اس کو اس کی مادی اور صنعتی، علمی وتحقیقی ترقیاں جو نقطۂ عروج پر پہنچ گئی ہیں، اور جن کی اسلحہ اور سیاسی طاقت اور دنیا کے اقوام وملل پر حاکمانہ وسرپرستانہ اور ناصحانہ ومحسنانہ اثر ونفوذ بھی روک نہیں سکتا کہ جس گھر کا شیرازہ اندر سے درہم برہم ہو چکا ہو اس کو نہ کوئی جنگی طاقت بچاسکتی ہے نہ باہر کی مدد۔ بقول اقبالؔ

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح

دیکھئے گرتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

وہاں ساری عمر ناجائز طریقہ پر جنسی تعلق رکھنا جائز ہے، کوئی اس کو نہیں ٹوکتا، لیکن طلاق معیوب ہے، اور اس میں ہزاروں دقتیں ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ مغرب میں عائلی زندگی اور معاشرہ کا جو بحران (Crosis) پایا جاتا ہے، اور اس کا اعصاب واخلاق پر جو اثر ہے، اس کے لئے مغرب کے ایک دانشور کا

www.abulhasanalinadwi.org

صرف ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

''شہری خانہ بدوشوں کی ایک نسل ہے، جو خاندان کے مرکز سے بہت دور جا چکی ہے، اور جو اپنے کام میں روحانی سکون کی متلاشی ہے، جس کے ذریعہ اسے حرارت وتقویت حاصل ہوتی ہے، لیکن کام کا نگراں اگر احمق ثابت ہوا، یا مشاہرہ ناکافی ہوا، ملازمت غیر محفوظ اور غیر منفعت بخش ہوئی تو اسے قلبی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی فریب میں مبتلا تھا اس کے دل کو ایک گہری چوٹ لگتی ہے، یا شاید اس چوٹ سے اسے انکشاف ہوتا ہے کہ اس کے اندر پہلے ہی سے خلا موجود تھا اور پھر اس انکشاف کے بعد وہ پستول کا سہارا لیتا ہے، یا پھانسی کے پھندے کا، پھر نشہ آور گولیوں کا، اور صرف یہ نوٹ چھوڑ جاتا ہے کہ ''خاک شدم''۔''

یہ لوگ انسان کو اس کی معاشرتی زندگی میں کسی ایسی ہدایت کو جوان کی آزادی پر کسی طرح کی پابندی لگائے، قبول نہیں کرتے، اور اس سلسلہ میں حیاء، شرافت، اور پاکیزگی کی انسانی قدروں تک کو حائل ہونے دینا نہیں چاہتے۔ حالانکہ عورت کے معاملہ میں اسلام نے جو ہدایات دی ہیں، اور ہمدردی اور حفاظت کے جو اصول طے کیے ہیں، وہ اگر غیر جانبداری کے ساتھ دیکھا جائے تو دوسرے دستوروں میں دیئے گئے اصولوں سے بھی بہت بہتر ہیں۔ ان اصولوں میں خاندانی زندگی کو خوش گوار اور پر اطمینان بنانے کے لئے عورت ومرد کے لئے علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں رکھ کر جن میں دونوں خصوصیات اور صلاحیتوں کا لحاظ کیا

www.abulhasanalinadwi.org

گیا ہے، دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت بنا دیا گیا ہے، اور اس طرح دونوں کے درمیان تعلق و محبت بڑھانے کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، نیز اس میں عورت کی عصمت و عزت کی حفاظت اور حیا سوز طریقوں سے بچانے کے اسباب مہیا کر دیئے گئے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ ان حفاظتی طریقوں کو تجدد پسند لوگ انسان کے حق کی آزادی کے منافی سمجھتے ہیں۔

اسلام کی تعلیم کے امتیاز کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے صحیفۂ آسمانی میں طبقۂ اناث کو ازدواجی زندگی کے تعلق سے مردوں کے لئے ذریعۂ سکون اور باعث مودت و رحمت قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَ مِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا ٥ وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ٥ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ٥﴾ [سورۃ الروم۔ ۲۱] ترجمہ: اور اس کے نشانات اور تصرفات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو، اور تم میں مودت و مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں، ان کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اسلام کی تعلیمات میں مرد و عورت کے درمیان ازدواجی تعلق ہونے پر مرد کو عورت کے لئے ہمدردی و محبت کا بڑا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خیرکم خیرکم لأهله، و أنا خیرکم لأهلی (ابن

www.abulhasanalinadwi.org

ماجہ، باب حسن معاشرۃ النساء) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

سیرت اور اسوۂ نبویؐ میں اس کی مثال بھی ملتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر شفیق ورحیم نہیں دیکھا۔ (مسند امام احمد وصحیح مسلم)

عمرو بن الاحوص جشمی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا کہ آپ نے خطبہ میں حمد وثنا اور تذکیر ونصیحت کے بعد فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھو، اس لئے کہ وہ تمہاری زندگی میں تمہاری معاون اور رفیقۂ حیات ہیں، ان کا حق ہے کہ تم ان کو اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ترمذی شریف، حدیث حسن صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ایک گذارہ کی چیز ہے اور اس کی سب سے بڑی دولت نیک بیوی

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ (صحیح مسلم)

اسلامی شریعت کی خوبی کا اعتراف غیر مسلم حضرات نے بھی کیا ہے، مسز اینی بسنٹ (Mrs. Annie Besant) ہندوستان میں ایک تربیتی اصلاحی تحریک کی قائد اور جنوبی ہند کے ایک ثقافتی ادارہ (تھیاسوفیکل سوسائٹی) کی صدر رہی ہیں، انہوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا تھا، وہ اپنی کتاب ''ہندوستان کے عظیم مذاہب'' میں اسلامی معاشرہ کی خوبی بتاتے ہوئے لکھتی ہیں:

قرآن مجید کی آیت ہے ﴿وَ مَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ [سورہ نساء: ۱۲۴] ترجمہ: اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو ایسے سب لوگ جنت مین داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عام اخلاقی ہدایت میں محدود نہیں، بلکہ عورتوں کی وراثت کے لئے پورا قانون قرآن میں موجود ہے، اور وہ قانون اپنے عدل وانصاف اور آزادی کی وسعت اور کارفرمائی میں اس مسیحی اور انگریزی قانون سے کہیں زیادہ فائق ہے جس پر اب سے بیس سال پہلے تک برطانیہ میں عمل ہوتا رہا ہے، اسلام نے عورت کے لئے جو قانون بنایا ہے، وہ ایک مثالی قانون کا درجہ رکھتا ہے، اس نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور امکانی حد تک

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی مدد کا ذمہ لیا ہے، اور ان کے کسی ایسے حصہ پر جو وہ اپنے اعزہ، بھائیوں اور شوہروں سے پائیں، دست درازی کا سد باب کر دیا ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھتی ہیں:

''یک زوجگی اور تعدد ازدواج کے الفاظ نے لوگوں کو مسحور کر دیا ہے، اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت پر نظر ڈالنا نہیں چاہتے جسے اس کے اولین محافظ سڑکوں پر صرف اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ اس سے ان کا دل بھر جاتا ہے، اور ان کی کوئی مدد نہیں کرتا۔''

اسلام انسانی زندگی کو ایک غیرت منداور پاکیزہ فطرت کا حسین مرقع بنانا چاہتا ہے، اس سلسلہ میں اس کی طرف سے جو ہدایات ہیں، اسلامی معاشرہ کے افراد پر ان کی پابندی کرنا ضروری ہے، اور اس ملک میں اس کی پوری گنجائش بھی ہے۔

بہر حال ہم کو اپنی اسلامی شریعت کے تحفظ کے لئے کوشش کا پورا حق ہے، اور ہندوستانی دستور ملک کے ہر فرقہ وطبقہ کو اپنے فرقہ وطبقہ کے ضوابط پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے، لہٰذا جب بھی ہماری شریعت میں کسی ترمیم یا تغیر کی آواز اٹھائی جاتی ہے، تو ہم اس کا دستوری اور جمہوری طریقوں سے تدارک کرتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہی مقصد اور کام ہے، جس کی طرف اس کو توجہ دینا ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ تمام مسلمانوں کو بھی جو شریعت اسلامی کو اپنے پروردگار کے احکامات مانتے ہوئے اس پر ایمان رکھتے ہیں، ہم اس بات

www.abulhasanalinadwi.org

کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا کردار بھی عملی طور پر شریعت کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہئے، یہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے، اور اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوگا کہ ہم اپنی شریعت کے احکام کو لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں، اور دوسری طرف ان احکام سے ہمارے معاشرہ میں جو درستگی اور خوبی پیدا ہوگی وہ ہماری امت کے افراد کا اچھا عملی نمونہ ہوگا جو ہمارے دین کی خوبی کو واضح کرے گا۔

اسی کے ساتھ ساتھ اسلامی شریعت کی خوبی سے جو لوگ ناواقف ہیں، ان کو اسلامی شریعت کی خوبی سے آگاہ کرنے کا بھی ہمارے یہاں کوئی نظم ہونا چاہئے، ایسا کرنے سے ہماری دشواریوں میں کمی آئے گی، اور ہم کو اچھے تائید کرنے والے حاصل ہوں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ شریعت اسلامی کی خدمت کے لئے ہمارا یہ اتحاد اپنے فرائض پورے اخلاص کے ساتھ انجام دیتا رہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ اور ہم سب کو امت مسلمہ کی بنیادی خصوصیت یعنی شریعت اسلامی کی پیروی کے سلسلہ میں ہم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے، پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نئی نسل کے دل ودماغ میں
اسلامی عقائد راسخ کیے جائیں!

مورخہ ۲۳؍نومبر ۲۰۰۸ء کو دینی تعلیمی کانفرنس خلیل آباد (بستی) کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے، صدر جلسہ استاذ گرامی حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب ندوی دام مجدہٗ نے یہ خطبہ پیش کیا تھا، جو بصیرت افروز بھی ہے اور فکر انگیز بھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کونسل کے مکتبوں کے ابتدائی پانچ درجات
میں اسلامی عقائد اور بنیادی مسائل جو طالب
علم کو پڑھائے جاتے ہیں وہ اس کے ذہن و
دماغ کو آگے کی تعلیم میں صحیح لائن پر قائم رکھنے
میں معاون بنتے ہیں اور اس طرح اس کے
دین اور عقیدہ کی حفاظت کا انتظام ہو جاتا ہے
جو بعد کی عام تعلیم کے دوران قائم رہتا
ہے۔اس مقصد کو اچھی طرح پورا کرنے کے
لئے کونسل نے اپنے اس اچھے نقطہ نظر کے
مطابق نصاب کی کتابیں بھی مرتب کرائی ہیں،
ان میں عصر حاضر کی تعلیمی ضرورت کا بھی لحاظ
رکھا ہے اور اس کے ساتھ مناسب طریقہ سے
اسلامی عقیدہ وعمل کی تلقین کا بھی انتظام ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نئی نسل کے دل و دماغ میں اسلامی عقائد راسخ کئے جائیں!

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و بعد!

حضرات!

ہم آپ سب کو دینی تعلیمی کونسل کی اس کانفرنس میں خوش آمدید کہتے ہیں، مسلمانوں کا یہ اہم ملّی و تعلیمی ادارہ ہے، اس کی تشکیل آج سے تقریباً نصف صدی قبل آپ کے اسی خطہ میں انجام پائی تھی، اس کی تشکیل کا وقت وہ وقت تھا جب کہ ہندوستان کو آزادی ملنے پر مسلمانوں کو اقلیت میں ہونے کے باعث سخت حالات کا سامنا تھا، یہ حالات مسلمانوں کے مذہبی عقیدہ اور ان کے اسلامی

www.abulhasanalinadwi.org

تشخص کے لئے ایک طرح سے چیلنج بننے لگے تھے، اس صورت حال کے پیش نظر امت کے غیرت مند اور اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا مخلصانہ جذبہ رکھنے والے اہم افراد اکٹھا ہوکر اس عزم پر متفق ہوئے کہ مسلمانوں کی نئی نسل کو جو اس نئے آزاد ہونے والے ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، ملک کی عام فضا جو اسلامی فکر وعقیدہ کے موافق نہیں ہے، اس سے بچانے کے لئے اس کے ابتدائی مرحلہ ہی میں ضروری قدم اٹھانا ہے اور کوئی بہتر نظام طے کرنا ہے، کیوں کہ نئی نسل کسی بھی قوم کی ہو، کسی بھی ملک کی ہو، اپنے ماں باپ کے ماحول سے نکل کر جب دوسروں سے سیکھنے اور اثر لینے کے مرحلہ میں داخل ہوتی ہے تو اپنے اخلاق وکردار اور عقائد وافکار پر ان کا پورا اثر قبول کرتی ہے، اور اس طرح وہ اپنے مذہب وثقافت کے لحاظ سے دیگر مذہب وثقافت والوں سے مختلف ہونے کی وجہ سے ورثہ میں حاصل کردہ اخلاق وکردار سے محروم ہوجاتی ہے، ان منفی اثرات سے بچانے کے لئے اگر ابتداء ہی میں ضروری تدابیر اختیار نہیں کی جاتیں تو یہ نسل بڑی ہوکر اپنی ملت وقوم کے طور طریق پر چلنے والی نہیں ہوتی، اور اس کا فکر وخیال غیروں سے ماخوذ ہوتا ہے۔

لہٰذا ملت کے دانشوروں کا یہ فریضہ ہوتا ہے کہ نئی نسل کی ابتدائی تعلیم ہی میں ان باتوں کو بچوں کے ذہن میں پیوست کرنے کا نظام بنائیں کہ جن سے ان کے ملی اور ایمانی تشخص کی بنیاد مضبوط پڑ جائے، اسی ضرورت کی اہمیت کو سامنے رکھ کر دینی تعلیمی کونسل کی تشکیل عمل میں لائی گئی تھی اور کونسل نے اپنے فریضہ کو

www.abulhasanalinadwi.org

انجام دینے کی فکر کی اور اپنے گزشتہ نصف صدی کے دور میں مسلمان بچوں کی ابتدائی تعلیم کے ایسے مکاتب قائم کئے جن میں شہری زندگی کے مضامین کے ساتھ دینی واسلامی عقائد اور دین کی بنیادی باتیں بچوں کے ذہنوں میں اتاردی جائیں اور اس کا نظام ایسا بنایا جو ایک طرف اقتصادی لحاظ سے خود کفیل تھا اور دوسری طرف ملک کے سیکولر نظام کے تعلیمی ڈھانچہ سے دستوری لحاظ سے متصادم بھی نہ تھا اور یہ اس لئے کہ دستور ہند کے دائرہ میں رہنے کی پابندی کی بنیاد پر اس کو اکثریت یا حکومت کی طرف سے رکاوٹ پیش نہ آئے اور تیسری بات یہ بھی پیش نظر رکھی گئی کہ کونسل کو اس بات کا بھی جائزہ لیتے رہنا ہے کہ ملک کے سیکولر دستور کے دائرہ میں رہتے ہوئے حکومت وقت کو بھی اس بات کی پابندی رکھنا ہے کہ وہ ملک کے شہریوں کے لئے ایسا نصاب تعلیم اختیار نہ کرے جس میں اکثریت کو اکثریت کا مقام حاصل ہونے کی بنا پر اس کے مذہب کے عقائد و رسوم کی پابندی عائد کی جائے۔ لہٰذا دینی تعلیمی کونسل کے ذمہ داروں نے اس بات کو بھی اپنے پروگرام میں رکھا کہ حکومت کے اسکولوں میں جاری کردہ نصاب تعلیم میں مذہبی عقائد کی کوئی ایسی بات نہ آئے جس سے ایک مذہب کی رعایت میں دوسرے مذہب کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

حضرات!

ان دو پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کونسل نے کام شروع کیا، جس کے آغاز کا سہرا اسی خطہ کے اسلامی غیرت کے حامل قاضی عدیل عباسی صاحب رحمۃ

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ علیہ کے سر ہے، کہ انہوں نے اس کام کی ضرورت کو بڑے ملی جذبہ کے ساتھ پورا کرنے کا اپنا مقصد بنایا اور کانفرنس کے انعقاد کی دعوت دی اور پھر اس ضرورت کا احساس رکھنے والے قائدین ملت کے ساتھ مل کر کونسل کی تشکیل کی، ان کو ملت کے غیرت مند عالم دین اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے پوری حمایت حاصل ہوئی اور کونسل کے اجتماع نے ان کو کونسل کا صدر اور قاضی صاحب کو کونسل کا سکریٹری منتخب کیا اور ان دونوں نے تاحیات ملت کے اس ضروری کام کو انجام دینے میں پوری توجہ کا ثبوت دیا اور ان کو متعدد ایسے رفقائے کار بھی مل گئے، جنہوں نے اپنے کو اس کام میں بڑی تندہی سے لگایا، جن میں قاضی صاحب کے عزیز و قریب مولانا محمود الحسن، وکیل ظفر احمد صدیقی اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحبان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان لوگوں کی کوششوں سے پورے صوبہ میں ہزاروں ایسے مکتب قائم ہوئے جن کو مقامی تعاون ہی سے چلایا جاتا تھا اور مقامی تعاون کی شکل مقرر کی گئی کہ محلہ کے ہر مسلمان گھر میں کھانا پکانے کے لئے آٹا نکالتے وقت ایک چٹکی آٹا اس تعلیمی کام کے لئے الگ کر دیا جاتا تھا، جو سب اکٹھا ہو کر فروخت ہوتا تھا اور اس کی قیمت سے یہ مکتب چلائے جاتے تھے، اور مکتب کو درجہ پانچ تک رکھا گیا اور اس میں ایسا نصاب جاری کیا گیا جو عصری اور دینی مضامین پر مشتمل ہو اور اس میں ایک طرف زندگی کے ضروری بنیادی مضامین بھی پڑھائے جائیں، اس مرحلہ سے گذر کر طالب علم حکومت کے اسکولوں کے چھٹے کلاس میں داخل ہو کر

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھ سکتا ہے اور اس طرح بغیر کسی بڑے تغیر کے مناسب انداز میں دینی تعلیمی کونسل کا کام انجام پاتا ہے۔

کونسل کے مکتبوں کے ابتدائی پانچ درجات میں اسلامی عقائد اور بنیادی مسائل جو طالب علم کو پڑھائے جاتے ہیں وہ اس کے ذہن ودماغ کو آگے کی تعلیم میں صحیح لائن پر قائم رکھنے میں معاون بنتے ہیں اور اس طرح اس کے دین اور عقیدہ کی حفاظت کا انتظام ہوجاتا ہے جو بعد کی عام تعلیم کے دوران قائم رہتا ہے۔

اس مقصد کو اچھی طرح پورا کرنے کے لئے کونسل نے اپنے اس اچھے نقطہ نظر کے مطابق نصاب کی کتابیں بھی مرتب کرائی ہیں، ان میں عصر حاضر کی تعلیمی ضرورت کا بھی لحاظ رکھا ہے اور اس کے ساتھ مناسب طریقہ سے اسلامی عقیدہ وعمل کی تلقین کا بھی انتظام ہے۔

حضرات!

کونسل کا یہ کام غیر معمولی اہمیت کا حامل رہا ہے اور اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے ضرورت اس بات کی تھی کہ پورے صوبہ بلکہ پورے ملک میں جہاں جہاں مسلمانوں کی بستیاں ہیں اس کو پھیلا دیا جائے اور مسلمانوں کی کوئی بستی یا آبادی اس سے خالی نہ رہے، اس لئے کہ جہاں ایسا انتظام نہ کیا جاسکے گا تو وہاں شروع ہی سے مسلمان بچے مروجہ اسکولوں میں ایسا نصاب تعلیم پڑھنے پر مجبور ہوں گے جس میں ان کے دین وعقیدہ کا تو کوئی اشارہ نہ ہوگا، بلکہ ایسے مضامین

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں گے جن میں اسلام سے مختلف یا مخالف طریقہ سے ذہن سازی کی گئی ہوگی، تو یہ بچے بڑے ہو کر مروجہ تعلیمی نظام میں اپنے دین کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ہو کر تعلیم یافتہ بنیں گے اور یہ صورت اگر عمومی طور پر پیش آئے گی تو امت ایک دو نسلوں کے بعد صرف لفظ مسلمان سے واقف ہوگی لیکن اس کی خصوصیات اور اس کی ضروری تعلیمات سے بھی ناواقف ہوگی، اور اس طرح پورے علاقے کے علاقے اسلام سے خالی ہونے کے خطرہ میں پڑ جائیں گے اور ایسا دنیا کے کئی ملکوں میں پیش آیا ہے، اور یہ بات کسی بھی مسلمان کے لئے اگر اس میں ذرا بھی دینی غیرت ہے تو قابل برداشت نہیں ہو سکتی۔

حضرات!

میں اپنے ایک سابقہ خطبہ کے چند اقتباسات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس میں میں نے عرض کیا تھا کہ:

''اس وقت ہم جب ملت کی باعزت اور قدروں کی حامل زندگی کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں اور ہماری دینی تعلیمی کونسل اپنے تجربات اور مشاہدات پر غور کرتی ہے تو ہمارے شعور میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے کیوں کہ اس ملک کے مسلمانوں کے اپنے ملّی تشخص کی بقا کے حالات میں بڑی سنگینی نظر آتی ہے، اسی کے ساتھ مسلمانوں کے ملّی شعور میں خاصی کمی نظر آتی ہے، دینی تعلیمی کونسل کوئی حکومتی ادارہ نہیں، وہ ایک عوامی ادارہ ہے، اگر عوام کی طرف سے اس کی پوری ہمت افزائی نہیں ہوتی اور اس کو جس طاقت کی ضرورت ہے اس کو وہ طاقت اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

ملت سے پوری پوری حاصل نہیں ہوتی تو وہ جو بھی پروگرام بنائے اور جو بھی نظام طے کرے وہ ملت کی ضرورت کو زیادہ پورا نہیں کرسکتا اور جب کہ اس ملک میں فرقہ وارانہ منفی ذہنیت کی وجہ سے بڑے نقصانات سامنے آرہے ہیں اور ملت کی زندگی کی اعلیٰ قدروں میں تبدیلی پیدا کئے جانے کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں، ایسی صورت میں اس کام کی اہمیت بہت زیادہ سامنے آرہی ہے اور اس کو عوام میں تقویت ملنے میں کمی پائے جانے سے افسوس ہوتا ہے، اور مستقبل کے خطرات کا احساس بڑھ جاتا ہے۔

گزشتہ زمانہ میں جب اس ملک میں مسلمانوں کا وقار اور عزت صحیح مقام پر تھی اور ان میں اپنی ملّی قدروں کا احساس بھی عام تھا تو مسلمانوں کی آغاز عمر کی نسل کا نشوونما ان کے بڑوں کی توجہ کے ساتھ ہوتا تھا اور وہ مناسب تربیت پاتی تھی اور وہ یہاں پھیلے ہوئے عقیدۂ شرک سے اجتناب کے ساتھ اور خدائے واحد کی عظمت اور اس کی صحیح تابعداری کے احساس کے ساتھ اور امت مسلمہ کے صحیح عقائد ورجحانات ومبادی سے واقفیت اور ان پر یقین کے ساتھ پروان چڑھتی تھی، گھروں میں اور گھروں سے باہر مسجدوں میں اس نئی نسل کو آغاز عمر ہی سے صحیح ذہنی غذا ملنی شروع ہوجاتی تھی جس کے انجام دینے والے گھر کے بزرگ اور بوڑھے افراد ہوتے تھے، اس کے ساتھ مسجدوں کے امام ومؤذن حضرات سے مدد لی جاتی تھی، یہ سلسلہ جدید ہندوستان میں اب موقوف ہوچکا ہے اور اس کا کوئی متبادل سلسلہ باقاعدہ قائم نہیں، اب صرف نئی نسل کے وہی بچے ان خطرات

www.abulhasanalinadwi.org

سے محفوظ ہو پا رہے ہیں جو علوم دینیہ کے مدارس میں بھیجے جاتے ہیں، لیکن ان کی تعداد سو میں تین چار سے زیادہ نہیں، کیوں کہ گھروں میں وہ سابق نظام باقی نہیں رہا، اور اس کے بجائے بازاروں کی اشتہاری دنیا اور روزانہ اخبارات کی طرف سے غیر محتاط رخ دینے اور پھر ٹی وی کے پروگرام جن سے ہمہ دم سابقہ پڑتا ہے، وہ نئی نسل کو کس خطرناک تغیر کے ساتھ لے جا رہے ہیں اس کا اندازہ سب کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں اگر ہم ان حالات کو بدل نہیں سکتے کیوں کہ یہ ملک کی قومی زندگی میں اس طرح سرایت کر گئے ہیں جس طرح پانی میں کسی رنگ کی آمیزش سے رنگ سرایت کر جاتا ہے، تو کم از کم ہم اس کا کچھ بدرقہ اختیار کر سکتے ہیں اور وہ بدرقہ ہمارے یہ ابتدائی تعلیم کے اسلامی پرائمری مدارس ہیں جو دینی تعلیمی کونسل اور اسی جیسے عوامی اداروں کی سربراہی میں عوامی وسائل سے چلائے جاتے ہیں، ان میں قومی اسکولوں میں دی جانے والی ذہنی تشکیل کی غذا سے جو ایک مسلمان کو اپنی ملّی اور دینی قدروں سے ہٹانے والی ہے، سابقہ پڑنے سے پہلے ہی مسلمان بچوں کو اپنے خدائے واحد اور رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف کرایا جاتا ہے، اور ان سے ان کا مذہبی اور عقائدی رشتہ قائم کیا جاتا ہے، کہ وہ اپنے عقائد کو غیروں کے عقائد کے سامنے تحلیل ہونے سے بچا سکیں۔

حضرات!

مسلمانوں کے لئے مذہب کے سلسلہ میں یہ جاننا اور ماننا ضروری ہے کہ ان کا مذہب توحید کا مذہب ہے جس میں خدا کو ایک ماننا، اور تنہا اسی کی بندگی کرنا

www.abulhasanalinadwi.org

ضروری ہے وہ شرک کی کسی قسم وشکل کو قبول نہیں کرتا، نیز یہ کہ مذہب اسلام بالکل کامل ومکمل مذہب ہے، زندگی کے تمام معاملات میں وہ خیر خواہانہ رہنمائی کرتا ہے، اس کے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی تعلیمات کے لئے بھیجے گئے، ان کی تابعداری اور ان کے احکام پر عمل ضروری قرار دیا گیا، اسلام میں یہ جاننا اور ماننا بھی ضروری قرار دیا گیا کہ انسانوں کی موجودہ زندگی کے بعد دوسری زندگی بھی ہوگی، جس کو آخرت کہتے ہیں جہاں ہماری اس دنیا کی زندگی میں کئے گئے ہمارے اچھے اور برے کاموں کا بدلہ ملے گا، اسلام کوئی زبردستی کا مذہب نہیں ہے، وہ کسی پر زبردستی کرکے اپنے کو ماننے پر مجبور کرنے کو نہیں کہتا، وہ اچھی باتوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور سب انسانوں کے ساتھ خواہ گورے ہوں یا کالے، امیر ہوں یا غریب، سب کے ساتھ برابری کا معاملہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

اسلام نے ہم کو جو تعلیمات دی ہیں ان کا جاننا اور ماننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، چنانچہ ہم کو اس ملک میں جہاں طرح طرح کے عقیدے اور مذاہب ہیں، اپنی نئی نسل کے ذہنوں کو ان کی عمر کے آغاز ہی میں اسلام کے صحیح عقیدہ وعمل سے واقف کرادینا ضروری ہے، تاکہ وہ اپنے صحیح راستہ سے بھٹکنے سے محفوظ رہیں، ہماری دینی تعلیمی کونسل کی ساری جدوجہد یہی ہے اور اس کے لئے یہ کونسل لوگوں کو متوجہ کرتی ہے اور اپنے وسائل سے پرائمری تعلیم کے کلاس پانچ تک کے وقت میں اپنے نظام کو قائم کرتی ہے تاکہ جب بچہ کلاس چھ میں تعلیم کے

www.abulhasanalinadwi.org

قومی نظام میں شامل ہوتو اس کے عقائد اور دینی بنیاد صحیح قائم ہوسکے اور وہ اپنے کو مسلمان ملت کا فرزند سمجھے اور اپنی بنیادی قدروں سے آشنا ہو، اس میں اس کو دھوکہ کھانے سے اور غیروں کے مخالفانہ اثرات سے محفوظ رہنے کا راستہ مل جائے گا۔

حضرات!

کونسل کے مذکورہ بالا مقصد کے حصول کے لئے جتنی توجہ کی ضرورت ہے وہ شروع میں بڑی حد تک حاصل کرتی رہی، لیکن بڑی شخصیتوں کے گذر جانے پر کارگذاروں کی کمی نیز اس کے لئے مطلوبہ مصارف کی کمی نے کام کی مقدار اور رفتار کو کم کردیا، لیکن اس عظیم کام کی اہمیت ذرا بھی کم نہیں ہوتی، اس کے لئے کونسل وقتاً فوقتاً غیرت مند مسلمانوں کو اس سلسلہ میں بیدار کرنے اور توجہ دلانے کے لئے مختلف جگہوں پر کانفرنس منعقد کرتی رہی ہے، اور اس سے کم سے کم اس خطہ میں جہاں کانفرنس منعقد ہوتی ہے وہاں دینی تعلیمی کونسل کی ضرورت کو سمجھا اور محسوس کیا گیا، لیکن عملی لحاظ سے کارگزاروں کی کمی کا سلسلہ باقی رہا، کونسل کے موجودہ جنرل سکریٹری ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی صاحب فکر مند رہے اور اپنے اہل تعلق اور ہم خیال احباب سے مشورہ بھی کرتے رہے، اس مشورہ کے نتیجہ میں یہ کانفرنس منعقد ہورہی ہے، اس کے انعقاد میں علاقہ بستی کے اضلاع کے لوگوں کا تقاضا اور فکرمندی اور تعاون کی پیشکش محرک ہے، جو بڑی فال نیک ہے کیوں کہ اسی علاقہ میں اس کام کا آغاز ہوا تھا، کیا عجب ہے کہ اس کانفرنس سے اس تحریک

www.abulhasanalinadwi.org

میں ایک نئے دور کا آغاز ہو جس کے نتیجہ اثر سے مسلمان نئی نسل کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہمہ جہت کوشش میں اضافہ ہو اور اس ملک میں جہاں کی اکثریت توحید کے برخلاف عقیدہ وعمل کی قائل ہے، اس کے منفی اثرات اور اسلامی عقیدہ کے مخالف رجحانات کے دباؤ سے اسلامی عقیدہ وعمل سے محروم کرائے جانے کی صورت پیدا نہ ہو، اس کی فکر کرنا ہر غیرت مند مسلمان کی ذمہ داری ہے اور کام کو اگر بقدر ضرورت بھی نہیں کیا گیا تو رب العالمین کے یہاں اس پر سخت سوال ہوگا جہاں جواب دینا مشکل ہوگا۔

حضرات!

ہم اس علاقہ کے حساس مسلمانوں کو توجہ دلانا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، کہ آپ کے علاقہ کے عظیم فرزند اور ان کے اعزہ ورفقاء نے یہاں سے آواز بلند کی تھی اور ان کے آواز بلند کرنے سے پورے علاقہ پر اس بات کی ذمہ داری کا بوجھ اسی وقت پڑ گیا تھا جس کو انہوں نے اٹھایا اور جب کہ اس کام کے رفقاء میں کمی آگئی ہے اس میں تیزی پیدا کرنے کی ذمہ داری آپ پر زیادہ عائد ہوتی ہے، آپ سے امید ہے کہ اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس ایک کانفرنس کا انعقاد کر کے مطمئن نہ ہو جائیں، بلکہ اس کی فکر بڑھانا چاہئے کہ یہ کام زیادہ ہمت اور توجہ سے انجام دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ علاقوں میں مکاتب قائم ہوں اور ان کے ذریعہ نئی نسل کے دل ودماغ میں اسلام کے بنیادی عقائد ومسائل راسخ کر دیئے جائیں تا کہ اس کے ذریعہ کم سے کم ان کا اسلامی ذہنی تشخص محفوظ رہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور وہ اپنے اس قیمتی تشخص سے محروم نہ ہو جائیں، سب کو اس کی فکر کی ضرورت ہے کہ ہم اس ملک میں اپنے ایمان و اسلام کی سلامتی کے ساتھ زندگی گذاریں اور ہمارا یہ عقیدہ اور یہ اسلامی تشخص ہم سے چھینا نہ جاسکے۔ اس کے لئے اس کام سے دلچسپی بڑھانے کی اور کام کے سنبھالنے کے لئے سامنے آنے کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ یہ کانفرنس بہت اچھے نتائج پیدا کرے گی، اور اس سے کام کے بڑھانے اور اس کو تقویت پہنچانے کا نیا دور شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کام کے کرنے والوں کی محنت کو قبول فرمائے اور ان کی ہمت میں اضافہ فرمائے، اسی کی توفیق سے سارے کام انجام پاتے ہیں اور اسی کے بھروسہ پر کام کرنے والوں میں حوصلہ پیدا ہوتا ہے، اسی سے دعا ہے کہ ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو مفید و کارآمد بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆———☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا امتحان گاہ ہے

مورخہ ۳۰؍نومبر ۲۰۰۸ء کو صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ کی یہ بصیرت افروز تقریر مولانا جمال احمد صاحب ندوی کے بڑے بھائی الحاج انیس احمد صاحب علیگ کی اچانک وفات پر ان کی تعزیت کے سلسلے میں مولانا موصوف کے مکان ہی پر ایک وسیع ہال میں ہوئی ـــــــ اس جلسہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے متعدد اساتذہ اور کارکنان حضرات بھی شریک تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا آزمائش کے لئے بنائی ہے، یوں ہی نہیں پیدا کی ہے، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے تم سمجھتے ہو کہ ہم نے بیکار پیدا کیا ہے، بیکار نہیں پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور اس پر انسانوں کو بسایا اور ان کو سہولتیں اور سارے وسائل دیئے تاکہ دیکھے کہ وہ ان وسائل کو کیسے استعمال کرتے ہیں، اپنے رب کی نافرمانی میں یا فرمانبرداری میں، دنیا بنائی ہے جانچنے کے لئے، امتحان کے لئے، اس میں بیماریاں بھی ہوں گی موتیں بھی آئیں گی، یہ سب چیزیں آزمائش کے طور پر ہیں۔

﴿اسی تقریر سے﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا امتحان گاہ ہے

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

بزرگو اور دوستو! یہاں آکر مجھے یہ مسرت حاصل ہوئی کہ آج اتنے بڑے مجمع میں جہاں منتخب حضرات ہیں، ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا، اور مولانا محمد مبین صاحب ندوی نے جو فرمایا وہ بھی سننے کا موقع ملا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امت دعوت بنایا ہے، اور امت دعوت کے ساتھ خیر امت بھی بنایا ہے، یعنی سب سے بہتر امت یہی ہے، امتیں بہت آئیں، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک امتیں بہت آئیں، لیکن ان ساری امتوں میں سب سے بہتر اور مکمل امت اللہ تعالیٰ نے اس

www.abulhasanalinadwi.org

امت کو بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسا قبول فرمایا کہ ان کو اس پوری امت کا سردار بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا کہ ان کے راستہ پر چلو، "وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً وَّ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پوری امت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر چلے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کیا تھا، جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل اللہ کا خطاب دیا۔ "وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً" اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا، یہ فضیلت کسی انسان کو حاصل نہیں، اور ان کے علاوہ ملائکہ کو بھی شاید حاصل نہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت کیوں دی، کوئی رشتہ نہیں تھا، وہ انسان تھے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھے، اللہ تعالیٰ سے کوئی برابری ہو ہی نہیں سکتی تھی پھر یہ مرتبہ کیوں دیا؟ ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہے، جو قربانیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیں، وہ انسان کے لئے آخری درجہ کی قربانیاں ہو سکتی ہیں، اس سے زیادہ قربانی کوئی انسان نہیں دے سکتا، انہوں نے تین قربانیاں دیں، ہر قربانی آخری درجہ کی قربانی تھی، ایک تو اپنا وطن، اپنے خاندان کو چھوڑا، جہاں وہ خوشحالی کی زندگی گذار رہے تھے، اور ایک بڑی شخصیت کے بیٹے تھے، بڑی عزت تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کو مان کر، اس کو رب واحد مان کر، انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایمان کو بچا کر رہ نہیں سکتے تو ساری چیزوں کو قربان کیا اور چلے گئے، اس کے بعد انہوں نے قربانی دی کہ اپنی بیوی کو، اپنے شیر خوار بچے کو لے جا کر ایسے صحرا میں

www.abulhasanalinadwi.org

چھوڑا ہے جہاں نہ پانی تھا، نہ کھانا، جو کچھ توشہ لے گئے ہوں گے وہ توشہ کتنے روز چل سکتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم تھا، اس لئے انہوں نے اپنے بچے اور اپنی بیوی کی قربانی دی اور ایسی جگہ چھوڑ آئے جہاں نہ کھانے اور نہ پانی کا انتظام تھا، جتنا لے گئے تھے وہ دو چار روز چلا ہوگا، چنانچہ یہی ہوا اور جب پانی ختم ہوگیا تو بچہ پیاس کے مارے تڑپ رہا ہے، ماں بے چین ادھر ادھر ماری ماری پھر رہی ہے، کبھی اس ٹیلے پر چڑھتی ہے کبھی اس ٹیلے پر، اور دور دور تک نظر ڈالتی ہے کہ کہیں کوئی ایسے آثار ہوں جہاں سے پانی مل سکے، اور بچے کی جان بچائی جاسکے، سات مرتبہ وہ پہاڑیوں پر چڑھیں، اتریں، اور مایوسی کی کیفیت تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا نہیں جانتے تھے، پانی ختم ہوجائے گا تو کیا حال بنے گا؟ لیکن انہوں نے اپنے کو اللہ کے سپرد کردیا تھا، جس کو اسلام کہتے ہیں۔

اسلام کے معنی ہی ہیں سپرد کرنے کے، جو اللہ کہے ہمیں کرنا ہے، کچھ سوچنا نہیں ہے، یہ قربانی اللہ کو ان سے لینی تھی، لیکن قربانی کے نتیجے میں ان کو بچانا تھا جو ان کو بعد میں معلوم ہوتا رہا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا، زمزم پیدا کردیا، پھر کچھ لوگ پانی کی تلاش میں آگئے، انہوں نے دیکھا کہ زمزم ہے، یہاں آکر ٹھہر گئے، اس طریقے سے وہ لوگ سلامت رہے، بیٹا بڑا ہوا، دوڑ بھاگ کرنے لگا اور ماں باپ کی خدمت میں نہایت سعادت مندی کا ثبوت دینا شروع کردیا تو ماں باپ کو دیکھ کر خوشی ہوتی تھی، حکم آیا، بیٹے کو ذبح کردو، کس بیٹے کو جو سعادت مند بیٹا بن گیا ہے، ماں باپ کی خدمت کررہا ہے، ہر طرح سے ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

لئے سہارا بنا ہوا ہے، چونکہ انہوں نے اپنے کو اللہ کے سپرد کردیا تھا اس لئے وہ اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور انہوں نے گردن پر چھری تک پھیر دی، لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ یہ تین قربانیاں اللہ نے ان سے لیں اور پھر ان کو نہال کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام بنادیا قیامت تک کے لئے، اور اس امت کے بھی امام ہوگئے، انہوں نے اپنے اس طریقے کو اسلام قرار دیا۔ "وَسَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ...... الخ" انہوں نے تمہارا نام مسلمین رکھا یعنی اپنے کو اللہ کے سپرد کردینے والے، اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی جانوں کو ان کے مالوں کو خرید لیا ہے اور اس کا معاوضہ جنت رکھا ہے، آخرت میں معاوضہ اللہ دے گا، لیکن اس نے خرید لیا ہے، خرید لینے کے بعد مال خریدار کا ہوگیا، اپنا نہیں، اب خریدار تو مال اٹھا کر نہیں لے گیا، لیکن مال اسی کا ہے، ہم اس میں اب تصرف نہیں کرسکتے، بیچنے سے پہلے ہم جو چاہتے تصرف کرتے لیکن جب بیچ دیا اور معاملہ طے ہوگیا، تو اب ہم اس مال میں تصرف نہیں کرسکتے، الا یہ کہ خریدار خود کہے آپ اس کو رکھئے، استعمال کیجئے، ہمیں جب ضرورت ہوگی آکے لے جائیں گے، تو اب ہم اتنی مقدار استعمال کرسکتے ہیں، جتنی اس نے اجازت دی ہے، اپنی طرف سے اور کوئی تصرف نہیں کرسکتے، ہم سب اس بات کو جانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی جان کو ان کے مال کو خرید لیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ سودا ہوگیا ہے اور تمہیں اس معاملہ کا

www.abulhasanalinadwi.org

صلہ جنت میں ملے گا، اب ہمیں اختیار نہیں رہ جاتا کہ اللہ کی اجازت دیئے بغیر اس میں کوئی تصرف کریں، اپنی جانوں میں نہ اپنے مالوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آسانی رکھی ہے، دین کو آسان بنایا ہے، ہمیں اختیار دیا ہے کہ ہم اپنی جان کو اپنے مال کو ان چیزوں میں استعمال کر سکتے ہیں جن چیزوں میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ اپنے کو بچانے کے لئے مال کو بچانے کے لئے اور کوئی غلط طریقہ اختیار نہیں کر سکتے، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے شریعت مقرر کر دی ہے، اس کے ساتھ ہم کو خیر امت بنایا گیا ہے، تو ہمارے ذمہ یہ کیا گیا کہ ہم دوسروں کی ہدایت کی فکر کریں، ان تک حق کا پیغام پہنچائیں، امت دعوت بنایا تو اب ہماری ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم اللہ کے حکموں کے خلاف نہ کریں اور حق کی دعوت دوسروں تک پہنچائیں اور مسلمانوں نے اس کام کو کم وبیش طریقہ سے انجام دیا، جہاں انہوں نے اس کام کو انجام نہیں دیا، وہاں آخر میں ان کو مصیبتیں پیش آئیں، اللہ کی رحمت ان سے دور ہوگئی، اور اللہ کی رحمت اس کے ساتھ رہتی ہے جو اللہ کی بات مانے، اور جو اللہ کی بات نہ مانے تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے تو رحمت کیسے بھیجے گا؟ ہم لوگ شکوہ شکایت کرتے ہیں مصائب کی، آفات کی اور پریشانیوں کی لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ یہ پریشانیاں ہمیں کیوں لاحق ہیں؟ اصل بات یہی ہے کہ اللہ کی نظر ہر وقت اس عالم پر اور ساری مخلوقات پر ہے، ہر چیز کو وہ جان رہا ہے، دیکھ رہا ہے اور اسی حساب سے وہ معاملہ بھی کرتا ہے، اگر دیکھتا ہے کہ مخلص ہے، اللہ کے حکموں پر چلنے والا ہے تو رحمت کرتا ہے اور اگر اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

خلاف ہوتا ہے تو اپنی رحمت کو روک لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ رحمت کو روک لے تو پھر دنیا میں کوئی رحمت لا نہیں سکتا، جو کچھ ہم کو ملا ہے، انسانوں کو ملا ہے، سب اللہ کا دیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اگر ناراض ہو جائے تو وہ چیزیں رک جائیں گی، ظاہر ہے کہ وہ چیزیں اللہ کے تابع ہیں، اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا ویسا ہوگا، تو ہم کو سوچنا چاہئے کہ ہم خیر امت ہیں، امت دعوت ہیں، ہم اس کو کہاں تک انجام دے رہے ہیں؟ اور اس کو انجام دینے میں ہم کوتاہی کریں گے تو ہم کو پریشانیاں لاحق ہوں گی، مسلمانوں کے بعض ملک ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اس لئے کہ انہوں نے اس کام میں کوتاہی کی، امت دعوت نہیں بنے، ہم امت دعوت بن جائیں، تو پھر سب لوگ حق کو قبول کرلیں گے۔ سوائے چند آدمیوں کے، چند ایسے ہو سکتے ہیں بد بخت کہ جن کو ہدایت حاصل نہ ہو، لیکن جب ہدایت سامنے آتی ہے تو کوئی بھی معقول انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا، اللہ نے ایسا دین بنایا ہے اور ایسا عقیدہ عطا فرمایا ہے کہ کوئی بھی صحیح الدماغ آدمی اس کو جان لے تو اس کو اختیار کرنے پر وہ مجبور ہو جاتا ہے، صحابہ کرامؓ کے حالات میں دیکھیں کہ سخت دشمن بن کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا تو فوراً انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو کوتاہی دراصل ہماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچ رہا ہے، جس ملک میں یہ کوتاہی ہوئی وہاں مسلمانوں کو برا نتیجہ دیکھنا پڑا، اس ملک میں ہماری بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم حق بات ان لوگوں تک پہنچائیں جن کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں، دو چیزیں ہمیں لازمی کرنی پڑیں گی کہ ہم

www.abulhasanalinadwi.org

دوسروں تک حق کو پہنچائیں اور یہ کہ ہم نافرمانی سے بچیں، ہم یہ کریں گے تو اللہ کی رحمتیں آئیں گی اور ہمارے اوپر جو مصیبتیں آرہی ہوں گی دور ہوجائیں گی، اس کی مثالیں ہیں، لیکن اگر ہم اس میں کوتاہی کریں گے تو رحمتوں کے ملنے کا مسئلہ پھر نہیں رہ جاتا، اور ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت غفلت میں مبتلا ہے، حق کا پیغام پہنچانے میں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے میں بہت تھوڑے لوگ ہیں، جو اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور حق کی دعوت پہنچانے کا اہتمام کرتے ہیں، انہیں کی وجہ سے معاملہ ٹکا ہوا ہے اور یہ قائم رہے گا تو انشاء اللہ ٹکا رہے گا، لیکن مسائل آتے رہیں گے کیوں کہ اکثر لوگ اس معاملہ میں غفلت سے کام لے رہے ہیں، تو ہم میں سے ہر شخص پر فرض ہے کہ ان دو باتوں کا خیال رکھیں کہ جہاں ہم حق بات پہنچا سکتے ہوں وہاں پہنچائیں، اور حق بات پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے کہ اس کو سمجھداری کے ساتھ حکمت کے ساتھ کرو "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" یہ نہیں کہ ڈھیلا مارو، ایسی بات کہہ دو جس سے اور خرابی پیدا ہوجائے، بہت خیر خواہی کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ اور معقول حکمت کے ساتھ حق کی بات پہنچاوے، اور اس بات کا بھی جائزہ لیتا رہے کہ ہم سے کوئی عمل ایسا تو نہیں ہورہا ہے کہ جس سے اللہ کی ناراضی ہو، اس لئے کہ ہمارا ہی فائدہ اور نقصان ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ہے، اگر ساری مخلوق کافر ہوجائے کوئی بھی مومن نہ رہے تو بھی اللہ کا کوئی نقصان نہیں، اور سب مسلمان ہوجائیں کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

کافر نہ رہے تو بھی اللہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، اس نے تو ہمارے ہی فائدہ کے لئے کیا ہے، تم اگر صحیح راستہ پر چلو گے تو ہم تمہیں آخرت میں نہال کر دیں گے اور ایسی نعمتیں عطا کریں گے کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں گی، اور اگر نہیں کرو گے تو وہاں محروم رہو گے، تو ہمیں اپنے حالات درست کرنے کے لئے اور عافیت وسلامتی کے لئے ان دو چیزوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے، جب اس کا اہتمام کریں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ عافیت اور سلامتی عطا فرمائے گا اور خیر سے نوازدے گا، اور اگر ہم حق کی بات پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا اور مزید نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس میں سب سے بڑی ذمہ داری عورتوں پر آتی ہے، اس لئے کہ عورتوں کی گود میں بچے پلتے ہیں اور نئی نسل عورتوں کے راستہ سے انکی گود میں تیار ہوتی ہے، وہ اگر اپنے بچوں کی صحیح دینی تربیت کرتی ہیں تو بڑے ہوکر دین پر عمل کرنے والے ہوں گے اور اس امت کے سردار ہوں گے، اور امام بنیں گے۔ اور اگر ان کی صحیح طور سے تربیت نہیں ہوتی تو دنیا میں جیسے افراد بن رہے ہیں ویسے افراد بنیں گے، اس لئے عورتوں کی ذمہ داری بہت زیادہ ہوجاتی ہے کیوں کہ نسل عورتوں ہی کے ذریعہ سے تیار ہوتی ہے یعنی بچہ کا سابقہ اپنی ماں سے کم از کم چھ سات سال کی عمر تک ضرور رہتا ہے اور گہرا رابطہ رہتا ہے، اور یہ مدت ایسی ہے کہ اس میں دلوں پر جو نقش ہوجاتا ہے ذہن پر جو نقش ہوجاتا ہے تو زندگی بھر وہ نقش نہیں چھوٹتا ہے، اس کی مثالیں ہیں، اصل جو بنیادی عمر ہے یہی پانچ چھ سات سال کی ہے، اس کے بعد بھی تربیت کا

www.abulhasanalinadwi.org

سلسلہ رہتا ہے لیکن یہ بنیاد جیسے جڑ ہوتی ہے، اگر جڑ صحیح ہے تو درخت ترقی کرے گا، اس میں پانی دینا مفید ہوگا، اور اگر جڑ ہی خراب ہے تو آپ کتنا ہی پانی دیجئے پانی سے اثر نہیں پڑے گا، اس لئے یہ عمر بچوں کی جو ماں کے ساتھ گذرتی ہے اس کی بڑی اہمیت ہے، عورتوں کو اس بات کا مکمل خیال رکھنا چاہئے۔

اور دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا آزمائش کے لئے بنائی ہے، یوں ہی نہیں پیدا کی ہے، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے تم سمجھتے ہو کہ ہم نے بیکار پیدا کیا ہے، بیکار نہیں پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور اس پر انسانوں کو بسایا اور ان کو سہولتیں اور سارے وسائل دیئے تاکہ دیکھے کہ وہ ان وسائل کو کیسے استعمال کرتے ہیں، اپنے رب کی نافرمانی میں یا فرمانبرداری میں، دنیا بنائی ہے جانچنے کے لئے، امتحان کے لئے، اس میں بیماریاں بھی ہوں گی موتیں بھی آئیں گی، یہ سب چیزیں آزمائش کے طور پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں، بیماری ہو، صحت ہو، موت ہو، زندگی ہو، سب اللہ کے کرنے سے ہوتا ہے، یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ ہر ایک کا، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صاف صاف کہہ دیا ہے، سب کچھ ہمیں کرتے ہیں، یہ نہ سمجھو کہ چھوٹی چیز ہم نہیں کرتے، بڑی چیز کرتے ہیں، چھوٹی سے چھوٹی چیز اللہ کے کرنے سے اور اس کے حکم سے ہوتی ہے، بڑی سے بڑی چیز بھی ہوتی ہے، جب اللہ کے کرنے سے ہوتی ہے تو ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ تکلیف ہے وہ اللہ کی طرف سے، آرام ہے وہ اللہ کی

www.abulhasanalinadwi.org

طرف ہے، زندگی ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے، موت ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے، اللہ تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ دیکھنے کے لئے بندہ صبر کرتا ہے کہ نہیں، یہ سمجھ کر کہ ہمارے حکم سے یہ ہوا ہے تو اس پر چپ رہتا ہے یا نہیں، اس کو برداشت کرتا ہے کہ نہیں کرتا، اگر برداشت نہیں کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا وہ شکر گذار نہیں ہے تابعدار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بعض وقت تکلیف میں مبتلا کرتا ہے، دیکھنے کے لئے کہ بندہ کا کیا رویہ ہے؟ وہ تابعدار ہے یا تابعدار نہیں رہتا، اور اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے کسی کو بلاوجہ تکلیف میں نہیں ڈالتا، اگر اس نے اس تکلیف کو اللہ کی رضا کے لئے برداشت کرلیا تو اللہ اس کے ساتھ اتنا رحم کا برتاؤ کرتا ہے کہ اس کو نہال کردیتا ہے، اس لئے جو لوگ انتقال پر صبر کرتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے تو اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو ان کے پسماندگان کو نہال کردیتا ہے، اور نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور ان پر رحم کا سلسلہ قائم ہوجاتا ہے، جس کو آدمی نہیں سمجھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہماری کوشش سے ایسا ہو رہا ہے، کوشش سے نہیں ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، تو ایسا نہیں ہے کہ کسی کے انتقال کرجانے سے اس کے بچے ضائع ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ان بچوں کا نگراں بن جاتا ہے، باپ نہیں ہے تو اب اللہ تعالیٰ ان کا نگراں ہے خاص طور پر نگراں ہے، یوں تو اللہ تعالیٰ ہم سب کا نگراں ہے لیکن ان بچوں کے ساتھ، بھائیوں کے ساتھ اور ان کی بیوی کے ساتھ اللہ کی رحمت خاص طور سے ہوتی ہے اور یہ بالکل قطعی بات ہے، یہ کوئی ایسی نہیں ہے کہ محض وعظ ونصیحت سے میں کہہ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اگر کوئی مصیبت میں ڈالتا

ہے اور اس پر صبر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا اس دنیا میں بھی بہت کچھ صلہ عطا فرما دیتا ہے اور اتنا عطا فرماتا ہے کہ وہ مصیبت اس کے سامنے دب جاتی ہے اور یہ دنیا اس لئے بنائی ہے کہ کبھی مصیبت ڈال کر دیکھے کہ صبر کرتا ہے یا نہیں کرتا، اور کبھی نعمتیں دے کر یہ دیکھے کہ صبر کرتا ہے یا نہیں کرتا، پھر پوری زندگی، صبر اور شکر کے دو پہیوں پر چلتی ہے، دو پہیئے ہیں ایمانی زندگی کے ایک صبر کا ایک شکر، اگر تکلیف ہو تو آدمی کہے کہ اللہ کو منظور یہی ہے تو ہم بھی اس پر راضی ہیں، رنج ہوگا رنج سے منع نہیں کیا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہونا رنجیدہ ہونا بالکل جائز ہے، ہاں واویلا نہ کرے، یہ ہے صبر کا مطلب، بلکہ کہے اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے۔ اسلئے ہم اس پر قانع ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا صلہ دیتا ہے، وہ ضائع نہیں ہوتا، اس کے بچے ضائع نہیں ہوتے، اس کے اعزاء ضائع نہیں ہوتے، سب پر اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں، اللہ خوش ہو جاتا ہے اس بات سے کہ بندے نے صبر کیا تو اب اس کو ہم اس کا صلہ دنیا میں بھی دے دیتے ہیں اور اگر نعمتیں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ بندے نے شکر کیا کہ نہیں کیا، اگر شکر نہیں کیا تو پھر نعمتوں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور اگر شکر کیا تو نعمتوں کا سلسلہ اور بڑھ جاتا ہے، فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ تم شکر کروگے تو اور بڑھا کر دیں گے، اور اسی طرح صبر کروگے تو اللہ تعالیٰ اس کا صلہ دے گا، اس لئے کہ زندگی اصل میں آزمائش کے لئے ہے، اس میں موت بھی آئے گی، بیماریاں ہوں گی، تکلیفیں بھی آئیں گی، لیکن وہ تکلیفیں دیر تک قائم نہیں رہیں گی،

www.abulhasanalinadwi.org

اگر آدمی نے تکلیفوں پر صبر کیا تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہوں گی، اور جو بچے ہیں، پسماندگان ہیں وہ ضائع نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان کا نگراں ہو جائے گا اور ان کو عطا فرمائے گا، اور ظاہر ہے کہ دنیا میں جو بھی آیا ہے یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے، اللہ نے نظام یہی بنایا ہے، کوئی کتنا ہی بڑا ہو، ڈاکٹر ہو، حکیم ہو، اور خزانے اس کے پاس ہوں اپنی عمر بڑھا نہیں سکتا، چاہے ساری دنیا کی دولت اس کو مل جائے اور سارے وسائل مل جائیں، طب اور علاج کی ساری سہولتیں ہوں تو بھی جو عمر ہے اس سے وہ بڑھا نہیں سکتا، جو آیا ہے اس کو جانا ہے، یہ واقعہ جو پیش آیا ہے اور اس پر رنج ہونا فطری بات ہے اور اس کی اجازت ہے، لیکن مومن کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو دے گا، یہ مومن کے لئے بہت بڑا سہارا ہے، اس کو یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے پر دیتا ہے تو صبر کرنے میں آسانی ہوتی ہے، اور جس کو یہ معلوم نہیں اور اس کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے پر دیتا ہے نقصان میں رہے گا، لیکن مومن کے لئے یہ بات نہیں ہے، اس کا نقصان کسی چیز میں نہیں ہے، اگر صحیح راستہ پر چلتا ہے صبر و شکر کا طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ کامیاب رہے گا ناکام نہیں رہے گا۔

یہ واقعہ جو پیش آیا ہے آپ کے یہاں، ہر گھر میں پیش آتا ہے کوئی گھر بچتا نہیں ہے جس میں یہ واقعہ پیش نہ آتا ہو، اب اس کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ پر بھروسہ کریں اور اللہ سے امید رکھیں، اس کے عوض میں اپنی نعمتوں سے نوازے گا، اور مزید دے گا جو پہلے نہیں ملتا تھا، ان شاء اللہ یہ چیز حاصل ہوگی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہم خواتین حضرات سے بھی یہ بات کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جو پیش آیا ہے آپ سب نے صبر کیا تو ان شاء اللہ آپ سب دیکھیں گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نعمتوں سے نوازے گا اور آپ کی تکلیف کو دور فرمائے گا، اور اس پر یقین رکھئے اور یہ خیال رکھئے کہ اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات نہ کریں تب آپ کو یہ رحمتیں، نعمتیں حاصل ہوں گی اور خدانخواستہ ہم سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ ہم اللہ کی رحمتوں نعمتوں کا انتظار کیسے کر سکتے ہیں؟ اور اس وقت مسلمانوں میں جو پریشانیاں ہیں وہ انہیں اعمال کی وجہ سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ناخوشی ہوتی ہے، اللہ کی ناراضی ہوتی ہے، ہم خود بھی ان سے بچنے کی کوشش کریں اور ان پیغام کو دوسروں تک بھی پہنچائیں اور ان کو سمجھائیں کہ اللہ کی نافرمانی سے بچو، اگر تم خیر چاہتے ہو، اور اگر تم نافرمانی سے نہ بچو گے تو پھر خیر تم کو نہیں ملے گا۔ اور پھر جو دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توفیق عطا فرمائے، اور آپ لوگوں کو بھی توفیق عطا فرمائے، اور ہر طرح کی مشکلات سے، شر و آفت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہم کو خیر امت بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆———☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم دین کی نعمت ہی دراصل حقیقی نعمت ہے طلبائے علوم نبوت کو اس کی قدر کرنی چاہئے

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے ایک موقع پر عزیز طلبۂ کرام کو خطاب کرتے ہوئے خلوص ومحبت کے جذبہ کے ساتھ کچھ مفید اور کارآمد باتیں عرض کی تھیں جو قارئین کی نذر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح راستہ پر چلنے کے لئے جو باتیں ضروری ہیں، وہ قرآن وحدیث سے حاصل ہوتی ہیں، ہم ان باتوں سے واقف ہوں، تب ہی ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا کام کرسکتے ہیں، قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ عربی قدرت حاصل ہو، اسی لئے یہ مدارس قائم کئے گئے ہیں کہ ان میں پہلے ایسا نصاب پڑھایا جاتا ہے جن کے ذریعہ آپ کو عربی پر اچھی قدرت حاصل کرائی جائے، پھر جو علم ضروری ہے قرآن وحدیث کا، وہ پڑھایا جائے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم دین کی نعمت ہی دراصل حقیقی نعمت ہے طلبائے علوم نبوت کو اس کی قدر کرنی چاہئے

حقیقی نعمت نعمتِ دین ہے

عزیز طلبہ! یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے آپ کو اس کی توفیق دی کہ علم دین سے واقف ہونے کے لئے آپ یہاں آئے، دین کی نعمت ہی دراصل حقیقی نعمت ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بھی اسی کو نعمت کا نام دیا ہے، اور اس نعمت سے سرفراز لوگوں کے راستہ پر چلنے کی دعاء مانگنے کی تلقین فرمائی ہے، سورہ فاتحہ میں ارشاد ہے: ﴿صراط الذین أنعمت علیھم﴾ (رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے) ۔ یہ نعمت اس وقت نعمت کہلائے گی جب انسان دین کے مطابق زندگی گزارے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔

دوسری مخلوقات پر انسان کا امتیاز

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بہت سی مخلوقات پیدا کی ہیں، اور ان سب

www.abulhasanalinadwi.org

میں سے انسان کا انتخاب اپنے کام کے لئے کیا، کسی کا جب کسی کام کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے تو اس میں ایسا امتیاز ہوتا ہے جیسا انتخاب کے کام کے لائق ہو، اس میں ذمہ داری کو پورا کرنے کی صلاحیت ہو اور وہ اچھے طریقے سے اس ذمہ داری کو انجام دے سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا انتخاب دوسری مخلوق کے مقابلہ میں کیا ہے، اور اس کو مقررہ ذمہ داری پورا کرنے کی طاقت بھی دی ہے۔ اس نے جب دوسری مخلوق پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی کیونکہ وہ اس ذمہ داری کو نہیں اٹھا سکتی تھی تو اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس کے لائق بنایا۔ یہ ان کے لئے بڑے انعام کی بات ہے۔ مگر انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ کی مرضی اور خوشنودی حاصل کرنے والے اعمال کئے جائیں، اور اللہ نے انسانوں میں یہ صلاحیت رکھی ہے۔

علم دین کی ضرورت

اس کے لئے ضروری ہوا کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے وہ دین کا علم حاصل کریں اور اس پر عمل کریں، اور دوسروں تک بھی اس بات کو پہونچائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿كنتم خير أمة اخرجت للناس ، تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله﴾ (تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ سورہ آل عمران: ۱۱۰)۔ لہٰذا یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کام جب ہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوسکتا ہے جب علم دین حاصل کیا جائے، کسی سے سیکھا جائے۔

شکر نعمت ازدیادِ نعمت کا باعث ہے

ہمارے مدارس کا بھی دراصلی یہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کی باتیں سکھائیں۔آپ پر اللہ تعالیٰ کا مزید یہ انعام ہے کہ آپ ایسے مدرسہ میں آئے ہیں، آپ کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے۔آدمی کو جب کسی خیر کی قدر ہوتی ہے تو اس چیز کے دینے والے کی نظر میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، تو اللہ کی نعمت کی قدر کرنے میں اللہ کی نظر میں اس کی اہمیت بڑھ جائے گی اور اللہ تعالیٰ خوش ہوکر مزید نعمت عطا فرمائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لئن شکرتم لأزیدنکم﴾ (اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا۔سورہ ابراہیم: ۷) اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا، اور جب وہ راضی ہوگا تو کوئی آپ کو نقصان نہیں پہونچا سکتا۔

معصیت اللہ کی رحمت سے دور کردیتی ہے

آج دنیا میں ہرایک پریشان ہے، یہ اسی لئے ہے کہ اللہ کے دین کی قدر نہیں ہے، یہ اللہ سے ایک طرح کی وعدہ خلافی ہے، اس لئے کہ مسلمان نے اپنے کو جب مسلمان سمجھا اور مانا ہے تو اس ماننے کی بنیاد پر اس نے درحقیقت اللہ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے تیرے سب حکموں کو مانیں گے، اور تو ہی ہمارا خالق ومالک ہے، اور ہم تیرے تابع اور حکم ماننے والے ہیں۔ اب اگر وہ اپنے خالق ومالک کے حکموں کو نہیں مانتا ہے تو یہ کیسا مسلمان ہوا؟

www.abulhasanalinadwi.org

افسوس کی بات ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مسلمان ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں مگر ان کا عمل مسلمان کی حیثیت سے جو ہونا چاہئے وہ نہیں ہے، ان کا عمل ان کے نفس کے مطابق ہوتا ہے، جو کہ در حقیقت اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل اللہ سے وعدہ خلافی ہے۔ کیا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا؟ اور اپنی رحمت ایسے بندوں سے ہٹا نہ لیگا؟۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت ساری دنیا میں بے چینی اور پریشانی پھیلی ہوئی ہے، جہاں تک کافروں کا تعلق ہے تو وہ جب مسلمان نہیں ہوئے تو گویا انہوں نے اللہ سے وعدہ نہیں کیا، وہ اللہ کے باغی ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیش کی سزا رکھی ہے، وہ اگر توبہ نہیں کرتے تو اس کی انہیں سخت سزا ملے گی، لیکن وہ آخرت میں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ ذمہ داری رکھی ہے کہ وہ حق کے راستے سے ہٹے ہوئے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں، برائی سے روکیں اور بھلائی کے کام کی ترغیب دیں۔ اور یہ سب تب ہی ہوسکتا ہے جب اس کام کے لئے جو علم ضروری ہے وہ علم حاصل کیا جائے، اگر اس کا علم حاصل نہیں کریں گے تو اس پر عمل آسان نہ ہوگا۔

علم صحیح قرآن وسنت سے حاصل ہوتا ہے

صحیح راستہ پر چلنے کے لئے جو باتیں ضروری ہیں وہ قرآن وحدیث سے حاصل ہوتی ہیں، ہم ان باتوں سے واقف ہوں تب ہی ہم اللہ کو راضی کرنے کا کام کرسکتے ہیں، قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ عربی پر قدرت

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہو، اسی لئے یہ مدارس قائم کئے گئے ہیں کہ ان میں پہلے ایسا نصاب پڑھایا جاتا ہے جس کے ذریعہ آپ کو عربی پر اچھی قدرت حاصل کرائی جائے، پھر جو علم ضروری ہے قرآن وحدیث کا وہ پڑھایا جائے۔

دنیا کی ترقی علم کی مرهون منت هے

ساری دنیا نے علم ہی سے ترقی کی ہے، آج ہم زندگی کی ضرورتوں کے لئے نئی نئی ایجادات دیکھ رہے ہیں یہ سب ان کے لئے جو ضروری علم ہے اس کے حاصل کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔ دیکھئے انسان جو کچھ بھی کرتا ہے پہلے وہ اس کو معلوم کر چکا ہوتا ہے اور سیکھ چکا ہوتا ہے، ہم مسلمان ہیں، ہم کو سب سے پہلے اس علم سے واقف ہونا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، وہی ہمارا مالک ہے، وہی ہماری سب ضرورتیں پوری کرتا ہے، کبھی قحط سالی ہوتی ہے تو سچ پوچھئے تو یہ اللہ کو ناراض کرنے والے اعمال کی کثرت کا نتیجہ ہوتی ہے، اس لئے ان اعمال سے بچنا چاہئے جن سے ہمارا پروردگار ناخوش ہوتا ہے۔

مدارس اسلامیه کے قیام کا مقصد

ہمارے مدارس اسلامیہ کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کا فہم پیدا کرنا اور علوم قرآنی سے واقفیت حاصل کرنا ہے، تو آپ کو اس کی اہمیت سمجھنا چاہئے کہ جس علم کو آپ حاصل کر رہے ہیں وہ کتنا اہم اور ضروری ہے، اس سے دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے، اس سے آدمی کو دونوں کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ علم توجہ اور قربانی دینے، آرام وراحت کو چھوڑنے اور

محنت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں ہر استاد اپنی جگہ ایک مدرسہ ہوتا تھا، اس کے پاس طلبہ آتے اور وہ ان کو پڑھا دیتا تھا۔ استاد کو طلبہ کے قیام وطعام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا کہ ان کے رہنے اور کھانے کا نظم کیا ہوگا؟ یہ ساری ذمہ داری طلبہ کی تھی۔ ان کو محنت سے ان چیزوں کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔

حضرت رائے پوریؒ کا حصول علم کے لئے مجاہدہ

اس کی مثالیں جہاں ماضی بعید میں بھری ہوئی ہیں وہیں ماضی قریب میں بھی ملتی ہیں، ہمارے حضرت رائے پوریؒ بریلی کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے، اور اوڑھنے کے لئے کچھ نہیں تھا تو جاڑے کے موسم میں مسجد کی چٹائی کو اپنے اوپر لپیٹ لیتے تھے، جب ان کے والد نے یہ حالت دیکھی تو ان کو بہت دکھ ہوا، معلوم کرنے پر حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ ابا جان! علم حاصل کرنے کے لئے تو مشقت اٹھانی ہی پڑتی ہے۔

ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کے بارے میں سنا کہ ان کو علم سے ایسا لگاؤ تھا کہ رات رات بھر پڑھتے، چراغ جلانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے تو کسی دکان والے کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرتے، اور صاحب دکان سے کہتے کہ اس طرح ہم تمہاری دکان کی حفاظت بھی کریں گے اور اپنا مطالعہ بھی کریں گے۔ تو میرے عزیزو! اس طرح لوگوں نے علم حاصل کیا اور بڑے عالم بنے کہ ساری دنیا نے ان کے علم اور ان کی کتابوں سے فائدہ اٹھایا، اس لئے علم کے

www.abulhasanalinadwi.org

حصول کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔

مدارس کی سہولیات نے طلبہ میں سستی پیدا کردی

مدرسوں نے آج تعلیم میں بڑی آسانیاں فراہم کردی ہیں، اس کی وجہ سے طلبہ میں سستی پیدا ہوگئی، جب مدرسوں کی یہ آسانیاں نہیں تھیں تو طلبہ مشقت اٹھاتے اور قدر کے ساتھ علم حاصل کرتے تھے۔

کام کی باتیں

عزیزو! آخر میں میں چند کام کی باتیں بطور خلاصہ کے تم سے کہتا ہوں، اگر تم ان پر عمل کروگے تو ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ایک یہ کہ اس علم کے لئے تمہیں بڑی محنت کرنی پڑے گی، بعض حضرات اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے آئے تو فارغ ہوکر ہی اپنے گھر واپس گئے۔ ایسے طلبہ ہمارے ندوہ میں بھی رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ علم کی قدر کرو، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا، جو لوگ اس علم دین کو حاصل نہیں کرتے وہ اکثر بگاڑ اور خرابی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ کتاب کو خوب سمجھ کر پڑھو، اور خوب محنت کرو، جب تم محنت کروگے تو فراغت کے بعد اس کا اچھا نتیجہ دیکھوگے اور لوگ تم کو عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ اس علم کی اہمیت کو سمجھو، اور آخری بات یہ کہ اپنے اساتذہ سے استفادہ کرو اور ان کا احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو کامیابی عنایت فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسلِ نو کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجئے!

دار العلوم فرقانیہ سہسرام کے ایک اہم جلسہ میں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی زید مجدہٗ کا ایک دردمندانہ خطاب جو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ دیکھتے ہیں اور اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ ڈاکٹر لوگ جو دوائیں دیتے ہیں، ان سے سائڈ ایفیکٹ بھی ہوتا ہے، تو اس کو دور کرنے کے لئے بھی دوائیں دیتے ہیں، تو ہمیں بھی یہی کرنا پڑے گا کہ جو تعلیم کا نظام ہے اس سے ہم بچ نہیں سکتے، لیکن ہمیں سائڈ ایفیکٹ سے ہمیں اپنے بچوں کو بچانا ہوگا۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسلِ نو کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجئے!

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد واله وصحبه اجمعين: امابعد!

بزرگو اور دوستو! میں اس شہر میں پہلی بار حاضر ہوا ہوں، یہاں آکر مجھے خوشی ہوئی، یہاں جو مسلمانوں کا نشاط ہے، اور جو ان کی دلچسپیاں ہیں ان کو دیکھ کر ان سے اچھی امید قائم ہوتی ہے۔

احساس کی ضرورت

صورت یہ ہے کہ ترقی کے لئے سب سے پہلے احساس کی ضرورت ہوتی ہے کہ آدمی کو اپنی کمزوری کا احساس ہو، اپنی ضرورت کا احساس ہو اور اس بات کا احساس ہو کہ اس کے اوپر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، !احساس بڑی چیز ہے اور احساس ہی کے بعد دنیا میں بڑے بڑے کام انجام دیئے گئے ہیں اور دیئے جاتے ہیں، بعض وقت انسان غافل ہوتا ہے، احساس سے خالی ہوتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی طرف اس کا ذہن ہی نہیں جاتا، اس ضرورت کی طرف، اس تقاضے کی طرف یا اس کمی یا کمزوری کی طرف جو اس میں ہوتی ہے اور اچانک کسی واقعہ سے احساس پیدا ہوتا ہے اور پھر انقلاب آجاتا ہے اور وہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر تھے، شروع میں تو گورنر کی حیثیت سے رہتے تھے اور بہت خوش پوشاک تھے، اور خوشبو وغیرہ لگانے کے عادی تھے اور بہت ہی اچھے اور معیاری انداز میں زندگی گزارتے تھے حتی کہ ان کی چال تک لوگوں کو پسند آتی تھی اور انکے چلنے کے طرز کا نام پڑ گیا تھا. "المشية العمرية" یعنی عمر بن عبدالعزیز والی چال اور لوگ رشک کرتے تھے لیکن جب انکو خلافت ملی تو ایک دم سے ان مین تبدیلی آگئی اور وہ بالکل بدل گئے اور اپنی زندگی کو انہوں نے اس طرح بدل دیا کہ ان کے پاس عیش وآرام کا جو بھی سامان تھا سب ترک کر دیا اور سب غریبوں کو دے دیا اور بہت ہی معمولی اور تنگی وعسرت کی زندگی اختیار کر لی، تاریخ میں آتا ہے کہ انکی صاحبزادیاں بہت پریشان رہتی تھیں، ان کو کھانے کو ٹھیک سے اور پسند کا نہیں ملا کرتا تھا، ایک مرتبہ جب وہ اپنی بیٹیوں سے ملنے آئے تو دیکھا کہ بیٹیاں اپنے منھ کو ہاتھ سے دبائے ہوئے تھیں، انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ معلوم ہوا کہ کھانے کے لئے کچھ تھا نہیں تو پیاز کھا کر گزارا کر لیا اور اس خیال سے کہ والد صاحب کو اسکی مہک سے تکلیف نہ ہو، منھ پر ہاتھ رکھ لیا تھا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رو دئے اور کہنے لگے بیٹیوں!

www.abulhasanalinadwi.org

اگر تم لوگ چاہو اور اس بات کو پسند کرو کہ تمہیں تکلیف ہو اور تمہارا باپ جہنم سے محفوظ رہے اور جنت میں جائے تو تمہاری عنایت ہوگی یعنی میں تم کو تمہاری پسند کا کھانا دے تو سکتا ہوں لیکن میں اس قابل نہیں ہوں اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں، اور پھر انہوں نے ایسی حکومت کی کہ مثال قائم کردی اور کہنے والے کہنے لگے کہ خلفائے راشدین چار نہیں پانچ ہیں اور پانچویں عمر بن عبدالعزیز ہیں اور یہ عمر بن عبدالعزیز وہ تھے جو پہلے بہت ہی خوشحالی کی زندگی گزارتے تھے، بات کیا تھی؟ احساس ہوا جب خلافت ملی تو انکو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوا اور شدید احساس ہوا اور بالکل انکی زندگی بدل گئی اور انہوں نے ایک انقلاب برپا کردیا۔

مسلم اقلیت کی ذمہ داری

تاریخ کی بہت ساری شخصیات میں آپ کو یہ بات ملے گی کہ ان میں احساس پیدا ہوا اور تبدیلی آئی اور وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے، تو احساس بہت ضروری چیز ہے تھوڑا بھی ہو تو اسکا فائدہ ہوتا ہے، اور زیادہ ہو تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور ہماری قوم میں اس وقت سب سے زیادہ کمی احساس ہی کی ہے، یعنی ہم اپنے اردگرد دیکھ رہے ہیں کہ دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں اور دوسرے مذہب کے لوگ اپنے مقاصد میں لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف بہت سی سازشیں ہو رہی ہیں اور گویا کہ سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو آگے نہیں بڑھنے دینا ہے اور انکو پیچھے کر دینا ہے اور اس کے لئے بڑے بڑے پروگرام بن رہے ہیں اگر آپ میگزین، اور اخبارات کا پابندی کے ساتھ مطالعہ

www.abulhasanalinadwi.org

کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ کیسی سازشیں ہو رہی ہیں اور سب کی توجہ مسلمانوں کی طرف ہے کہ اس دنیا سے مسلمانوں کو مٹا دیا جائے یا مٹایا نہ جائے تو انکو پیچھے کر دیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان چیزوں کا بہت کم احساس ہے، علم ہی نہیں اور نہ وہ اسکا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں نہ اسکی فکر کرتے ہیں، اور متعدد قومیں جو اقلیت میں ہیں ایسی ہیں جنکے نام کی صراحت کی ضرورت نہیں کہ اقلیت میں ہونے کی وجہ سے ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ ہم اقلیت میں ہیں اگر ہم دوہری محنت نہیں کریں گے اور اگر ہم پوری توجہ سے کام نہیں لیں گے تو ہم اکثریت سے مقابلہ نہیں کر سکتے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اکثریت کو تعاون اور سرپرستی کے لئے دوسرے وسائل حاصل ہوتے ہیں لیکن اقلیت بہت سی چیزوں سے محروم ہوتی ہے، اور یہ طبعی اور فطری بات ہے اسلئے اقلیت کو دوہری محنت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ دوسروں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں یا دوسروں کی سطح پر چلنا چاہتے ہیں، تو اس وقت مسلمانوں کو ہمارے اس ملک میں اسکی بڑی ضرورت ہے، وہ یہ سمجھیں کہ انکو دوہری محنت کرنی ہے اور کن میدانوں میں کرنی ہے؟ اور انکا احساس صحیح ہو جائے کہ وہ کس پوزیشن میں ہیں اور اس پوزیشن سے نکلنے کے لئے انکو کیا کرنا چاہئے؟۔

جنوبی افریقہ میں نسل نو کے ایمان وعقیدہ کیلئے فکر مندی

میں نے جنوبی افریقہ کا سفر کیا اور وہاں کے حالات معلوم کئے تو معلوم

ہوا کہ مسلمان وہاں اقلیت میں ہیں لیکن ان میں سے اکثر پڑھے لکھے ہیں اس لئے کہ انکو احساس ہے اور اندازہ ہے کہ انکی پوزیشن کیا ہے، اور انکو کیا کرنا چاہئے؟ تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ انہوں نے تعلیم کے میدان میں جو تقاضا ہے اور جو ضرورت ہے اسکو پورا کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کر رکھے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ تعلیم کی کیا اہمیت ہے؟ اس زمانہ میں تعلیم کے بغیر کوئی انقلاب نہیں لایا جا سکتا ہے اور نہ بڑے مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں اور جو جماعتیں اور قومیں تعلیم میں پیچھے ہیں وہ دنیاوی زندگی میں بھی پیچھے ہیں بلکہ وہ بلند مقاصد کے حصول میں بھی پیچھے ہیں کیونکہ اکثریت دوسروں کی ہے، تو ایک تو وہ اسکول اور کالج ہیں جو گورنمنٹ کے ہیں وہاں حکومت کا نصاب ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ مسلمان اپنے دین کی حفاظت کے لئے مدرسے قائم کرتے ہیں اس طرح انہوں نے تعلیم کی ضرورت کے جتنے پہلو ہیں، ان تمام پہلوؤں کو اپنے سامنے رکھا ہے۔

ایک تو یہ ضرورت ہوتی ہے کہ بچہ جب مکتب میں جائے یا اپنے گھر کے ماحول میں ہو تو اس کے دماغ میں عقائد بٹھا دئے جائیں، ابتدائی تعلیم میں یا گھر کی تعلیم میں جو بات سکھا دی جاتی اور بتادی جاتی ہے وہ دل و دماغ میں راسخ ہو جاتی ہے اور وہ جڑ پکڑ لیتی ہے پھر بڑی سے بڑی آندھیاں اسکو آسانی سے نکال نہیں سکتیں، اور اسکے بہت سے واقعات ہیں، یہاں اس کا موقع نہیں ورنہ مثالیں دی جا سکتی ہیں گھر کے اندر آدمی جو عقیدہ اور جو رجحان لے لیتا ہے وہ قائم رہتا ہے اور بعد میں مدد دیتا ہے، ایک ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ گھر میں اور گھر کے باہر مکتب

www.abulhasanalinadwi.org

میں ابتدائی تعلیم میں اس کے دماغ وذہن میں عقائد اور اپنی قدریں جو بنیادی ہیں بٹھا دی جائیں اور ان بنیادی قدروں سے تعلق بٹھا دیا جائے، حسن سیرت کی ضروری باتیں اسکے دل میں بٹھادی جائیں اب اس کے بعد وہ جب آگے کی تعلیم میں اگرایسی تعلیم میں بھی جاتا ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہم آہنگی نہیں ہے تو بھی اس کا دین، اس کے عقائد اور اسکی قدریں بڑی حد تک محفوظ رہیں گی، دور نہیں ہونگی۔

دوسرا مرحلہ اس کے بعد آتا ہے کہ طالبعلم جب اسکول وکالج میں چلا جاتا ہے اور وہاں تعلیم حاصل کرتا ہے اکثر بچے گورنمنٹ کے قائم کیے ہوئے مدارس ہی میں جاتے ہیں اس لئے کہ پرائیوٹ طریقے سے اتنا بڑا انتظام نہیں ہوسکتا ہے تو ان کی بھی فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسکے علاوہ دینی تعلیم کا مسئلہ یہ ہے کہ امت کو جو اعلیٰ دینی مسائل ومعاملات کی ضرورت ہے ان کو وہ علماء پورا کرسکتے ہیں جنہوں نے دین کی پختہ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوتی ہے، تو امت کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اس کے پاس ایسے علماء ہوں، مفتی ہوں، فقہاء ہوں، اور ائمہ ہوں جو اس کی اعلیٰ دینی ضرورتوں کو پورا کرسکتے ہوں اور یہ بغیر ان کی اچھی تعلیم کے نہیں ہوسکتا ہے، تو ہم نے دیکھا کہ انہوں نے ان ساری باتوں کی رعایت کی ہے، ان کے یہاں ایک تو وہ مدارس ہیں جن کو دینی مدارس کہتے ہیں، عربی مدارس کہتے ہیں جہاں علماء تیار کیے جاتے ہیں، مفتی تیار کیے جاتے ہیں، اور جو دین کی اعلیٰ ضرورتوں کو پورا کرسکتے ہوں وہ تیار کیے جاتے ہیں ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

ایک تعداد بہر حال امت کے لئے ضروری ہوتی ہے اور ہندوستان میں جو بہت سے مدرسے قائم ہوتے ہیں ان پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی تعلیم کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن انکو یہ اندازہ نہیں ہے کہ دینی تعلیم کے مدرسے جتنے طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں ان کی تعداد تین فیصد سے زیادہ نہیں، یہ دیکھنے میں بہت معلوم ہوتا ہے لیکن اگر آپ مجموعی تعداد میں دیکھیں تو ان طلباء کی تعداد جو اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ دو تین فیصد سے زیادہ نہیں ہیں اور چھیانوے ستانوے فیصد طلبہ وہ ہیں جو دوسرے اسکولوں اور مدارس اور کالجوں میں جاتے ہیں اور دوسری طرح سے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ہماری اعلیٰ دینی ضرورت کے لئے کیا یہ دو تین فیصد آدمی کی ضرورت نہیں ہے؟ بہت ضرورت ہے، یہ نہیں کہ آپ سب کو اعلیٰ دینی تعلیم دیں لیکن کم از کم دو تین فیصد کو تو آپ کو دینا ہی چاہئے تا کہ آپ کی اعلیٰ علمی ضرورت اور آپ کی دینی ضرورت پوری ہو۔ ظاہر ہے کہ دو تین فیصد کو اگر آپ دین کی تعلیم دے دیں تو اس امت کا کام نہیں چلے گا اور وہ تعلیم جس سے دنیا کے اندر ترقی حاصل ہوتی ہے اور دنیاوی بلند مقاصد ہوتے ہیں وہ بھی بہت ضروری ہے، اس کے لئے اسکول و کالج قائم ہوتے ہیں اور وہ اسکول و کالج جو اکثریت اور حکومت کی طرف سے قائم ہوتے ہیں اس میں اسلام اور مسلمانوں کی رعایت نہیں ہوتی، بلکہ عام طور پر اس سے نقصان پہونچتا ہے لیکن وہ ایک ضرورت ہے جس سے صرف نظر نہیں کر سکتے، تو انہوں نے اس کے لئے یہ انتظام کیا ہے کہ اس کے متوازی اسکول و کالج قائم کئے جسکو ہم ہندوستان میں اسلامیہ

www.abulhasanalinadwi.org

کالج اور اسکول کہتے ہیں انہوں نے اس کو مسلم اسکول اور مسلم کالج کے نام سے کھولا ہے، اس میں گورنمنٹ کا نصاب ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی رعایت ہوتی ہے جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ وہ مسلمان رہتے ہوئے ان علوم کو حاصل کرے، تو ایسے مسلم کالج قائم کرنے میں ان کو اس میں خرچ کرنا پڑتا ہے، وہ پرائیوٹ ہوتے ہیں، لیکن وہ ساری تعلیم دیتے ہیں جو گورنمنٹ کی طرف سے دی جانی چاہئے سائنس کی اور دوسری چیزوں کی، تیسرے انہوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم میں جو بچے اسکول وکالج جاتے ہیں جن کو روک بھی نہیں سکتے اور روکنا بھی نہیں چاہئے ان کے لئے انہوں نے ایک الگ سے اچھا انتظام کیا ہے اور ہائی اسکول تک انتظام کیا ہے جو بالکل گورنمنٹ کے اسکولوں کے متوازی ہے، اس میں کلاسوں کا نظام بھی متوازی ہے اور وہ شام کے وقت چلتے ہیں، یعنی صبح سے لے کر دوپہر تک عام طور پر وہاں اسکول وکالج اور تعلیم کے سارے مراکز چلتے ہیں، وہاں تین چار بجے سے چھ سات بجے تک یہ اسکول چلتے ہیں، اور بہت سے پڑھنے والے طلبہ یہاں آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں، باقاعدہ داخلہ ہوتا ہے اور ان سارے مضامین کے لحاظ سے تعلیم ہوتی ہے جو وہاں اسکول وکالج میں ہوتی ہے اور یہ اضافی ہوتی ہے تاکہ ان کو ان کے دین سے وابستہ رکھا جائے اور دین کے اعتبار سے ان کو کوئی نقصان نہ ہو۔

ہم نے خود دیکھا ہے ایسے اسکولوں کو کہ طلبہ ظہر کے بعد سارے کے سارے اسی تعداد میں آتے ہیں اور یہاں کلاسیز لگ جاتے ہیں، وہ وہاں درجوں

www.abulhasanalinadwi.org

میں حاضری کے بعد یہاں کی کلاسیز میں بیٹھتے ہیں، اس طرح اپنے مذہبی شعائر اور اپنی مذہبی معلومات سے ان کو واقفیت ہوتی ہے، اور چوتھا انتظام بالکل مکتب اور ابتدائی تعلیم کا انہوں نے کیا ہے، وہ اس میں عقائد اور اسلامیات کی تعلیم دیتے ہیں تو جب اس کی بنیاد مضبوط ہو جائیگی اور بنیادی طور پر جب اس کے عقائد درست ہوں گے تو اس کو زیادہ نقصان نہیں پہونچے گا، یہ انتظام انہوں نے چار قسموں کا کیا ہے اور اس میں وہ کامیاب ہیں اور وہاں جو مسلمانوں کی نسل ہے جو عام طور پر ہندوستانی اور پاکستانی ہے لیکن وہ تاجر ہیں، کاروباری ہیں، انہوں نے اپنے لڑکوں کی دینی حفاظت کے لئے یہ انتظام کیا ہے اور اس پر وہ پورا خرچ کرتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

ہمارا ملک اس جنوبی افریقہ سے بڑی مشابہت رکھتا ہے ہم کو بھی اس بات کی فکر کرنی چاہئے ایک تو یہ کہ جو بالکل ابتدائی اور گھر سے نکل کر مکتب کی تعلیم ہے اس میں ہم اسلام کے صحیح عقائد اپنے بچوں کے دلوں اور ذہنوں میں اتار دیں اور ان کو اسلامی قدروں سے واقف کرا دیں تا کہ ان کو کوئی خطرہ پیش نہ آئے ورنہ پہلے مرحلہ میں جب شرک وکفر کی باتیں سنیں گے تو وہی ان کے دلوں میں راسخ ہو جائیں گی اور یہ سمجھئے کہ زندگی بھر وہ راسخ رہیں گی، اور اس کا وبال انہیں کو نہیں ہوگا بلکہ ان کے ماں باپ کو بھی ہوگا، اور اب تو ہم دیکھتے ہیں وہ وبال صرف دینی وبال نہیں بلکہ وہ وبال اور مصیبت سیاسی طور پر بھی اور معاشی طور بھی اور ثقافتی طور پر ہوتی ہے، آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کیا حالات ہیں کہ ہم اپنے دین کی طرف

www.abulhasanalinadwi.org

سے اگر غافل ہوتے ہیں اپنی نسل کو دین سے واقف نہیں کراتے ہیں تو ہم کو مذہبی نقصان نہیں پہونچتا بلکہ کئی جہت سے نقصان پہونچتا ہے، سیاسی میدان میں بھی ہم کو نقصان پہونچتا ہے اپنے دین سے دور ہونے کی وجہ سے اقتصادی اور اسی طرح دوسرے میدان میں بھی نقصان پہونچتا ہے۔

ہمیں بحیثیت امت کے اپنی خصوصیات کو باقی رکھنا ہے ورنہ ہم بالکل گھل کر ختم ہو جائیں گے چاہے نام وہی رکھیں، اس کے علاوہ اور کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، اور نام بھی ختم ہو جائے گا جیسا کہ دنیا کے کئی ملکوں میں ایسا ہو چکا ہے جو لوگ موجودہ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں انکو معلوم ہے کہ کئی ایسے ہیں کہ جہاں اب نام بھی باقی نہیں رہا اور پہچاننا مشکل ہے کوئی فرق نہیں، نہ وہ فرق سمجھتے ہیں، البتہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دادا مسلمان تھے، ایک جگہ کے متعلق ہے جہاں اس وقت مسلمان اکثریت میں ہیں، لیکن ایک صاحب نے کسی جاننے والے سے کہا کہ ہم مذہبی آدمی ہیں، کہا کہ اچھا آپ مذہبی آدمی ہیں؟ یعنی وہ بتا رہے تھے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان جیسا ہوتا ہے ہم ویسا کرتے ہیں، تو انہوں نے پوچھا کیسے؟ وہ کہنے لگے کہ جب ہم صبح کو اٹھتے ہیں تو فلاں دعا پڑھ لیتے ہیں، دو چار عربی کے الفاظ تھے وہ انہوں نے بتایا کہ ہم پڑھ لیتے ہیں ان کو اسکے علاوہ کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسلام کیا ہے؟ دو تین چار عربی کے الفاظ ان کو کسی نے بتا دئے تھے وہ ان کو صبح کے وقت پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں، نام بھی مسلمان کا نہیں، اعمال بھی مسلمان کے نہیں، تو یہ فطری نتیجہ ہے اگر ہم نے

www.abulhasanalinadwi.org

احساس نہیں کیا اپنے نقص کا کہ ہم بہر حال اقلیت میں ہیں، اقلیت میں ہونا بھی ایک نقص ہے لیکن اس نقص کی تلافی ہوسکتی ہے، اسکی تلافی کے ذرائع ہیں، یہ نقص ایسا ہے کہ اس کی تلافی ہوسکتی ہے، ہم کو اس بات کی فکر کرنی ہے کہ تعلیم کے معاملہ میں ہمیں وہ ساری اقسام اختیار کرنی پڑیں گی جن کا ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے، اس لئے کہ جدید تعلیم جس کے بغیر ہم دوسری قوموں اور دوسرے ہمسروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں وہ لازمی اور ضروری ہے لیکن اس کو حاصل کرنے میں ہم کو جو دینی نقصان ہوسکتا ہو اس کی بھی فکر کرنی ہوگی اور اس کی تلافی کرنی ہوگی، اس کے لئے الگ سے انتظام کرنا ہوگا اور اس کے ساتھ مکتب کی تعلیم میں ہمیں اس کی زیادہ رعایت کرنی ہوگی کہ ہمارا بچہ شروع سے دین سے ناواقف نہ ہو اس لئے کہ شروع سے اگر اس کے دماغ میں مشرکانہ عقائد بٹھا دئے جائیں یا مشرکانہ قدریں اس کے ذہن میں اتار دی گئیں تو آسانی سے انہیں نکال نہیں سکتے ہمیں اپنے گھر کے ماحول اور گھر کے جو انتظامات ہوتے ہیں ان میں بھی اس کی فکر کرنی ہوگی اور مکتب کی تعلیم جیسے پہلے اسکا ایک انتظام تھا اور اب اس کا انتظام دوسری شکل میں ہوسکتا ہے، پہلے یہ تھا کہ بچہ گھر سے باہر نکل سکتا تھا تو مسجد میں باہر کے مولوی سے الف با اور پارہ عم وغیرہ پڑھ لیا کرتا تھا اور کچھ دینی قدریں اور دینی عقائد ہیں وہ جا کر مسجد میں مولوی صاحب سے سیکھ لیا کرتا تھا اور پھر اس کی تعلیم شروع ہوتی تھی، اب یہ سب ختم ہوگیا، اب ہمارے بچے کی تربیت کون کرتا ہے؟ ٹیلی ویژن کرتا ہے اور بچہ ذرا بڑا ہو جاتا ہے تو اخبارات ورسائل کرتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں اور یہ بتانے کی ضرورت ہے ہی نہیں کہ ٹیلی ویژن کیا سکھاتا ہے؟ اور آجکل ہم لوگ جو یہ سوچتے ہیں کہ ہمارا بچہ ہماری طرح ہوگا تو ایسا ممکن نہیں، یہ نہیں کہ وہ کوئی معدنی چیز ہے کہ جیسے کان سے نکلا ویسے ہی رہے گا، یہ انسان ہے، انسان پر تربیت و تعلیم کا بہت اثر پڑتا ہے جس ماحول میں اور جس طریقۂ تعلیم میں اور جن مقاصد کے ساتھ اس کو سکھایا پڑھایا جائے وہی اس کو آئے گا، تمناؤں سے کام نہیں چلے گا، ہمارا بچہ ہمارے جیسا کیا ہمارا مخالف بھی ہوسکتا ہے کہ بعد میں اسکو دیکھ کر سوائے کڑھن کے اور سوائے افسوس کے اور کچھ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا اس کا خطرہ ہے اگر ہم نے شروع سے انتظام نہیں کیا، اور انتظام کا مطلب میرا یہ نہیں ہے کہ دینی تعلیم دیدی جائے، نہیں، بلکہ جو کمی اور نقصان ہوسکتا ہے عصری اور جدید تعلیم سے، ظاہر ہے کہ وہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے، وہ تو اکثریت کے اختیار میں ہے، اس میں ہم کچھ نہیں کرسکتے، ہم صرف یہی کرسکتے ہیں کہ اس سے جو نقصان ہوسکتا ہے اس نقصان کی ہم فکر کریں اور اسکی تلافی کے انتظامات کریں اور یہ بغیر احساس کے نہیں ہوسکتا ہے، احساس کی بڑی ضرورت ہے، ہم سمجھیں اپنی پوزیشن کو، اپنی کمی کو اور اپنے مستقبل کو بھی سوچیں کہ مستقبل میں کیا ہونے جارہا ہے اور پھر اس کے مطابق ہم فکر کریں تو انشاء اللہ ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ دوسروں سے مقابلہ کرسکتے ہیں اور ہم دوسروں سے پیچھے نہیں رہیں گے بلکہ ہم دوسروں سے بہتر رہیں گے، اسلیئے کہ ہماری جو قدریں ہیں وہ بڑی اعلیٰ ہیں وہ انسانیت کو بھی فروغ دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ صلاحیتیں پیدا کرتی ہیں جو دوسری قدروں سے

www.abulhasanalinadwi.org

پیدا نہیں ہوتیں، اس میں ایثار پیدا ہوتا ہے، اس میں اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق محنت اور جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس میں خودغرضی نہیں رہتی، اس میں انسانیت نوازی ہوتی ہے، دوسری قدروں میں یہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔

بچپن کا نقش، نقش کالحجر ہوتا ہے

تو جب ہم کسی مدرسہ یا کسی اسلامی اسکول کو دیکھتے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ذہن میں میں آتی ہیں اور ہم اس اسکول و مدرسہ کی بہت قدردانی کا اظہار کرتے ہیں، اسلئے کہ وہ ایک بیج ہے، اس سے ایک تناور درخت پیدا ہوسکتا ہے، بعض وقت ایک چھوٹی سی چیز انسان کو کہیں سے کہیں پہونچا دیتی ہے، مصر کے ایک بڑے ادیب جن کا ادب میں طوطی بولتا تھا، دین سے انکا کوئی تعلق نہیں تھا، ادب پر کتابیں لکھتے تھے، ادب پر لکچر دیا کرتے تھے اور ادب ہی کی تعلیم دیتے تھے، اور آپ جانتے ہیں کہ ادیب کا دیندار ہونا ضروری نہیں ہوتا، انہوں نے قرآن کے اعجاز پر ایک کتاب لکھی، لوگوں کو تعجب ہوا کہ ان کا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا پھر انہوں نے یہ کتاب کیسے لکھی؟ جب اس کا مقدمہ میں نے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ میں اپنی ماں کی گود میں لیٹا ہوتا تھا اور ماں قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں مجھے ان کی تلاوت اچھی لگتی تھی اور وہ چیز میرے دل میں ابھی تک موجود ہے اور اسی نے مجھ کو آمادہ کیا کہ قرآن مجید کی بلاغت اور اسکے اعجاز پر کتاب لکھوں، آپ سوچئے کہ کس زمانہ کی بات ہے؟ جب وہ نہ بول سکتے ہونگے، ماں کی گود میں ہونے کا کیا مطلب ہے، لیکن وہ جو بیج پڑ گیا تھا، تناور درخت بن

www.abulhasanalinadwi.org

گیا پھر وہ مجاہد اور بڑے دیندار ہوئے اور انہوں نے اپنی زندگی دین کے لئے صرف کردی اور یہ سب کچھ ان کی کتاب کے اس مقدمہ سے پتا چلا، تو آپ اسکو معمولی نہ سمجھئے، گھر کے اندر آپ بچے کے دل میں جو بیج ڈال دیں گے اور پھر مکتب میں اسکو جو سکھا دیں گے وہ زندگی بھر اس کا ساتھ دے گا، اس کو معمولی چیز مت سمجھئے، لیکن ضرورت احساس کی ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں، اگر ہم اس پوزیشن پر راضی رہے اور ہم نے کچھ کرنے کی کوشش نہیں کی تو مستقبل کی بات یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم ہوسکتا ہے وہ بالکل مروت نہیں کرے گا، جس راستہ سے آدمی گذرے گا اس راستہ کے اثرات اس پر پڑیں گے ہماری تمنا سے نہیں ہوگا، ہم چاہیں کہ ہمارا بچہ یہ ہوجائے وہ ہوجائے، اس سے نہیں ہوگا، ایسا کرنے کے لئے ہمیں انتظامات کرنے ہونگے، جتنا آپ چاہیں کہ ہمارا بچہ بڑا انجینئر ہوجائے تو آپ کو ویسی ہی اس کو اعلیٰ تعلیم دینی ہوگی جب ہی وہ انجینئر بنے گا، آپ کی تمنا سے نہیں بنے گا، آپ چاہیں کہ آپ کا بچہ نیک اور صالح بنے اس کے لئے آپ کو اسکا انتظام کرنا ہوگا، لیکن یہ انتظام کب ہوگا جب ہم کو احساس ہو کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں؟ اور اس پوزیشن سے ہم اپنے کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں؟ اس کے جو طریقے ہیں اور لوگوں نے جو تجربے کئے ہیں ان تجربوں سے فائدہ اٹھا کر ہوسکتا ہے، تو ان مکاتب و مدارس کو بھی آپ کمتر نہ سمجھئے، ان کو سمجھئے کہ یہ ایک ضرورت پوری کر رہے ہیں کل ضرورت پوری نہیں کر رہے ہیں یہ سب جانتے ہیں، لیکن ایک ضرورت پوری کر رہے ہیں، اور ان کا ایک کردار ہوگا اور یہ

www.abulhasanalinadwi.org

امت کو فائدہ پہونچائیں گے لیکن عام تعلیم کے اندر ایک مسلمان کی حیثیت سے جو کمی رہ سکتی ہے اسکی تلافی آپ کو کرنی ہوگی، اس کے لئے انتظام کرنا ہوگا، چاہے آپ اصل میں نہیں کر سکتے ہیں تو اس کے ایک پہلو کے لحاظ سے آپ کریں گے، اسلئے کہ اس وقت ہمارے ہاتھ پاؤں گویا کٹے ہوئے ہیں، ہمارے گھروں میں جو تربیت ہورہی ہے وہ ہماری مرضی کے خلاف ہورہی ہے ٹیلی ویژن سے جو تربیت ہوگی اور ہورہی ہے، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ٹیلی ویژن پر جو کچھ دکھایا اور بتایا جاتا ہے وہ ہوا میں تحلیل ہوجاتا ہے، نہیں، بلکہ وہ اپنا نقش چھوڑ جاتا ہے اور بچوں کے اوپر تو بہت زیادہ نقش چھوڑتا ہے اسلئے کہ اس کا دل کھلا ہوا ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جو نئی ہوگی اور اس کو ملے گی اس کو وہ قبول کرے گا، ہم اگر اسکو روک نہیں سکتے تو اسکے علاج کے طور پر ہمیں ایک چیز اختیار کرنی پڑیگی، آپ دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر لوگ جب دوائیں دیتے ہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ ڈاکٹر لوگ جو دوائیں دیتے ہیں ان سے سائڈ ایفکٹ بھی ہوتا ہے تو اسکو دور کرنے کیلئے بھی دوائیں دیتے ہیں تو ہمیں بھی یہی کرنا پڑے گا کہ جو تعلیم کا نظام ہے اس سے ہم بچ نہیں سکتے لیکن ہمیں سائڈ ایفکٹ سے اپنے بچوں کو بچانا ہوگا لیکن یہ کب ہوگا جب ہمیں اپنی ضرورت کا احساس ہو تو تعلیم کے سلسلہ میں جو انتظام ہو چاہے مدرسہ ہو، چاہے مکتب ہو چاہے اسکول ہو جس میں اسلام اور مسلمانوں کی رعایت ہوتی ہو ان تمام کی قدر کرنے کی ضرورت ہے اور تعاون کرنے کی ضرورت ہے، بس انہیں الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں اور اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ قائم ہوا ہے۔ انشاء اللہ اس سے بہتر نتائج پیدا ہونگے۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نئی نسل کی تربیت میں

ماں کا کردار

یہ تقریر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہ نے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ امین آباد لکھنؤ میں استانیوں اور طالبات کے ایک جلسہ میں کی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم ایک لالٹین ہے، جس سے راستہ چلنے کے لئے روشنی ملتی ہے، اگر روشنی نہ ہوتو آدمی ٹھوکر کھا کر گر سکتا ہے، تو جس طرح مادی اور ظاہری راستوں کو دیکھنے کے لئے قندیل اور لالٹین کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اخلاقی اور علمی راہوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اپنے نبیوں کے ذریعہ جو علم بھیجا ہے، اس کو حاصل کر کے اور اس سے روشنی حاصل کر کے ہم اپنی زندگی کے راستے روشن کر سکتے ہیں اور زندگی کو معقول اور کامیاب طریقے سے گذار سکتے ہیں۔

(اسی تقریر سے)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نئی نسل کی تربیت میں

ماں کا کردار

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه أجمعين.

میری عزیز بہنوں اور طالبات!

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمارے باشعور حضرات کے ذہنوں میں بچیوں کی تعلیم کا احساس پیدا کیا، کیونکہ بغیر تعلیم کے ہماری خواتین زندگی کے چیلنجوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور نہ ان مسائل کو بحسن وخوبی حل کرسکتی ہیں جو مختلف ذمہ داریوں کے تحت درپیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم کو ایک روشنی اور قندیل بنایا ہے جس سے زندگی کے نشیب وفراز کا پتہ چلتا ہے اور اچھے برے کا امتیاز ہوتا ہے، علم زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال ہوتا ہے اور مختلف شعبوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے، ایک انسان کی زندگی کے بنیادی شعبے کھانے پینے، رہنے سہنے، اور اپنے ہم جنس لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے اور ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ زندگی گزارنے سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب ضروریات کی تکمیل کے لئے مناسب اسباب ووسائل اس دنیا میں پیدا فرمائے ہیں، آدمی کی غذا کا مسئلہ ہو یا اس کی رہائش کا، اہل وعیال کا مسئلہ ہو یا ان کے ساتھ زندگی گزارنے کا مسئلہ ہو، ان سب کے حل کے لئے جو وسائل چاہئے ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین میں رکھ دیئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والارض مددناها والقينا فيها رواسي وانبتنا فيها من كل شيء موزون . وجعلنا لكم فيها معايش ومن لستم له برازقين. وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم. (سوره حجر. ١٩. ٢١)

اور زمین کو بھی ہم نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اگائی۔ اور ہم نے تمہارے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے اس میں معاش کے سامان پیدا کئے۔ اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم انکو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے سارے اسباب ووسائل پیدا فرمادیئے ہیں اب انسان کا کام ہے کہ وہ ان وسائل کو معلوم کرے اور اپنی ضروریات کے مطابق ان سے فائدہ اٹھائے لیکن زندگی کے وہ شعبے جن کے لئے وسائل کی ضرورت ہے ان میں مومن اور کافر کا فرق ہو جاتا ہے۔ کافر اس دنیا کے اندر جسمانی آرام حاصل کرلے اور عیش وعشرت کی زندگی گزارنے کے لئے ان اسباب ووسائل کو

www.abulhasanalinadwi.org

بروئے کار لاتا رہے اس سے زیادہ کسی اور بات کی اس کو فکر نہیں وہ زندگی کے ان تقاضوں سے بے پرواہ رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی کامیابی کے لئے طے فرمائے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اس دنیا میں چاہے تکلیف میں رہے چاہے آرام میں، آخرت میں اس کو کچھ نہیں ملتا۔ لیکن مومن کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہے کہ دنیا میں بھی اس کو راحت وعافیت عطا کرتا ہے اور آخرت کی راحت بھی اس کے لئے ہے، اس نے اپنے نبیوں کے ذریعہ جو باتیں بتائی ہیں اور جو علم دیا ہے اس سے آخرت کی کامیابی کے ذرائع معلوم کرتا ہے اس طرح اس کو دنیا میں بھی آرام وراحت کے ذرائع معلوم ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی امن وچین کے اسباب معلوم ہوتے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ دنیا وآخرت دونوں سنوار سکتا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کی توجہ عام طور پر صرف دنیاوی تعلیم کی طرف ہوتی اس میں وہ کمال پیدا کرتے ہیں اور وہ سارے وسائل واسباب جو اللہ نے دنیا کے حصول کے لئے مہیا فرمائے ہیں ان کو معلوم کر کے ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس میں مسلمان اور کافر برابر ہیں کیونکہ وہ راستے جس طرح مسلمانوں کے لئے کھلے ہیں اسی طرح کافروں کے لئے کھلے ہیں لیکن مومن کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی بھی سنوار کر دونوں جگہ سرخروئی حاصل کرتا ہے۔ علم انسان کی خصوصیت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو علم کی خصوصیت عطا فرمائی اور اس کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے فرمایا کہ ہم نے انکو یہ علم

www.abulhasanalinadwi.org

عطا کیا ہے۔ بتاؤ تمھیں یہ علم حاصل ہے فرشتوں نے کہا: اے پروردگار اتنا ہی معلوم ہے جتنا آپ نے ہم کو بتا دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بات ہے جس کو تم نہیں جان سکتے، نہیں سمجھ سکتے، ہم نے انسانوں کو دوسری مخلوقات پر جو فوقیت دی ہے وہ اسی علم کے سبب سے ہے۔

علم ایک لائٹین ہے جس سے راستہ چلنے کے لئے روشنی ملتی ہے۔ اگر روشنی نہ ہو تو آدمی ٹھوکر کھا کر گر سکتا ہے۔ تو جس طرح مادی اور ظاہری راستوں کو دیکھنے کے لئے قندیل اور لالٹین کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اخلاقی اور علمی راہوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اپنے نبیوں کے ذریعہ جو علم بھیجا ہے اس کو حاصل کر کے اور اس سے روشنی حاصل کر کے ہم اپنی زندگی کے راستے روشن کر سکتے ہیں اور زندگی کو معقول اور کامیاب طریقہ سے گزار سکتے ہیں۔ یہ ساری باتیں جو انسانی سلیقہ سے تعلق رکھتی ہیں ان میں اس کی ترقی اور کامیابی کا اصل ذریعہ علم ہے، علم کے ذریعہ سے آدمی اپنی صحیح راہ بناتا ہے اور اچھے برے کی تمیز کرتا ہے اور اپنے مقصد کو سمجھتا ہے اور مقصد کے مطابق وسائل اختیار کرتا ہے ان سب کے لئے علم کی ضرورت ہوتی ہے، زندگی میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور جو مطالبات ابھر تے ہیں ان سب کو پورا کرنے کے لئے علم کی ضرورت پڑتی ہے آپ دیکھیں گی کہ جو لوگ علم نہیں حاصل کرتے ان کی زندگی بڑی معیوب زندگی ہوتی ہے، بڑی معذور زندگی ہوتی ہے، وہ بڑے کام انجام نہیں دے سکتے ہیں، وہ اہم کردار انجام نہیں دے سکتے، وہ انقلاب نہیں لا سکتے، وہ لوگوں کی سیرت کو نہیں بنا سکتے، وہ کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

بڑا مقصد نہیں حاصل کر سکتے۔ دیہات کے لوگ ہیں جنہوں نے تعلیم نہیں حاصل کی، ان کا کام کیا ہے، سوائے کاشت کے اور کچھ نہیں کر سکتے وہ بڑا مقصد پورا نہیں کر سکتے، لیکن جب علم آتا ہے تو وہ بڑے بڑے کام انجام دے سکتے ہیں اور خاص طور پر خواتین کی اگر صحیح طور پر تشکیل ہو جائے، ان کی صحیح تربیت ہو جائے تو وہ بت بڑا کام انجام دے سکتی ہیں، بچوں پر جتنا اثر ان کی ماؤں کا پڑتا ہے کسی اور چیز کا نہں پڑتا، اسی لئے اصل کردار واخلاق بچے اپنی ماؤں سے ہی حاصل کرتے ہیں۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ جگہ جگہ ایسے مدرسے قائم ہو رہے ہیں جہاں بچیوں کی تعلیم کا نظم ہو رہا ہے، بچے ہوں یا بچیاں، مرد ہوں یا عورت دونوں کے حقوق یکساں ہیں، دونوں کو اپنی زندگی میں فرائض انجام دینے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں دونوں علم کے معاملہ میں یکساں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مزید قبولیت دے دی ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے تربیت گاہ بنایا ہے، ان کی گودوں میں نئی نسل پلتی ہے بڑھتی ہے اور سیکھتی ہے۔ بچے اور بچیاں دونوں ہی اسی تربیت گاہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں گویا عورت کو بچے کے لئے ابتدائی تعلیم گاہ بنایا گیا ہے اور چونکہ پوری نسل انسانی پہلے بچپن کے دور سے گزرتی ہے پھر بڑی ہوتی ہے لہٰذا پوری نسل انسانی کو ماؤں کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح اس مدرسے کی ضرورت پڑتی ہے جو ماؤں کا مدرسہ ہے اور یہیں پر انکی اچھی تربیت کر کے اچھے راستے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بچے اپنے اخلاق و کردار اور ذہن کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اپنے گھر سے لے کر چلتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں ان کو اصل میں گھر کے اندر ان کی ماؤں کے ذریعہ سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے پھر وہی بڑے ہو کر مدرسوں اور تعلیم گاہوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے خواتین کا معاملہ بڑا اہم ہے اگر ان کو صحیح علم حاصل نہ ہوا اور صحیح باتیں نہیں معلوم ہوئیں تو نئی نسل کو کس طرح تربیت دے سکیں گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ صاحب
ایک رہبر و مثالی شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی
دام مجدہ کا وہ کلیدی خطبہ جو انہوں نے ابنائے
قدیم دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام منعقدہ
سیمینار جامعہ اسلامیہ دہلی میں پیش کیا تھا

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے اس ملک کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان میں برابر ایسے اشخاص پیدا ہوتے رہے جو اس مطلوبہ بیدار مغزی اور صحیح قوت کردار کے حامل رہے، ماضی قریب کے ایسے ہی افراد ہیں ہمارے اس مذاکرۂ علمی کی اختیار کردہ شخصیت حضرت مولا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بھی نمایاں طور سے سامنے آئی، وہ ایک طرف عظیم القدر عالم دین اور دوسری طرف دینی مرشد و مربی، تیسری طرف ملت کے سماجی وملی معاملات کی فکر رکھنے والے رہبرِ قوم اور چوتھی طرف سیاسی بصیرت رکھنے والے کارگزار رہبر تھے

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ صاحب
ایک رہبر و مثالی شخصیت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وخاتم النبيين، محمد و آله وصحبه أجمعين، وبعد!

برصغیر ہند و پاک میں مسلمانوں نے صدیوں حکومت کی، اس دوران مختلف خاندانوں کے حکمراں آئے اور گئے، اور اس بڑے ملک کے معاملات کی انجام دہی میں اپنی اپنی ذہانت اور قوت کار کی تاریخ بنائی۔ ان حکومتوں کا ملک کے عام معاملات میں طرز عمل سیاسی اور غیر مذہبی رہا۔ اس طرح اس ملک کے مختلف مذاہب کو اپنے اپنے طرز پر رہنے اور اپنے ماننے والوں میں اپنے مذہب

www.abulhasanalinadwi.org

وملت کے تقاضوں پر عمل کرنے کی آسانی رہی۔ گذشتہ دوصدیوں کے درمیان برطانوی حکومت کے ہاتھوں میں یہاں کی عنان حکومت آگئی اور انہوں نے ملک کے باشندوں کے لئے اگرچہ سیکولر انداز ہی اختیار کیا لیکن اپنے برطونوی ملک کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملک کو اپنے ملک کی جائداد سمجھا اور اسی کے مطابق سیاسی وانتظامی رویہ اختیار کیا، اور اپنے کو برتر اور ملک کے عوام کو کمتر درجہ کا سمجھنے کا رویہ اختیار کیا، چنانچہ ان سے گلوخلاصی کی تحریکیں چلیں اور ملک کے سب طبقات نے متحد ہوکر جہاد آزادی میں شرکت کی اور طویل جدوجہد کے بعد ۱۹۴۷ء میں ملک کو آزادی ملی۔ اور یہ آزادی شاہی نظام کے بجائے جمہوری نظام کی صورت میں حاصل ہوئی۔

۱۸۵۷ء کے بعد کا دور مسلمانوں کے لئے خاص طور پر بہت سخت گذرا، جب کہ برطانوی استعمار نے اپنے انتقام کا نشانہ زیادہ تر مسلمانوں کو بنایا، اور صرف اسی برصغیر ہی میں نہیں بلکہ مغربی ایشیاء کے مسلم ممالک کو بھی اپنی سامراجی زیادتیوں کا نشانہ بنایا، وہاں اس کی چیرہ دستیوں نے ترکوں اور عربوں کو سخت گزند پہونچائی، اور وہاں مسلمان حکومتوں کو شکستہ اور پراگندہ بنایا۔ ایسے وقت میں ہمارے برصغیر کی بزرگ شخصیتوں نے اپنی صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے امت مسلمہ کے دینی بقاء اور تحفظ کے لئے بڑی کوششیں کیں، چنانچہ ایک طرف اس برصغیر کی آزادی کی لڑائی چھیڑی، اور دوسری طرف مسلمانوں کی دینی وسماجی اقدار کو بچانے کا کام انجام دیا۔ ملک کی آزادی سے قبل اور آزادی کے بعد ایسی بڑی

www.abulhasanalinadwi.org

شخصیتوں کے نام نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

آزادی کے بعد ملک کے جمہوری چوکھٹے میں مسلمانوں کو اقلیت کی حیثیت حاصل ہوئی، اور اقلیت میں ہونے کی صورت میں ان کو اپنے مذہب اور ملی اقدار کے تحفظ کی ضمانت کی ضرورت محسوس ہوئی، جو ملک کے دستور میں ان کو دی گئی ہے، لیکن ایسی کسی ضمانت کے صحیح نفاذ کے لئے خود اقلیت کو بیدار مغزی سے کام لینا ہوتا ہے، اور حسب ضرورت قوت کردار کو صحیح طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے۔

ہمارے اس ملک کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان میں برابر ایسے افراد پیدا ہوتے رہے جو اس مطلوبہ بیدار مغزی اور صحیح قوت کردار کے حامل رہے، ماضی قریب کے ایسے ہی عظیم افراد میں ہمارے اس مذاکرۂ علمی کی اختیار کردہ شخصیت حضرت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت بھی نمایاں طریقہ سے سامنے آئی۔ وہ ایک طرف عظیم القدر عالم دین اور دوسری طرف دینی مرشد و مربی، تیسری طرف ملت کے سماجی و ملی معاملات کی فکر رکھنے والے رہبر قوم اور چوتھی طرف سیاسی بصیرت رکھنے والے کارگذار رہنما تھے۔

انہوں نے اپنی اس چوگوشہ صلاحیتوں اور خصوصیات سے ملک وملت کو بڑی تقویت پہونچائی اور قابل توجہ معاملات کے حل کے لئے خصوصی کارگذاری کا ثبوت دیا۔

انہوں نے ملت کے دو میدانوں یعنی ملت کے تشخص اور اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

شریعت کی حفاظت کی طرف خاص طور پر توجہ دی، ان میں ایک تو خود ملت کے اندرون کے دائرے میں پیش آنے والے معاملات تھے۔ مولانا کو ان کی مبصرانہ اور رہبرانہ صلاحیت کی بنا پر امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کا منصب پہلے ہی حاصل ہو چکا تھا، لہٰذا اس کے ذریعہ مسلمانوں کے شرعی معاملات کے لئے ضروری تدبیر وانتظام سے کام لیا، اور ملت کے اپنے سماجی معاملات اور شریعت اسلامی پر عمل کے نفاذ کی فکر کی۔ پھر اس کام کو نئے قائم ہونے والے پوری ملت کے نمائندہ ادارہ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے ذریعہ مزید وسیع کرنے کی قابل قدر فکر کی۔

دوسرا میدان عمل ان کا شریعت اسلامی کے تحفظ میں ملت کے باہر سے پیش آنے والے خطرہ کا معاملہ تھا جو ملک کے قومی وطنی دائرے کے اندر ابھرتا نظر آنے لگا تھا، اس کے لئے ضرورت تھی کہ شریعت اسلامی کے تحفظ میں دستور کے ذریعہ حاصل کردہ اسلامی شریعت کا حق صحیح طور پر برقرار رہے، چنانچہ جس وقت شریعت کے تحفظ کے سلسلہ میں خطرہ محسوس کیا گیا اور دستور کے دیئے ہوئے حق کی بنیاد پر اس خطرہ کو دور کرنے کی کوشش کی ضرورت سامنے آئی تو اس کے لئے متفقہ طریقہ سے کوشش کرنے کی خاطر مسلمانوں کے اس مشترکہ ومتفقہ فورم آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی، اور اس میں مولانا منت اللہ صاحب نے خصوصی روح رواں کی حیثیت سے کردار انجام دیا، اور پھر زندگی بھر اس کے معاملات ومسائل کے حل میں پیش پیش رہے۔ اور انہوں نے بورڈ کے منتخب جنرل سکریٹری کی حیثیت سے بورڈ کے اول صدر مولانا قاری محمد طیب

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے صدر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاق ومشورہ سے قابل حل مسائل کے حل کا نمایاں کام انجام دیا۔

اس طرح آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذریعہ ان مذکورہ بالا حضرات نے مسلمانوں کے ملی اتفاق واتحاد کی ایک غیر معمولی بنیاد قائم کی جو عوامی سطح پر بالکل منفرد مثال ہے، اور مسلمانوں کی سمجھ داری اور ان کی ملی عزت وشہرت کا بھی ذریعہ ہے۔

مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعلیٰ صفات کچھ تو ان کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے ورثہ میں ملی تھیں جو عظیم عالم دین اور داعی ورہبر ملت تھے، اور کچھ ان میں والد ماجد کی نگرانی اور جذبۂ اصلاح وتربیت کے سائے میں تربیت پانے سے حاصل ہوئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا تھا کہ کس غیرت دینی اور سوز عمل سے ان کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملت کے تعلیمی اور سماجی تحفظ کے لئے کام کررہے تھے، ان کے والد ماجد نے مسلمانوں کے تعلیمی نصاب ونظام کو بہتر بنانے کے لئے ندوۃ العلماء کے قیام کے عمل میں اولین حصہ لیا، اور عیسائیت اور قادیانیت کے فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے مونگیر کو مرکز عمل بنایا اور مسلمانوں کی دینی واخلاقی تربیت کا بھی اس کو مرکز بنایا۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب کے ذہن نے اپنے والد کے جذبۂ دینی وفکر عمل سے یقیناً خصوصی اثر لیا ہوگا۔ چنانچہ اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد انہوں نے ملت کے دینی وسماجی مقاصد کے لئے فکر وجدوجہد کا پورا ثبوت دیا اور

www.abulhasanalinadwi.org

ملت کے دینی وسماجی تحفظ کا کام انجام دیا۔

انہوں نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز مونگیر وحیدر آباد سے کیا، پھر چار سال ندوۃ العلماء میں اور اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں رہے، اور تعلیم مکمل کر کے ملت وشریعت کی نصرت کی ذمہ داری سنبھالی۔

ملت اسلامیہ کے مفاد کی فکر میں ان کا جو حصہ رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، ان کی دوراندیشی، حکمت عملی اور جذبہ وعمل کی داد عام طور پر دی گئی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا بحیثیت صدر بورڈ کے، اور بحیثیت ایک دوست اور شریک عمل کے مولانا منت اللہ صاحب کا ساتھ رہا، انہوں نے مولانا کی وفات پر جو تاثرات تحریر کیے، ان میں وہ لکھتے ہیں:

''مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا احساس ذمہ داری، ملت کے ساتھ ربط وتعلق اور اس کے مصائب وابتلاءات پر دلگیر وفکر مند ہونا، مسلم پرسنل لا کی تحریک ہی میں محدود نہیں تھی، وہ فرقہ وارانہ فسادات، مسلمانوں کی نسل کشی، مساجد کے انہدام وغیرہ کے واقعات پر بھی ایسے ہی فکر مند ہو جاتے تھے، اور ان کے سلسلہ میں کوئی سعی وکوشش اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۸۹ء میں بھاگلپور میں ایک سفاکانہ اور انسانیت سوز فرقہ وارانہ فساد ہوا، مولانا نے اس سلسلہ میں جو کچھ ممکن تھا کیا، انہوں نے ایک بڑا مؤثر اور درد انگیز خط تحریر فرمایا جس میں انہوں نے اپنا دل نکال کر رکھ دیا تھا۔ راقم نے اس مکتوب کو سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

رکھ کر اوراس میں سے کچھ اقتباسات اخذ کر کے اکثریتی فرقہ کے مذہبی پیشواؤں، ملک کے سیاسی رہنماؤں اور ہندوستان کے ممتاز دانشوروں کے نام ایک پُر اثر خط کا مسودہ بنایا جس کی بنیاد اور مواد مولانا ہی کا خط تھا، وہ خط ڈاک اور ملاقات کے ذریعہ سربرآوردہ ترین اشخاص تک پہونچایا گیا، اور جہاں تک اندازہ ہے وہ بے اثر نہیں رہا''۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

''مولانا کی شخصیت اپنی ریاست اور ملک ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ اس عہد کے عالم اسلام کی ممتاز ترین شخصیتوں میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے علم واخلاص، عزم وقوت ارادی، اصابت رائے، توازن واجتماعیت کی ان کی ذات میں ایسی متعدد خصوصیتیں پیدا فرمادی تھیں جن کا ایک شخصیت میں بہت مشکل سے اجتماع ہوتا ہے، اس کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسے متعدد یگانہ دینی وملی تاریخی کام لئے جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مدارس سے علماء دانشگاہوں سے فضلاء، اور سیاسی میدانوں سے اور جدوجہد کے مرکزوں سے قائدین اور زعماء نکلتے رہیں گے، لیکن ہاتف غیب کی صدا کانوں میں آتی رہے گی۔

''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا کی وفات سے نہ صرف امارت شرعیہ بہار واڑیسہ جیسی فعال، مؤثر ومبارک تحریک وتنظیم (جس کی نظیر ملنی مشکل ہے) اور ریاست ہائے بہار واڑیسہ کی دینی وملی قیادت میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کا بظاہر پُر ہونا دشوار

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہوتا ہے، اور نہ صرف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جیسا فعال اور ضروری ادارہ اپنے بانی ومحرک وروح رواں شخصیت سے محروم ہوا بلکہ ہندوستان کی دینی، ملی وفکری قیادت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا، جس کا قحط الرجال کے اس دور میں پُر ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے"۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو بیان کرتے ہوئے ملک کے مایہ ناز مؤرخ وپروفیسر ڈاکٹر خلیق احمد نظامی تحریر کرتے ہیں:

"مولانا رحمانیؒ کی شخصیت بہت ہمہ جہت تھی، اور وہ ہر پہلو سے اپنی مختلف النوع ذمہ داریوں کو پورا کرتے تھے۔ ایک طرف "خانقاہ رحمانی" کی سجادہ نشینی، دوسری طرف "جامعہ رحمانی" کی نگرانی، تیسری طرف دارالافتاء اور دارالقضاء کی تنظیم اور چوتھی طرف پرسنل لا سے متعلق مسائل کا حل۔ وہ ۱۹۴۲ء میں خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں اور ۱۹۵۷ء میں بہار اور اڑیسہ کے امیر شریعت مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے، پھر جناب محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ (اب رحمۃ اللہ علیہ) کی صدارت میں بڑے خلوص اور محنت سے کام کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی فکر اور امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی تنظیمی صلاحیتوں نے ایک پُرآشوب دور میں سرمایۂ ملت کی نگہبانی کی ہے۔

موجوں کی تپش کیا ہے؟ فقط ذوق طلب ہے

www.abulhasanalinadwi.org

پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد!

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ نے وقت کی آواز کو پہچانا، اور پوری دینی بصیرت اور مجاہدانہ عزم کے ساتھ علوم دینی کے احیاء، مسلمانوں کے دینی تشخص کے تحفظ اور شریعت اسلامیہ کی پاسداری میں اپنی عمر گذار دی''۔

معروف عالم دین ومحقق مولانا قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں:

''ان کی خدمات کی فہرست بہت طویل ہے۔ ۳۴ سال تک امارات شرعیہ بہار واڑیسہ کے امیر شریعت رہ کر مسلمانوں کے جملہ دینی ومذہبی امور ومعاملات میں ذمہ دارانہ کردار ادا کیا۔ تقریبا ۱۸ سال تک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے فتنوں اور سازشوں کو ناکام کیا۔ ۴۶ سال تک جامعہ رحمانی مونگیر کی تعمیر وترقی اور تعلیمی وتدریسی خدمت میں لگے رہے۔ ۴۹ سال تک خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں رہ کر ارشاد وتلقین اور بیعت وتربیت کا مشغلہ بھی جاری رکھا۔ مزید برآں سادگی، بے نفسی اور خوردنوازی نے ان کی شخصیت کو پُر کشش بنادیا تھا''۔

حضرات! مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ نے امارت شرعیہ کی ذمہ داری ملنے پر اس کی افادیت کو بڑھانے اور اس کے مقصد کے تحت آنے والے پہلوؤں کو فعال بنانے میں اپنی عالمانہ اور مدبرانہ صلاحیتوں سے جو کام لیا وہ ایک عظیم کام تھا، جس کے نتیجہ میں صوبۂ بہار واڑیسہ کے مسلمانوں کو اپنے شرعی

www.abulhasanalinadwi.org

معاملات اپنے طریقے جاری کرنے اور ان کو انجام دینے میں امارت شرعیہ کے ذریعہ بڑی حد تک خود کفالتی حاصل ہوئی، اور شریعت کے دائرے میں آنے والے ان کے مسائل کا حل خاصی حد تک ایسے ذمہ دارانہ طریقہ سے ہونے لگا کہ صوبہ کی عدالتوں تک کو متعدد معاملات میں اس کے فیصلوں کی تائید کرنا پڑی۔

مولانا رحمۃ اللہ میں دینی حمیت کے ساتھ وسیع النظری کا ایسا انداز تھا کہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے شریعت کے تحفظ کی ضرورت کو انہوں نے پوری اہمیت کے ساتھ دیکھا، اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل میں نہ صرف یہ کہ بنیادی کردار ادا کیا، بلکہ اس کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے حالات کے صحیح جائزہ کے ساتھ شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام دیا۔ یہ وقت تھا کہ اس میں غیر اسلامی ذہنوں کی طرف سے عدم تعاون کی فضا چل رہی تھی۔ ایسے حالات میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا پلیٹ فارم جو ملت اسلامیہ کا متفقہ پلیٹ فارم بن کر ابھرا اس ملت پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ متفقہ پلیٹ فارم کے ذریعہ ہی ملت کے بنیادی مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جاسکتا تھا۔ اس پلیٹ فارم کو ملت اسلامیہ کے صرف اتفاق واتحاد ہی کی طاقت حاصل نہیں ہوئی بلکہ اس کو علم وحکمت کے لحاظ سے متعدد عظیم شخصیتیں کام میں مشارکت وتقویت کے لئے حاصل ہوئیں، جن میں سرفہرست بورڈ کے باوقار صدر مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو مسائل کے حل میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں ان میں ان کا اچھا حصہ

www.abulhasanalinadwi.org

رہا۔

یہ دور تھا کہ اس میں ملت کے بنیادی مذہبی حقوق کے تحفظ کی راہ میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں ان کی اہمیت اور قدر و قیمت کو آج کے حالات میں پوری طرح محسوس نہیں کیا جاسکتا، ان کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے اس عہد کے حالات پر نظر ڈالنے سے صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہ ملک وقوم کی تعمیر اور تشکیل کا دور تھا، اور اہل وطن کے ذہنوں میں مسلم اقلیت کے ملی تحفظ و تشخص کے حق میں ہمدردانہ تصور نہ تھا، ایسے میں ہمارے اسلاف کی کوشش جن میں مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ کی فکرمندی وعمل کی سنجیدہ اور اتحاد واتفاق کی کوشش نمایاں رہی، ایک مشکل ترین کام انجام دینے کی حیثیت رکھتی ہے، ان محترم حضرات نے مسلمانوں کی متفرق قیادتوں کو امت کے اہم ترین مسئلہ یعنی ان کی شریعت کے تحفظ کے لئے آپس کے ایک اتحاد کی لڑی میں پرو دیا، یہ ایک اہم کارنامہ ہے، دیکھنا ہے کہ اب ہم اس وحدت کی کتنی حفاظت کرتے ہیں۔

امت اسلامیہ ہندیہ پر جس کے لئے امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ نے اپنی زندگی کی توانائیاں صرف کیں اس کا حق ہے کہ ان کی یاد کو بھولنے نہ دے، اور اس کے لئے یہ مذاکرۂ علمی ان کا حق ادا کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ میں مبارکباد دیتا ہوں اس مذاکرۂ علمی کے ذمہ داروں کو کہ انہوں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے یہ مذاکرہ منعقد کیا اور اس طریقہ سے ان کے حق کو ادا کرنے کی قابل تعریف کوشش کی۔ ہم سیمینار کے

www.abulhasanalinadwi.org

منتظمین کی اس کوشش کو سراہتے ہیں، انہوں نے اس میں شرکت کرنے اور خطاب کرنے کی مجھ کو بھی دعوت دی، اس طرح مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ کی قدردانی میں مجھے بھی حصہ ملا۔ خاص طور پر مولانا عمید الزماں صاحب کیرانوی کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

وآخر دعوانا آن الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اردو زبان وادب کے ارتقاء میں علماء کی خدمات

غازی پور میں منعقدہ عالمی رابطہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم اور صدر مسلم پرسنل لا بورڈ نے جو خطبہ پیش کیا تھا ——— وہ افادہ اور استفادہ کے پیش نظر اس کتاب میں شامل کیا جارہا ہے، یہ خطبہ حد درجہ گراں قدر، معلومات افزا اور مفید و کارآمد ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہذیب جدید سے کسب فیض کرنے والے حضرات نے مغربی نظریات ادب سے متاثر ہوکر اردو ادب کو بھی نئے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی، جو اردو زبان وادب کی تاریخ کے آخری دور میں ہوئی، لیکن اردو زبان وادب کو شروع کرنے اور اس کو بین الاقوامی سطح کی زبان بنانے والوں کا اردو ترقی وعظمت میں جو حصہ ہے وہ جدید ذہن ودماغ کے حامل لوگوں کی کوششوں کے پیچھے چھپایا نہیں جاسکتا، وہ حصہ علماء دین کے فیض کا مرہون منت ہے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اردو زبان وادب کے ارتقاء میں علماء کی خدمات

بسم اللہ الرحمان الرحیم ٥

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین

سیدنا محمد بن عبد اللہ الامین، و علی آلہ و صحبہ اجمعین،

و من تبعہم باحسان و دعا بدعوتہم الی یوم الدین ٥ اما بعد!

برصغیر کے مختلف علاقوں میں رائج زبانوں میں تقریباً دو درجن زبانیں ایسی ہیں کہ ان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، اور وہ قومی سطح کی حامل قرار دی جاتی ہیں، ان ہی میں اردو زبان بھی ہے، البتہ ان میں سے اردو کو بڑی حد تک مشترک

www.abulhasanalinadwi.org

اور ملک کے بیشتر علاقوں میں کسی نہ کسی حد تک سمجھ لی جانے والی زبان کا مقام حاصل ہے۔ زبان کا آغاز تقریباً تین صدی قبل ہوا، اور بتدریج گزشتہ دو تین صدیوں کے اندر یہ غیر معمولی ترقی پر پہنچی، اور وسیع علاقوں تک پھیلی ہوئی زبان بن گئی، اور اس کو رواج حاصل ہوا، اور اس کے اس رواج میں سب سے زیادہ حصہ مسلمانوں کے علمی اور مذہبی عنصر کو حاصل رہا، بلکہ اس کے مختلف مرحلوں میں علماء ہی کے ذریعہ اس کو تقویت ملی، اور اس میں وسعت اور ترقی پیدا ہوئی، علماء اور اہل دین نے اس کو اصلاح وارشاد اور تعلیم وتربیت کے کاموں میں ایک مشترکہ مؤثر ذریعہ محسوس کرتے ہوئے استعمال کیا۔

اردو سے قبل اور اردو شروع ہونے کے کچھ بعد تک برصغیر میں سرکاری اور علمی زبان مسلمانوں کے اقتدار کے دوران فارسی تھی، اسی میں کتابیں لکھی جاتی تھیں، اور حکومت کے فرامین جاری ہوتے تھے، انگریزوں کے اقتدار میں آنے پر ملک کی سرکاری زبان انگریزی کو بنایا گیا۔ لیکن انتظامی اور علمی کاموں میں فارسی کے استعمال کو فوراً ختم نہیں کیا جاسکا۔ اہل علم کے حلقوں میں وہ کچھ عرصہ تک رائج رہی۔ البتہ مسلمانوں کے اقتدار کے دوران پہلے ہی سے فارسی کے عمل دخل کے ساتھ ساتھ عام بول چال میں اور مقامی طور پر مقامی زبانوں کا استعمال رہا۔ اس طرح گویا دو زبانوں یعنی فارسی اور مقامی زبان کا ایک طرح سے پڑوس بلکہ اختلاط واشتراک نے اردو جیسی ایک مشترک زبان کے وجود میں آنے کی راہ ہموار کی، پھر اس کے مشترکہ زبان ہونے نے اس کو رواج دینے کا

کام انجام دیا۔ خاص طور پر شمالی ہندوستان میں اس نئی زبان کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی، اور چونکہ کسی بھی ملک میں فوج ایک ایسا عنصر ہوتی ہے جو ملک کے مشترکہ زبان ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، لہٰذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ اردو نامی مشترکہ عناصر سے تشکیل پائی ہے، اور ان کے مشترکہ زبان کو فوج کے عنصر میں استعمال کی خصوصیت حاصل رہی ہو۔ یہ بات اس بنیاد پر بھی کہی جا سکتی ہے کہ اردو کا لفظ ترکی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی فوج کے ہوتے ہیں، گویا کہ اس کے نام میں یہ اشارہ دے دیا گیا ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی تعلق فوج سے رہا ہے اور وہیں سے اس کا نام بنا۔

اردو کا رواج بڑھنے اور اس کی سرپرستی اور ترویج میں خصوصی مدد ملنے میں ہم کو شعراء کا بھی خاص کردار ملتا ہے جنہوں نے اردو میں اپنے خیالات کا اظہار خوبصورت شاعری کے ذریعہ کیا۔ جس کی تفصیل اردو شاعری کی تاریخ سے واضح ہوتی ہے۔ لیکن گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس سلسلہ میں زیادہ کردار صوفیاء اور علماء کا نظر آئے گا، جو کہ علی العموم نثر کی صورت میں تھا۔ صوفیاء نے اپنے وعظ و نصیحت میں اور علماء نے اپنے تعلیمی و تصنیفی کام میں اردو کو استعمال کر کے اس کے رواج و ترقی کی راہ بنائی، اور اس کے رواج کو وسیع کیا، اردو کے اسی رواج کے اثر سے علم و ادب و سماجی معاملات کے لحاظ سے مشترکہ زبان کا مرکز ثقل فارسی سے ہٹ کر اردو کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور علمی، ادبی، اور اصلاحی لٹریچر فارس کے بجائے اردو میں عمومیت کے ساتھ تیار ہونے لگا، اور تاریخ کے مطالعہ سے پتہ

www.abulhasanalinadwi.org

چلتا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کی علمی وتربیتی توجہات کا بھی اس سلسلہ میں خصوصی حصہ رہا، اور پھر حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدین کی تحریروں اور ارشاد وتربیت کے کاموں کا بھی حصہ رہا اور اس طرح اردو زبان وادب کو شروع ہی سے علماء اور اہل دین کی سرپرستی حاصل رہی، اور اردو ادب بھی ان ہی کے زیر اثر رہا۔

پھر جب ہندوستان کی آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو اس میں اردو زبان کا خاصا وسیع طور پر استعمال ہوا، اور عوام میں تقریروں اور صحافتی سرگرمیوں میں علی العموم اردو ہی کو استعمال کیا گیا۔ تحریک خلافت اور تحریک آزادی کے سلسلہ میں علماء دین ہی کا خصوصی کردار اردو کی ترقی ورواج میں نمایاں رہا۔ ان کے اردو زبان کو استعمال کرنے نے اردو کو خصوصی طور پر تقویت پہنچائی۔ انہوں نے مدارس قائم کئے، اور ان میں بھی ذریعہ تعلیم کا درجہ اردو کو حاصل رہا، اور پھر درسی کتابیں بھی اس طریقہ سے اردو میں منتقل ہونے لگیں۔ اور تقسیم ملک کے بعد تو اردو کی ترویج وارتقاء کی بڑی ذمہ داری ہمارے مدارس دینیہ کے ذریعہ ہی انجام پانے لگی۔

اردو کی ترقی اور وسعت کے ساتھ اس میں بڑے ممتاز اور تاریخی شہرت کے مالک شعراء بھی پیدا ہوئے، اور مختلف موضوعات کے مصنفین بھی پیدا ہوئے، اور ان کی کوششوں سے اردو کے ارتقاء میں بڑی مدد ملی، اور اس سب میں علماء کا حصہ نمایاں نظر آتا ہے، اسی طرح آزادئ ملک کی تحریک میں علماء دین کی

www.abulhasanalinadwi.org

کوششوں کا جو حصہ رہا وہ عوام کو ملک کی آزادی اور خلافت اسلامیہ کی اہمیت سے واقف کرانے کے لئے ان کو اپنی تقریروں میں اردو سے کام لینے سے بھی اردو کو رواج ملنے کی خصوصی مدد ملی۔ اس کا ثبوت مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کے رفقاء کی خطابت وصحافت میں خاص طور پر نظر آتا ہے۔ اور اس میدان میں ایک طرف خطابت میں سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اور مولانا شبیر احمد عثمانی، اور دوسری طرف صحافت میں مولانا آزاد کا ''الہلال''، ''البلاغ'' بجنور کا ''المدینۃ'' مولانا ظفر علی خاں کا ''زمیندار''، مولانا دریابادی کا ''سچ'' اور ''صدق جدید''، اور وہ رسالے اور اخبارات جو لکھنؤ، دہلی، حیدرآباد اور کلکتہ سے علماء کی تحریروں پر مشتمل نکلتے تھے، ان کا اردو کی ترویج میں بلکہ اس کے ارتقاء میں قابل قدر حصہ رہا، اس کی مثالیں اردو زبان وادب کی تاریخ میں بآسانی دیکھی جاسکتی ہیں۔

اردو کی ترویج وترقی میں اردو کتابوں کی تصنیف واشاعت کے اداروں کا بھی کردار رہا ہے، جن کو علماء غذا فراہم کرتے رہے، مثلاً دارالمصنفین اعظم گڑھ، ندوۃ المصنفین دہلی، اور ندوۃ العلماء کے فرزندوں نے بھی اردو کو اپنی تصنیفات اور تحریروں سے تقویت پہنچائی۔

چونکہ خطابت وصحافت میں اردو زبان وادب کو اختیار کرنے میں علماء دین زیادہ پیش پیش رہے، اور ان کی طرف سے ملک کے عوام کو صرف اصلاح و

رشد کی باتیں، اورتحریک آزادی کے سلسلہ میں ضروری توجہ دہانی ہی نہیں حاصل ہوئیں بلکہ ان کی تقریروں اور مضامین کے ذریعہ اردو زبان کی تراش خراش میں بہتری اور ترقی بھی ہوئی۔ اس طرح اردو زبان وادب کے ارتقاء میں علماء کا جو حصہ رہا، وہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ علماء کے اپنے اپنے ذوق کے تنوع نے بھی اردو اسالیب بیان میں تنوع پیدا کیا۔

اس سلسلہ میں ایک طرف ہم کو مولانا ابوالکلام آزاد کا پھڑکتا ہوا اور ذہن کو جھنجھوڑتا ہوا اردوئے معلّٰی کا اسلوب بیان ملتا ہے۔ دوسری طرف مولانا عبدالماجد دریابادی کا الفاظ اور حسن ادا میں جدت طرازی کرتا طنز آمیز اسلوب ملتا ہے۔ تیسری طرف علامہ شبلی کا پروقار اور عالمانہ انداز بیان رکھنے والا موثر اور بلیغ اسلوب ملتا ہے، اور اسی کے ساتھ ان کے رفقاء میں مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی، اور ان کے شاگردان خصوصی مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی اور مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے اپنے استاد کے اسلوب کو زیادہ بہتر طریقہ سے استعمال کرکے ترقی دی۔

ان کے علاوہ خواجہ حسن نظامی (دہلی) اور ان جیسے اہل ادب علماء نے اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے اپنے انداز واسلوب میں اردو کے قافلہ کو سبک روی اور افادیت کے ساتھ آگے بڑھایا، اس سلسلہ میں اور بھی متعدد نام لئے جاسکتے ہیں، اور ان کے نام لئے جانے کا حق بھی ہے۔ لیکن اختصار کے ساتھ یہ چند نام اور ان کے اثر پذیری رکھنے والے کام جو اردو زبان وادب کے ارتقاء میں اپنا خاص

www.abulhasanalinadwi.org

مقام رکھتے ہیں، بطور نمونہ عرض کر دیئے گئے۔

تہذیب جدید سے کسب فیض کرنے والے حضرات نے مغربی نظریات ادب سے متاثر ہو کر اردو ادب کو بھی نئے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جو اردو زبان و ادب کی تاریخ کے آخری دور میں ہوئی، لیکن اردو زبان و ادب کو شروع کرنے اور اس کو بین الاقوامی سطح کی زبان بنانے والوں کا اردو کی ترقی و عظمت میں جو حصہ ہے، وہ جدید ذہن و دماغ کے حامل لوگوں کی کوششوں کے پیچھے چھپایا نہیں جا سکتا، وہ حصہ علماء دین کے فیض کا مرہون منت ہے۔

اور اب موجودہ عہد میں کم از کم ہندوستان میں اردو کے ارتقاء کا انحصار بڑی حد تک ان ہی جیسے علماء دین پر ہی منحصر ہو کر رہ گیا ہے، اصلاً اب ان ہی کی کوششوں اور ان کے علمی و تعلیمی اداروں کے دائرہ ہی میں یہ کام انجام پا رہا ہے، اور ان کی کوششوں کے دائرہ کے باہر تو صورت حال نازک سے نازک تر ہوتی جا رہی ہے بلکہ کہنے والے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مدارس اگر نہ ہوں اور علماء کا سایہ اردو کو حاصل نہ ہو تو اردو کا بقا کم از کم ہندوستان میں قائم نہیں رہ سکے گا۔ اور یہ مختلف زبانوں سے مختلف خوبیاں اپنانے والی زبان اور نوع بنوع خوبیوں کا حامل اسلوب بیان جو اردو کی شکل میں اس برصغیر کو مسرور و محفوظ کرتا رہا ہے، اس سے ہمارا ملک محروم ہو جائے گا۔ اس کا خطرہ سامنے نظر آنے لگا ہے۔

علماء نے اردو کو اختیار کرنے اور استعمال کرنے میں بڑی فراخدلی سے کام لیا، اس سے اردو کے اسلوب و زبان میں مقامی زبانوں کے مفید اور

www.abulhasanalinadwi.org

پسندیدہ محاورے اور تعبیرات بھی شامل ہوئیں، فارسی کے فصیح انداز بیان اور الفاظ پہلے ہی سے اردو زبان کی زینت بنے ہوئے تھے، اور عربی زبان کے محاوروں اور تلمیحات نے جو علماء کی تقریروں اور تحریروں میں جستہ جستہ ملتی ہیں، مزید وزن اور خوبی پیدا کی۔ اسی کے ساتھ دیگر مقامی زبانوں کے محاورے اور دلنواز الفاظ نے بھی اردو کو دلچسپ بنایا۔ اور اس طرح اردو زبان کا ایسا گلدستہ تیار ہوا جس کے مختلف خوشنما پھولوں کا حسن اور اس کی خوشبو کے تنوع نے اس زبان کو خوان نعمت بنادیا ہے۔

اس وقت علماء اور طالبان علوم دین نے اس کے بقا اور ارتقاء کو اپنی فکر وتوجہ کا مرکز بنا رکھا ہے، جو بڑا قابل قدر اور ضروری فریضہ ہے، اور اس کے ذریعہ اردو کے کم از کم بچ جانے اور اپنی افادیت کے قائم رہنے کا الحمدللہ پورا سامان حاصل ہوگیا ہے۔

حضرات! ہمارا یہ سمینار جو رابطہ ادب اسلامی عالمی کا برصغیر کا ادارہ ہر سال کسی نئے قسم کے ادبی موضوع پر جس کا تعلق اسلامی رجحان سے ہو، کسی اہم مقام پر منعقد کرتا ہے۔ آج اس موضوع پر منعقد کیا جارہا ہے، رابطہ ادب اسلامی ایک عالمی ادارہ ہے اور برصغیر میں اس کے کاموں کی فکر ونگرانی ہم جیسوں کے ناتواں کاندھوں پر ہے، لیکن الحمدللہ ہم کو ملک کے اہل علم وادب سے پورا تعاون ملتا ہے۔

ہمارے اس سمینار کی میزبانی مولانا عزیز الحسن صاحب صدیقی کی

www.abulhasanalinadwi.org

سرکردگی میں مدرسہ دینیہ غازیپور کررہا ہے۔ مولانائے محترم نصف صدی سے زائد مدت سے علم وادب وتعلیم کے رواج وترقی کے لئے جو محنت کررہے ہیں، وہ صرف قابل تحسین ہی نہیں، بلکہ بڑی لائق قدر ہے، آج وہ ہمارے سمینار کی سرپرستی بھی کررہے ہیں۔ سمینار میں اہل فکر وادب جمع ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ مقررہ موضوع پر اچھے مضامین سامنے آئیں گے، اور ہمارا یہ سمینار بھی سابقہ سمیناروں کی طرح کامیابی حاصل کرے گا۔ ہم آپ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں، اور میزبان محترم کی میزبانی کی قدردانی کے ساتھ آپ سب کی آمد کے بھی شکرگذار ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆———☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارس اسلامیہ کا انسانی کردار

ممتاز اہل حدیث عالم مولانا عبدالوہاب خلجی کی دعوت پر ۱۵، ۱۶/ جولائی کو ہمدرد کنونشن سینٹر دہلی میں مدارس اسلامیہ کا انسانی کردار کے موضوع پر ایک نمائندہ کانفرنس ہوئی تھی، اس کانفرنس میں کلیدی خطبہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے دیا تھا جو چشم کشا بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ہمارے مدارس اسلامیہ ہی ہیں جنہوں نے ملک کے اپنے عوام کو صدیوں انسانی اقدار کے راستہ پر چلایا ہے، جس سے روگردانی کی فضا سامراجی ملکوں کے اصحاب کے دیئے ہوئے نظام تعلیم کے اثر سے قائم ہوئی، جس کے دور کرنے کی ہم سب کو کوشش کرنا چاہئے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارس اسلامیہ کا انسانی کردار

بسم اللہ الرحمان الرحیم٥

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد بن عبد اللہ الامین، علی آلہ و صحبہ اجمعین،٥ اما بعد!

یہ اجتماع وقت کے ایک اہم موضوع پر منعقد ہو رہا ہے، یہ موضوع مدارس اسلامیہ کے تحفظ و دفاع اور استحکام نیز ان کی ملّی اور انسانی خدمات کی وضاحت کا ہے، یہ موضوع امت اسلامیہ کی حیثیت اور خصوصیت کے صرف تحفظ اور بقاء کے اسباب ہی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس میں انسانی اعلیٰ صفات کو ہمارے اس نظام تعلیم میں جو اہم جگہ دی گئی ہے، اور اس سے انسانی اقدار و صفات کو جو فروغ حاصل ہوتا ہے اس کو بھی اس میں پیش کرنا مقصود ہے۔ مدارس اسلامیہ کے سلسلہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں شکوک وشبہات ابھارے جانے کا جو سلسلہ چلایا جارہا ہے اس کے ازالہ کے لئے اس میں ضروری بات رکھی جائے گی۔

مدارس اسلامیہ جن کو مدارس عربیہ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، وہ کوئی صرف سرسری اور معمولی مقصد اور طریقہ کار اور صرف کسی محدود وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ ایک اعلیٰ مقصد اور اس کے لئے طویل تجربہ کے نتیجے میں عمل درآمد کرنے کے لئے کوشش کا ذریعہ ہیں۔ یہ مدارس ایک عظیم تاریخ اور اعلیٰ انسانی پیغام کے حامل ہیں، ان کو جو لوگ شک کے ساتھ اور منفی انداز سے دیکھتے ہیں، وہ دراصل تعلیم کے جدید مروجہ نظام کو ہی سب کچھ سمجھ لینے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ تعلیم کے اس جدید مروجہ نظام کی ترویج برطانوی سامراج نے صرف ملک کے عوام کو فائدہ ہی کے لئے نہیں، بلکہ اس میں اس نے اپنی مادی اور حکومتی مصلحت کو اور اپنی برتری اور اپنی تہذیب کی وقعت ذہنوں میں بٹھانے کا مقصد بھی پیش نظر رکھا تھا، چنانچہ اس کو اس کے اس نظام تعلیم کے ذریعے اپنے سامراج کو مضبوط بنانے کے لئے اعوان وافراد بھی حاصل ہوئے۔
اس میں شبہ نہیں کہ اس نظام میں خوش حال زندگی گزارنے کے لئے جس علم اور جن ذرائع سے واقفیت کی ضرورت ہے، ان کا خاص لحاظ رکھا گیا، جس کی وجہ سے اس میں کشش پیدا ہوئی، اور اس کو رواج حاصل ہوا، اور اس سے زندگی کو خوش حال بنانے اور دنیوی ترقی کے ذرائع اختیار کرنے کا راستہ بھی کھلا، جو اپنی جگہ پر ایک مفید مطلب کام ہوا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی پیدا کیا گیا

www.abulhasanalinadwi.org

کہ تعلیم کا اسلامی نظام جو اب تک رائج رہا ہے، اور اس کو باہمت حضرات قائم رکھتے رہے ہیں، اس کو غیر ضروری سمجھا جانے لگا، حالانکہ وہ نظام، جدید نظام آنے تک زندگی کی معاشی ضرورت بھی پورا کرتا تھا، اور مزید یہ کہ اس میں انسانی اقدار وصفات کا خصوصی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ جدید نظام تعلیم میں انسانی اقدار وصفات کو پیدا کرنے کی طرف توجہ کم دی گئی، ان کی جو جگہ سوشل وسماجی علوم کے شعبہ میں ہے، اس میں بھی مادی نقطہ نظر ہی حاوی رہا، جس سے ہماری اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا۔

ہمارا جدید عصری نظام تعلیم جو اصلاً بیرونی طاقتوں کے اہل فکر و ماہرین کے ذریعہ بنایا ہوا ہے، وہ ہماری مادی بہتری اور ترقی کے لئے تو پوری فکر کرتا ہے، لیکن اسلامی کردار کے اعلیٰ مقصد کی طرف توجہ کرنے کی کوئی بڑی ضرورت نہیں سمجھتا، بلکہ ایک طرح سے اس کو ایک بے ضرورت بات سمجھتا ہے، لہٰذا ہمارا اسلامی نظام اس جدید نظام تعلیم کے لوگوں کی نظروں میں اجنبی بن گیا، اور اسے اعتراض کی نظروں سے دیکھا جانے لگا، حالانکہ انسانیت کی اعلیٰ صفات کی اہمیت کو ماننا چاہیے تھا، وسائل زندگی میں جو ترقیات ہوئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں ان کی اہمیت کو پوری طرح تسلیم کرتے ہوئے اسلامی بنیادی تعلیمات، انسانی اقدار اور سماجی سدھار کے ان پہلوؤں کو بھی نئے نظام تعلیم میں شامل کیا جانا چاہیے تھا۔ جن کی حفاظت ہمارے قدیم نظام کی درسگاہیں کررہی ہیں۔

اس وقت بھی یہ زیادتی ہورہی ہے کہ مدارس اسلامیہ کی اہمیت کو نہ ماننے

www.abulhasanalinadwi.org

والے حضرات ہمارے مدارس اسلامیہ کی جو انسانیت کا اعلیٰ اقدار کی حفاظت وتقویت کے داعی ہیں، اوران کو تعلیمی نظام میں مناسب جگہ دینے پر عامل ہیں، بار بار مذمت کرتے ہیں۔

زندگی کی انسانی قدریں وہ قدریں ہیں جن کو دنیا میں مادی برتری رکھنے والے سامراجی نظام نے اپنے نظام تعلیم میں شامل کرنا نہ صرف یہ کہ غیر ضروری سمجھا، بلکہ اپنے خالص مادی، بلکہ استعماری مقاصد کے حصول میں ان کو رکاوٹ کا باعث سمجھتا ہے، لہٰذا ہمارے اسلامی نظام تعلیم کو جو بہت مقصدیت والا اور انسانی کردار کی ضرورت کو پورا حق دینے کی کوشش کرنے والا ہے، تحقیر وتنقیص بلکہ مذمت کا مستحق بنادیا ہے۔ اور میڈیا کے ذریعے اس کو اور اس کے پروردہ لوگوں کو ان اصطلاحات سے موسوم کرنے لگا جن سے اس کی تحقیر لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے، چنانچہ ان کے اس طرز عمل کے نتیجہ میں ان اعلیٰ انسانی اقدار کو کبھی قدامت پرستی اور کبھی بنیاد پرستی کی اصطلاحات سے مذمت کے انداز میں ذکر کیا جانے لگا۔ چنانچہ ان کی ان اصطلاحات کی بنیاد پر ہماری ان انسانی اقدار کی حامل درسگاہوں کو مروجہ ترقی پسند جدید مقاصد کے لئے رکاوٹ قرار دیا جانے لگا، اور پھر بعض انفرادی یا مقامی سطح کے تخریبی واقعات کو ان مدارس کی طرف منسوب کرکے ان کو تشدد پیدا کرنے کی جگہیں قرار دیا جانے لگا، حالانکہ اگر دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو ہمارے اسلامی مدارس سے استفادہ کرنے والا کوئی شخص اگر کسی تخریبی واقعہ میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس سے کئی

گنا تعداد میں عصری درسگاہوں سے استفادہ کرنے والے افراد اپنے اپنے حلقوں میں پائے جاتے ہیں، ہمارے مدارس اسلامیہ میں جس پرامن طریقے سے طلبہ کا نظام چلتا ہے، اس کو دیانت داری سے اگر دیکھا جائے تو وہ عصری درسگاہوں کے مقابلے میں بہت زیادہ قابل قدر اور قابل تعریف نظر آئے گا۔

مزید یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ برصغیر کو سامراجی طاقتوں سے آزاد کرنے کیلئے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے شانہ بشانہ کوشش کرنے میں ہمارے مدارس اسلامیہ کے لوگ ذرا پیچھے نہیں رہے، سامراجی طاقت نے ان کو جتنا اپنا دشمن سمجھا، اور جتنی بڑی تعداد میں ان کے لوگ پھانسی پر چڑھائے گئے ان کے مقابلے میں عصری نظام تعلیم کے افراد تعداد میں ان سے بہت کم نظر آئیں گے، پھر ملک کے عوام کے اخلاق وسیرت اور انسانی کردار کو سنوارنے میں جو کوششیں ہمارے مدارس اسلامیہ کے فرزندوں کی رہی ہیں، ان کے مقابلے میں دوسرے نظام تعلیم میں بہت کم نظر آئیں گی۔

ہمارے مدارس اسلامیہ آسمانی کتاب قرآن مجید اور اپنے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام وسیرت، حدیث شریف کو جس طرح پڑھاتے اور ان سے جو رہنمائی ملتی ہے، اس کے مطابق تلقین وتربیت کرتے ہیں، اس سے انسانی کیریکٹر کی انسانی بنیادیں اور نیک اور اعلیٰ اقدار ان پڑھنے والوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی ہیں، اسلامی تعلیمات میں پرامن رہنے اور دیگر انسانوں کے ساتھ اخلاق ومحبت برتنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، وہ انسانی زندگی کی

www.abulhasanalinadwi.org

صالح تعمیر کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

ملک کے آزاد ہونے اور سامراجی نظام کے ختم ہو جانے کے بعد ضرورت تھی کہ ملک وملت کی اعلیٰ قدروں کو اور اخلاقی طرز عمل کو اہمیت دینے کا جو تقاضا ہمارے مدارس اسلامیہ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کو ہمارے عصری نظام تعلیم کے مراکز بھی اختیار کرتے، اور نصاب تعلیم میں اس کا ضروری حصہ مقرر کرتے، نیز سماجی مضامین جو مغرب کے مادی ذہن رکھنے والوں کا ترتیب دیا ہوا ہے، ان کی اپنی ملت کے صالح ذہن کے مطابق تشکیل جدید کرتے، اس طرح قدیم نظام تعلیم اور جدید نظام تعلیم ایک دوسرے سے قریب بلکہ ہم آہنگ ہو جاتے، اور نظام تعلیم کی وہ دوری جو سامراج کے قبضہ سے پیدا ہو گئی تھی، دور ہو جاتی، لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا، بلکہ سامراج کا شروع کیا ہوا طریقہ کار کچھ زیادہ نہیں بدلا، اس کے نظام فکر وعمل کی پسندیدگی اسی انداز سے قائم ہے۔ چنانچہ ہمارے مدارس اسلامیہ جن خوبیوں کے حامل ہیں، اور انسانی خصوصیات کو مضبوط بنانے اور قوم کی تشکیل میں ان کو سمونے کے لئے جس طرح کوشاں ہیں، ان کی مذمت کی جاتی ہے، بلکہ سامراجی طاقتیں جس طرح برے برے ناموں سے ان کا ذکر کرتی ہیں، ہمارے ہم قوم قائدین کی طرف سے بھی ہونے لگتی ہیں، اور یہ ایک بہت افسوس کی بات ہے کہ غیر تو غیر اپنے بھی اپنے کو برا سمجھنے لگیں اور اپنے اچھے پہلوؤں کو بے سوچے سمجھے نظر انداز کرنے لگیں۔

ہم ان اصطلاحات پر نہ جائیں جو سامراجی ذہن کے لوگوں کی طرف

www.abulhasanalinadwi.org

سے ہمارے مدارس اسلامیہ کے فرزندوں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں، یہ ہمارے مدارس اپنے مادی وسائل کی سطح کے لحاظ سے تو کمزور نہیں، لیکن اپنے مقصد کے لئے کوشش کرنے میں کوتاہ نہیں ہیں، اور اپنی قوم کے اخلاق وسیرت کو صحیح بنانے اوران میں خوبی پیدا کرنے میں ان کا بنیادی اور بہت بڑا حصہ ہے، اس بات کو ہمارے ملک کے قائدین کو اور دانشوروں کو سمجھنا چاہئے، اور ان مدارس کی جو اہمیت اور جو کردار ہے اس پر پردہ نہ ڈالنا چاہئے، بلکہ قوم وملک کی ترقی میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

رہا یہ مسئلہ کہ ان مدارس کے نظام میں حالات حاضرہ کا لحاظ رکھنے کا پہلو کمزور ہے۔ جس کو دور کرنے اور وقت کے تقاضے کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے، تو اس کے سلسلہ میں جتنی بات واقع کے مطابق ہے وہ مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں کے ذہنوں سے ضروری ردوبدل کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، وہ حالات کے لحاظ سے بہر حال ردوبدل سے گذرتا ہے، اور مدارس اسلامیہ کے ذمہ دار بھی ضروری ردوبدل کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کی طرف توجہ کا لحاظ ان کے پیش نظر رہتا ہے، اور اس کے لئے گنجائش پر غور بھی ہوتا ہے۔

بہر حال یہ ضروری ہے کہ مدارس اسلامیہ کی اہمیت کو سمجھا جائے، اور ان کی اہمیت کے مطابق ان کی ہمت افزائی کی جائے، اور ان سے جو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، وہ اٹھایا جائے، اور ان کا ملک وملت کی تعمیر میں جو حصہ ہے، اور انسانی اقدار کو تقویت پہنچانے اور ان کی طرف توجہ دلانے کے سلسلہ میں ان کو جو

www.abulhasanalinadwi.org

کردار ہے، اس کی قدر کی جائے۔

یہ مدارس اپنا ایک اہم اور خصوصی کردار رکھتے ہیں، اور ملک وملت کا انسانی واخلاقی لحاظ سے جو خصوصی مقام ہے اس کو اس خصوصی مقام تک پہنچانے میں ان کا اہم حصہ ہے، اور مسلمانوں کے معاشرہ میں جو اسلامی اقدار کا لحاظ جہاں جہاں پایا جاتا ہے، تحقیق کی جائے گی تو وہ اسلامی مدارس کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اثر سے پیدا ہوا ملے گا۔ اور جہاں اسلامی مدارس کے تعلیم یافتہ کا گذر ہی نہ ہوا ہو وہاں کا معاشرہ اسلام کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ملے گا، بلکہ زندگی کا ایسا طرز ملے گا کہ وہ کسی بھی غیر مذہب یا غیر تہذیب کی چھاپ رکھتا ہوگا، بلکہ ملحد اور بے دین ہوگا۔ اور اسلامی اثر سے بالکل خالی ہوگا، اس طرح اسلامی اقدار کی اہمیت ماننے والے حضرات کے لئے اسلامی مدارس کی افادیت کو سمجھنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔

آج کل کے سنگین حالات میں ہماری ملت اسلامیہ کے لئے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ وہ مدارس کی اہمیت کو خود بھی سمجھیں، اور انسانی کردار کی تشکیل وتعمیر میں ان کی جو بنیادی اہمیت ہے اس سے غیر مسلموں کو بھی واقف کرائیں، اس سے قوم کی صحیح تعمیر کا راستہ بنتا ہے، اور اس کے اعلیٰ مقام کی طرف اس کی پیش قدمی میں مدد ملتی ہے۔

یہ ہمارے مدارس اسلامیہ ہی ہیں جنہوں نے ملک کے اپنے عوام کو صدیوں انسانی اقدار کے راستہ پر چلایا ہے، جس سے روگردانی کی فضا سامراجی

www.abulhasanalinadwi.org

ملکوں کے اصحاب کے دیئے ہوئے نظام تعلیم کے اثر سے قائم ہوئی، جس کے دور کرنے کی ہم سب کو کوشش کرنا چاہئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایک نئی کتاب

خطباتِ ابرار

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گراں قدر، اور دل میں اتر جانے والے خطبات کا خوبصورت اور دیدہ زیب مجموعہ

مرتب

محمد کاظم ندوی

ملنے کا پتہ

مکتبہ ایوب، کاکوری، لکھنؤ - ۲۲۷۱۰۷

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ چاہے گا تو مسلمان پھر اُبھرے گا

مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت
برکاتہ نے جامعہ اسلامیہ سلطانپور میں ملت کو
درپیش مسائل اور موضوعات پر خطاب کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ مسلمانوں میں شعور بیدار ہو چکا ہے، اور زندہ رہنے، باقی رہنے اور اپنی عظمت کو حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان زندہ ہیں، اور زندگی کے سبب رواں دواں ہیں، جو راستے پر چلیں گے، وہ منزل پر پہونچ جائیں گے، ہر جگہ مسلمانوں کا شعور بیدار ہو چکا ہے۔ جو اصحاب شعور اور جذبے کے مالک ہیں، وہ ماضی کی عزت وعظمت کے لئے کوشش کررہے ہیں۔

«اسی تقریر سے»

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ چاہے گا تو مسلمان پھر اُبھرے گا

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد، وآلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

مسلمانوں کی تاریخ عظیم رہی ہے، انہوں نے عظمت حاصل کی وہ محض عظمت ہی نہیں تھی، اس کا راز یہ تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی اور سچی زندگی گزارنے کے عادی تھے۔

کائنات کا سارا نظام اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے اور اس کے سامنے چل رہا ہے، اللہ جب کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے، اسلام کے فیضان کو وجود میں لانے کے لئے ضرورت تھی کہ اس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو لہٰذا جس وقت اسلام آیا اس وقت ایک طرف رومی حکومت تھی، جس کی ایک تہذیب، تمدن اور معیار تھا، دوسری طرف ساسانی حکومت تھی، دونوں کے پاس علم، تمدن، تہذیب، عسکری طاقت اور انتظامی صلاحیت تھی سبھی کچھ تھا، علم وادب میں طاق تھے، طاقتور بھی تھے اور ساری دنیا میں دبدبہ بھی تھا، وہ روس وامریکہ کی طرح سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور طاقتور قومیں تھیں، ان کے درمیان عرب

www.abulhasanalinadwi.org

تھے جو بالکل ان پڑھ تھے، علم سے جو قابلیت اور صلاحیت پیدا ہوتی ہے اس سے ناواقف تھے، ہاں ایک نیا دین اور ایک نیا پیغام پہنچانے کے لئے جو فطری صلاحیتیں ہوتی ہیں، وہ ان میں تھیں، انقلاب انہوں نے قبول کیا، ان کی ساری ترقی اسلام کے سائے میں ہوئی۔

اسلام کا پیغام پہنچانے اور اس کی ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے عربوں نے علم سیکھا اور ڈیڑھ دو سو برس میں دنیا میں سب سے زیادہ علم عربوں کو حاصل ہو گیا، ان کو سائنس کے علوم کی جو واقفیت اور صلاحیت حاصل ہوئی اس کی بدولت وہ دنیا میں منفرد ہو گئے، علم سے ایسے آراستہ ہو گئے کہ دنیا کی ساری قومیں ان سے نیچے ہو گئیں اور ان کے پیچھے ہو گئیں۔

سات سو سال تک مسلمانوں نے بغیر کسی حریف کے علمی زندگی گزاری، چاہے وہ سائنسی میدان میں ہو یا دوسرے علوم میں جو ان کی زندگی سے تعلق رکھتے تھے، اس میں انہوں نے کمال پیدا کیا، آج بھی میڈیکل اور دیگر سائنس کے بہت سے شعبوں کا علم مسلمانوں کا رہین منت ہے، اس طرح پانچ سو سال تک عرب علمی زندگی میں منفرد اور قائد رہے۔

زوال اس طرح شروع ہوا کہ انہوں (مسلمانوں) نے علم پر توجہ دینا چھوڑ دیا اور سمجھ بیٹھے کہ جو عزت حاصل ہے، وہ ہمیشہ رہے گی جب کہ دوسری قوموں نے ترقی کرنا شروع کیا۔

پورے عالم اسلام میں مسلمانوں کو ہر طرف سے نشانہ بنایا جا رہا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف طریقوں سے ان کی شبیہ کو مسخ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، خاص طور سے ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے اور لٹریچر کے ذریعے مسلمانوں کی شبیہ کو مسخ، ان کی اچھی باتوں کو بری باتیں اور نیکی کو بدی قرار دیا جا رہا ہے، انہیں تخریب پسند کہا جا رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اگر ان کو چھوٹ ملے گی تو دنیا اور انسانیت کو تباہ کر دیں گے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ساری دنیا کی ترقی کا خواہشمند ہے، تباہ کرنا تو دور کی بات ہے، اسلام ترقی دینے اور سنوارنے کے لئے آیا ہے، جب تک دنیا کی قیادت، طاقت، سطوت اور علم مسلمانوں کے ہاتھ تھا انہوں نے دنیا کو مالا مال کر دیا۔

مسلمان بہت سے ملکوں میں پہنچے جہاں لوگ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے تھے انہیں تہذیب اور انسانیت سے روشناس کرایا، آدمی بننے کا سلیقہ سکھایا لیکن آج یہ سمجھا جا رہا ہے کہ مسلمان بدسلیقہ ہیں، گندے ہیں، جاہل ہیں، بُری حرکتوں میں مبتلا ہیں، ایسے دلائل اور ایسی شہادتیں ان کے خلاف دی جا رہی ہیں جو قابل تحقیق ہیں۔

الحمدللہ مسلمانوں میں شعور بیدار ہو چکا ہے، وہ زندہ رہنے باقی رہنے اور اپنی عظمت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان زندہ ہیں اور زندگی کے سبب رواں دواں ہیں، جو راستے پر چلیں گے وہ منزل پر پہنچ جائیں گے، ہر جگہ مسلمانوں کا شعور بیدار ہو چکا ہے۔ جو اصحاب شعور اور جذبے کے مالک ہیں وہ ماضی کی عزت اور عظمت کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اخبارات اٹھا کر دیکھئے تو انسان کا سینہ چوڑا ہوتا ہے، محنتوں اور صلاحیتوں کے واقعات سامنے آرہے ہیں، نتیجہ کب نکلے گا یہ بات مستقبل کی ہے۔

حوصلہ انقلاب لاتا ہے، ایک عیسائی حکمراں کی بات جس سے حضور کی توہین ہوئی تھی، صلاح الدین ایوبی کے دل کو لگ گئی، سمجھداری اور حکمت سے کام لیا، دنیا بدل گئی اور بیت المقدس مسلمانوں کو واپس مل گیا، اس دور میں جو خبریں مل رہی ہیں کچھ مشکل نہیں کہ مستقبل شاندار ہو اور عظمت واپس آئے، ضرورت ہوشیاری اور سمجھداری کی ہے۔

بڑی طاقتیں جن کے ہاتھوں میں دنیا کی باگ ڈور ہے ایسے انتظام کر رہی ہیں کہ مسلمان آگے نہ بڑھ سکیں۔

مسلمان اب تک علم میں پیچھے ہیں، تعلیم کا فیصد مسلمانوں میں بہت گرا ہوا ہے، مسلمانوں کا علم سے بہت گہرا تعلق تھا، مگر انہوں نے اس تعلق کو ختم کر دیا، مسلمانوں کو گرانے اور غلط فہمی پیدا کرنے اور غلط انسان بنا کر پیش کرنے میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔

ملک سیکولر ہے، حکومت مسلمانوں اور اسلام کی سرپرستی نہیں کر رہی ہے، ہم نہ تو مطالبہ کر سکتے ہیں، نہ توقع کرنی ہے اور نہ وہ کریں گے، خاص طور پر تعلیم کے مسئلہ میں۔

گجرات کے زلزلے کو ہی لے لیجئے، مادی انداز سے سوچنے والے

www.abulhasanalinadwi.org

زلزلے کی وجوہات بتادیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ زلزلہ اللہ کی طرف سے آتا ہے اور یہ قہر خداوندی ہے، اگر باریکی سے جائزہ لیا جائے تو ایسی چیزیں ملیں گی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ پروردگار ہم سے ناراض نہ ہو۔

تعلیم آدمی کو آدمی بناتی ہے، اس سے صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں، ملک کی طرف سے جو تعلیم دی جارہی ہے وہ ہم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے والی تعلیم ہے، ضرورت ہے کہ ہم نئی نسلوں کو ایسی تعلیم دلوائیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرسکیں۔

حکومت جو تعلیم دے گی وہ سیکولر ہوگی، اگر شرارت ہوگی تو دوسری تعلیم ہوگی، مسلمان بچوں کو تھوڑی بہت کوشش کر کے کم سے کم ایسی بنیادی تعلیم دے دی جائے کہ دین تو باقی رہے، اللہ ورسول کو تو پہچانتے رہیں، نئی نسل جانے گی نہیں تو کیسے سیکھے گی، تعلیم کی فکر کرنی چاہئے، جب تک ہم اس کی فکر نہیں کریں گے ترقی نہیں کرسکتے، تعلیم یافتہ تو ہوجائیں گے۔ لیکن مسلمان نہیں رہیں گے، مسلمان مسلمان نہیں رہے گا تو امت ہی ختم ہوجائے گی، اس وقت میڈیا پر یہودیوں کا قبضہ ہے، اقتصادیات پر یہودیوں کا قبضہ ہے اس کی وجہ سے یہ ہے کہ یہودی لڑکے علم کے پیچھے پاگل ہورہے ہیں۔

ہم اردو زبان کو سنبھال نہیں سکتے، جو نسلیں فکر کرتی ہیں وہ طاقتور ہوتی ہیں، جو کوتاہی ہے وہ ہماری کوتاہی ہے، اردو تعلیم کی خاص طور سے فکر کرنی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

تا کہ ہمارے متعلق درست رائے قائم ہو، اسلام کی طرف سے عورتوں کی تعلیم کی بہت اہمیت بتائی گئی ہے۔

ذرائع ابلاغ اور لٹریچر کی بڑی اہمیت اور ضرورت ہے، اس میں مسلمانوں نے بڑی غفلت کی ہے۔

ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کو کمتر اور ذلیل کر کے پیش کیا، مسلمانوں کے عقائد اور افکار پر اٹیک کیا گیا ہے، مثال کے طور پر ایک مصنف نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب بہت اچھے انداز میں لکھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ آپ نے جو کچھ کیا ایک اچھے لیڈر کی طرح عربوں کی معاشرتی حالت دور کرنے کے لئے کیا اور جو آپ کی عظمت کے واقعات ہیں وہ ایک بہترین لیڈر کی حیثیت سے آپ کی کوشش کی وجہ سے ہیں۔ اس طرح وہ نبوت کی خصوصیت ختم کرنا چاہتا ہے، پڑھنے والا گمراہ ہوگا اور سمجھے گا کہ آپ کی تعریف ہو رہی ہے، جب کہ آپ نبی تھے جو اللہ کا مقرر کردہ ہوتا ہے جب کہ لیڈر افراد بناتے ہیں، اس طرح اسلام کی شبیہ کو بگاڑا جا رہا ہے۔

ہندوستان کے اخبارات میں مسلمانوں کی شرافت، عزت اور عظمت نیز جو مسلمانوں کی اچھی چیزیں ہیں ان کو دبا کر رکھا جاتا ہے، جو نقائص ہیں ان کو اچھالا جاتا ہے۔

کلکتہ میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں سات لاکھ افراد اکٹھا ہوئے، ایک انگریزی اخبار میں خبر آئی کہ چند سو مسلمان جمع ہوئے، یہ طریقہ بہت

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھداری سے اختیار کیا جا رہا ہے۔

ذرائع ابلاغ سے ہمارے متعلق لوگ صحیح بات نہیں سمجھ سکتے، اقتصادیات اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ذہنوں کو بدل دیا گیا ہے، وہ سمجھتے ہیں ہر مسلمان جیب میں چاقو رکھتا ہے اور مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دوسروں کو ذبح کرتا ہے۔

ہمارے پاس ذرائع ابلاغ نہیں، ہم وہ لٹریچر نہیں پیدا کر پا رہے ہیں جس سے دوسروں کو سمجھا سکیں اور اسلام کی خوبیوں کو سامنے لا سکیں، پڑوسیوں اور غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو سن کر حیرت ہوتی ہے، ذرائع ابلاغ کے ذریعے غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہے۔

مسلمان اپنے کو اللہ کی مرضی کے تابع بنائیں، فرشتوں نے اللہ سے کہا کہ ہم اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ ہم اپنا خلیفہ بنائیں گے اور اسے علم وشعور عطا کریں گے۔ اس لئے نائب کی حیثیت سے ہم دنیا میں اس طرح زندگی گزاریں جیسی اللہ چاہتا ہے، جو اصل انتظام والی ہستی چاہتی ہے، نائب اسی کے مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔

اللہ انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے، ان کی فلاح وترقی چاہتا ہے لیکن اس کے بتائے ہوئے طریقے اختیار کرنے کے بعد۔ مسلمانوں نے جب اس بات کو سمجھا اور اختیار کیا تو علم سے فائدہ اٹھایا اور بام عروج پر پہنچ گئے، اللہ چاہے گا تو مسلمان پھر ابھرے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک اس کو خود فکر نہ ہو، لوگوں میں شعور بیدار ہو رہا ہے وہ کوشاں ہیں ملت کے لئے، دین کے لئے، مسلمانوں کے وقار کے لئے، دینداری امت کو اب تک زندہ رکھے ہوئے ہے، پروردگار ہم سے ناراض نہ ہو، اسکو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، ہماری نسل تو رخصت ہو رہی ہے نئی نسل کی فکر کرنی ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت کی حفاظت کا مقصد امت مسلمہ کا مشترکہ مقصد ہے

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا اکیسواں اجلاس بتاریخ ۲، ۳، ۴ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۹، ۲۰، ۲۱ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعہ تا یکشنبہ بمقام ندوۃ العلماء لکھنؤ منعقد ہوا، جس میں بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دام مجدہٗ نے یہ فکر انگیز اور چشم کشا خطبۂ صدارت پیش کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی بھی قوم یا امت میں جو اپنے افراد کی
تعداد اور آبادی کے لحاظ سے وسعت رکھتی ہو،
سب کو متحد رکھنا عموماً خاصا دشوار ہوتا ہے، لیکن الحمد للہ
بورڈ کو یہ فائدہ ضروری حد تک حاصل ہے، اور مسلمانوں
کے دینی تشخص اور تحفظ کی اہمیت کو جو حضرات بھی سمجھتے
ہیں، ان کو بورڈ کے اتحاد کی اس خصوصیت کی اہمیت کا
بخوبی اندازہ ہے۔ رایوں کا اختلاف ہوتا ہے، اور یہ
اختلاف ہونا فطری بات ہے، اور اپنے اور دوسرے کے
کاموں میں نقص کے پہلو بھی نظر آتے ہیں، ان کی
طرف متوجہ کرنا مفید بات ہے، لیکن اس بات کا خیال
رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اظہار اختلاف ایسے اسلوب
میں ہو کہ دلوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو، اور امت کے بنیادی
مقصد کو ان کے اختلاف و اعتراض سے
نقصان نہ پہنچے۔

﴿اسی تقریر سے﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت کی حفاظت کا مقصد امت مسلمہ کا مشترکہ مقصد ہے

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ وبعد!

حضرات! بورڈ کا یہ جلسہ شہر لکھنؤ میں منعقد ہو رہا ہے، اس شہر کو اس کے ماضی کے دور میں ایک خاص تہذیبی صفت حاصل رہی ہے، جس کی شہرت دور دور تک رہی ہے، بات کرنے کا ایک خاص مہذب انداز اور ملاقات کا خاص

www.abulhasanalinadwi.org

تہذیبی طریقہ یہاں کا طرز رہا ہے، جو ''لکھنوی تہذیب'' کے نام سے موسوم تھا، اب یہاں مختلف اطراف کے لوگوں کے آجانے کے بعد اس کی یہ خصوصیت تقریباً ختم ہوگئی۔

تہذیبی خصوصیت کے علاوہ یہاں کے عہد گزشتہ کے علماء نے علمی کاموں میں بڑی شہرت حاصل کی۔ فرنگی محل کے علماء کی شہرت ہندوستان سے باہر ترکستان تک پہنچی، اوران کے تصنیفی فیض کے ذریعہ موجودہ عہد کے علم دینی کے مراکز اب بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فرنگی محل کے علاوہ یہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء قائم ہوا، وہ اپنے مخصوص نظام ونصاب تعلیم کے ذریعہ طالبان علوم نبوت کو خصوصی فیض پہنچا رہا ہے، اور گذشتہ ایک صدی کے دوران اس نے متعدد بڑی شخصیتیں امت مسلمہ کو دیں۔

علم کے علاوہ دیگر میدان کار میں آج سے نصف صدی قبل ملک میں فسادات کا سلسلہ بڑھ جانے سے متفکر ہوکر مسلمانوں کے اہل فکر اسی شہر میں اکٹھا ہوئے اور مجلس مشاورت کی بنیاد رکھی، جس نے اس وقت کے حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے تحفظ کے سلسلہ میں حالات کو سنبھالنے اور سنوارنے کی کامیاب کوشش کی۔ ان مذکورہ خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے تحفظ شریعت کے اس مشترکہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے سہ روزہ اہم اجلاس کے لئے اس شہر کو اختیار کرنا برمحل عمل ہے، ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یہ اجلاس مفید اور زیادہ سے زیادہ کامیاب رہے گا۔

حضرات! ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود خیر امت

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کے تعلق سے دقیع اور موثر سطح کی کارگذاری کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور وہ اپنے معاملات کو اسی سطح سے حل کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں، وہ اس ملک میں اقلیت میں ہونے کے باوجود تعداد کے لحاظ سے دنیا کے دیگر اکثر ملکوں کی پوری پوری تعداد سے زیادہ تعداد رکھتے ہیں۔ اس ملک میں ان کی تعداد چودہ کروڑ سے بیس کروڑ تک بتائی جاتی ہے، اور یہ ملک کے مختلف اور دور وقریب کے حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں، لیکن ملک کی کل آبادی میں ان کی یہ تعداد ۵/ا سے کم ہے۔ اس طرح وہ ایک مذہبی اقلیت ہیں اور ملک کا دستور سیکولر ہے، لہٰذا وہ اپنے مذہبی معاملات میں حکومت سے مدد نہیں حاصل کر سکتے۔ اس لئے اپنے مذہبی معاملات کی حفاظت بھی ان کو خود ہی کرنا ہوتا ہے اور اس کے لئے ان کو خود اپنا نظام بنانا اور چلانا ہوتا ہے جو ان کے علوم دینیہ کے مراکز و مدارس کی سرپرستی سے اور ان کے ملّی اداروں اور جماعتوں کی رہنمائی میں انجام دیئے جاتے ہیں۔

ملک کی اکثریت غیر مسلم ہے، اکثریت کے سیاسی وزن اور حکومت میں اس کی مضبوط نمائندگی کو دیکھتے ہوئے مسلم اقلیت کے رہنماؤں کو اس بات پر بھی نظر رکھنی ہوتی ہے کہ ملک میں کوئی ایسا اقدام یا عمل سامنے نہ آئے جس سے انکی مذہبی حیثیت یا حق کو نقصان پہنچے۔ اسی فکرمندی کا نتیجہ تھا کہ اب سے تقریباً چار دہائی قبل جب شریعت اسلامی میں تبدیلی کی آواز اٹھی تو مسلمان رہنماؤں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی، اور تحفظ شریعت کے کام کے مقصد سے اس کو قائم کیا۔ بورڈ نے اپنی کارگذاری کے لئے امت کے مذہبی احکام اور مذہبی حقوق کے تحفظ کو اپنا دائرہ کار بنایا، اور چونکہ شریعت کی

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت کا مقصد امت کا مشترکہ مقصد ہے کہ امت کے جو دینی تقاضے اور مذہبی حقوق ہیں، ان کو روکا یا ان میں مداخلت نہ کی جائے۔ اس لئے پوری امت کا یہ متفقہ مقصد ہونے کی بناء پر بورڈ میں امت کے سارے مسالک اور گروہوں کی شرکت اور ان کی نمائندگی رکھی گئی، اور بورڈ نے اپنے طریقۂ کار کو صرف مشترکہ یا متفقہ مذہبی معاملات کے ساتھ مخصوص کیا، اور جو اختلافی معاملات ہوں، ان کو انہی کی نمائندگی کرنے والی جماعتوں اور اداروں کے لئے چھوڑ دیا تاکہ یہ مقصد کہ امت کے ''مذہبی تشخص اور تحفظ'' کو نقصان نہ پہنچے، امت کا بنیادی مقصد ہونے کی وجہ سے متفقہ رہے، اور الحمد للہ یہ احتیاط اور لحاظ قائم ہے۔ اس بورڈ کو قائم ہوئے ۳۸ر سال کے لگ بھگ ہو رہے ہیں، اور بورڈ الحمد للہ مسلمانوں کے متفقہ پلیٹ فارم کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود بحیثیت ایک خوددار امت کے اپنے معاملات کو دیکھ رہے ہیں، اور ان کاموں کی طرف توجہ کر رہے ہیں جو ان کو خودکفیل اور ترقی یافتہ بننے والی امت بنانے میں معاون ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کی تاریخ شاندار رہی ہے کہ ان کے اسلاف نے سات آٹھ صدی تک اس ملک میں قائدانہ کردار انجام دیا ہے، جو حکومتی سطح پر بھی تھا اور انسانیت نوازی اور کردار سازی کے میدان میں بھی تھا، کردار سازی کے کام کو مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں اور ثقافتی رہبروں نے انجام دیا، اس طرح انہوں نے ملک کو ترقی دینے اور اس میں وحدت اور ہم آہنگی پیدا کرنے میں بڑا اچھا کام انجام دیا، ان کے اس رہنمایانہ کردار کے ذریعہ ہی اس ملک کو نسلوں اور

www.abulhasanalinadwi.org

مذہبوں کے تنوع کے ساتھ یکجہتی کی خصوصیت حاصل ہوئی، جس کا یہاں کی تہذیب وتمدن پر بڑا اچھا اثر پڑا، اور اس ملک کی خوبیوں میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے اپنے غیر مسلم ہم وطنوں کے ساتھ مغایرت کا نہیں بلکہ اعلیٰ انسانی سلوک کا ثبوت دیا ہے۔

مسلمانوں کو اس سلسلہ میں اس بات سے بھی بڑی مدد ملی کہ ان کا مذہب دین ودنیا دونوں کا جامع مذہب ہے، جو اس کو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا ہے، یہ مذہب اپنی رواداری اور اعلیٰ انسانی کردار کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور اعلیٰ انسانی قدروں کا لحاظ اور اپنے خالق ومالک کے احکامات کے ساتھ پوری زندگی کو وابستہ کرنے کی ذمہ داری بھی ڈالتا ہے جس کو انجام دینے کا کام اس امت نے اپنی گذشتہ تاریخ میں مخلصانہ انداز سے انجام دیا، اور اس کو برابر قائم رہنے والی ذمہ داری سمجھا، یہ دونوں پہلو ہندوستان کی نئی مسلم نسل کو اپنے اسلاف سے وراثت میں ملے ہیں، اور یہ دونوں خصوصیات ایسی ہیں کہ ان کے ذریعہ یہاں کی اقلیت اپنے کو ایک نہایت فعال اور مؤثر امت بنانے میں مدد لے سکتی ہے۔

مسلمانوں کو ایک یہ بات بھی حاصل ہے کہ ایک طرف ان کے افراد ساری دنیا میں پھیلے ہوئے پائے جاتے ہیں، دوسری طرف ان سب کا دینی مرکز بنیادی طور پر حجاز میں ہے، ہندوستان کے مسلمان اپنے اس مرکز اسلام سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی دینی وعلمی معاملات کی انجام دہی میں ممکنہ حد تک خود کفالتی بھی اختیار کرتے رہے ہیں۔ اسی بناء پر اس ملک کے مسلمانوں میں

www.abulhasanalinadwi.org

بڑے بڑے جید علماء دین پیدا ہوئے، اور انہوں نے مرکز اسلام سے دور ہونے سے اگر کوئی خرابی پیدا ہوسکتی تھی تو اس خرابی سے اپنی حسن تدبیر کے ذریعہ بچایا ہے اور مناسب طریقہ سے خود کفیل بنایا ہے۔

اس امت کی یہ وہ خصوصیات رہی ہیں جن کو اس امت نے اپنا کر ایک طرف اس ملک کے باشندوں کو اعلیٰ اقدار پر مبنی ایک مشترکہ تہذیب دی، اور اب بھی ان خصوصیات پر عمل درآمد کر کے وہ اس ملک میں اپنے لئے بڑا مقام بنا سکتی ہے، بلکہ وہ ملک میں مصلحانہ و قائدانہ کردار کا بھی ثبوت دے سکتی ہے، لیکن سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ امت اپنے کو ان اعلیٰ خصوصیات کی حامل امت سمجھے۔ اور متحد ہو کر کام انجام دینے کی ذمہ داری کا احساس کرے، کیوں کہ اتحاد اور ذمہ داری کا احساس ہی وہ قوت ہے جو کسی بھی کام کو اعلیٰ سطح سے انجام دینے میں مدد و معاون ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں اور سخت دشواریوں میں ان کے مخلص رہنماؤں نے جب بھی مقصد کی لگن اور کام میں یکجہتی اور مستعدی کا ثبوت دیا ہے تو حالات کو بدل دیا ہے، اور انسانوں کو اعلیٰ اقدار کا حامل بنایا ہے، اور یہ ان کی تاریخ میں بار بار ہوا ہے، چنانچہ ان کے ہر دور میں ان کی رہبری کے لئے علماء اور اہل فکر ضرورت کی تعداد میں ملتے رہے، اور وہ اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف طریقہ ہائے کار اختیار کرتے رہے، اور موجودہ دور میں بھی باصلاحیت لوگ ہیں، اور وہ مختلف جماعتوں اور اداروں کی شکل میں تقسیم ہو کر امت کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں، البتہ وہ اگر امت کے کاموں

www.abulhasanalinadwi.org

اور ذمہ داریوں کی انجام دہی میں اپنے تنوع اور اختلاف کے باوجود اپنے بنیادی مسائل کے دائرہ میں مقصد کے لحاظ سے یکجہتی اور تعاون پر عمل پیرا رہیں تو امت کی ضرورت بخوبی اور بہتر سطح پر پوری ہو سکتی ہے، ان میں اتحاد و تعاون جس حد تک بھی ہے اس کے مطابق فائدہ ہو رہا ہے، لیکن اگر ان کے اس تنوع میں خدانخواستہ گروہی عصبیت کا عمل دخل ہونے لگا تو یہ ایسا مرض ثابت ہو سکتا ہے جو امت کو سخت نقصان پہنچانے والا اور اس کی طاقت کو توڑنے والا ہوگا۔ یہ مرض صرف اسی امت ہی کے لئے نہیں، بلکہ کسی بھی امت میں پیدا ہو جائے تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ الحمدللہ ہماری امت کے قائدین اور زعماء کو اس بات کا لحاظ ہے، اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس کا ثبوت ہے۔

اس بورڈ کی ضرورت اس طرح سامنے آئی کہ ہندوستان کی مسلم اقلیت کو آزادی کے بعد چیلنجوں سے سامنا کرنا پڑا، ان چیلنجوں میں اس کے مذہبی حقوق کی حفاظت کا مسئلہ قابل فکر بن کر سامنے آیا، لیکن ان پر اللہ رب العالمین کا خصوصی فضل ہوا کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے ممبئی میں، پھر حیدرآباد میں ملت اسلامیہ ہندیہ کے تمام طبقات اور مختلف مکتبہ ہائے فکر و مسالک کے نمائندے جمع ہوئے، اور اپنی مطلوبہ دینی ضرورت کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کی، اس کے بعد سے بورڈ نے الحمدللہ بڑی حکمت عملی اور فکرمندی سے کام انجام دیا۔

اس کام میں اس کی اولین سربراہی حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند بحیثیت صدر اول، اور امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

نے بحیثیت سکریٹری جنرل اول کی، حضرت قاری صاحب کی وفات کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ بحیثیت صدر اور امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانیؒ بحیثیت سکریٹری جنرل ذمہ داری انجام دیتے رہے، ان کی وفات پر مولانا سید نظام الدین صاحب سکریٹری جنرل کی ذمہ داری آئی، اور وہ اس کو برابر انجام دے رہے ہیں، مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وفات پر فقیہ امت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کو صدارت کی ذمہ داری ملی، اور انہوں نے بڑی خدمات انجام دیں، اور امت نے متحد ہو کر پورا ساتھ دیا اور دے رہی ہے، اور متعدد اہم مسائل حل ہوئے۔ آج بھی الحمد للہ مسلمانوں کا یہ مشترک ادارہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ امت کی غرض وغایت اور اس کی مقصدیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام میں لگا ہوا ہے، اور امت کی گروہ بندی وگروہی عصبیت سے اپنے کو علیحدہ رکھے ہوئے ہے، وہ امت کے سب کارگذار گروہوں کے ساتھ یکساں معاملہ رکھتا ہے، اور امت کے سب مسلک اور جماعتیں اس کا متفقہ طور پر ساتھ دے رہی ہیں، یہ بورڈ کی وہ بڑی طاقت ہے جو ایک طرف اس ملک کی اس اقلیتی ملت کے لئے تقویت کا باعث ہے، اور دوسری طرف ملت کے شرعی حقوق کے تحفظ کے کام میں اس سے مدد مل رہی ہے۔ بورڈ کے مختلف کاموں کے لئے اس کو ممتاز اہل علم وکارگذار حضرات حاصل ہیں، جن میں بورڈ کی مختلف کمیٹیوں کے ذمہ دار وکارپرداز ہیں۔

بورڈ نے امت کو ملی ہوئی آسمانی شریعت کے تحفظ کو اپنا اصل مقصد عمل بنایا ہے، وہ اپنی کارکردگی میں اس بات کی فکر رکھتا ہے کہ کم سے کم امت کے

بنیادی مقصد یعنی ان کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے کام میں امت کے سارے کارگذار افراد اور جماعتیں اتحاد و اتفاق کا ثبوت دیں تاکہ امت کو مضبوطی حاصل رہے کیوں کہ وہ اگر اپنے بنیادی فریضہ میں یکجہتی اور وحدت کو اختیار نہ کر سکے گی تو اس کو اپنے ملّی اور دینی تحفظ کا فائدہ حاصل نہ ہو سکے گا۔ ہمارا آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اپنی ذمہ داری کو امت کے مشترکہ اور بنیادی تقاضوں تک محدود رکھتا ہے تاکہ سب کا تعاون حاصل رہے، اور یکجہتی کے ساتھ خطرات کا مقابلہ کیا جا سکے۔

حضرات! کسی بھی قوم یا امت میں جو اپنے افراد کی تعداد اور آبادی کے لحاظ سے وسعت رکھتی ہو، سب کو متحد رکھنا عموماً خاصا دشوار ہوتا ہے، لیکن الحمد للہ بورڈ کو یہ فائدہ ضروری حد تک حاصل ہے، اور مسلمانوں کے دینی تشخص اور تحفظ کی اہمیت کو جو حضرات بھی سمجھتے ہیں، ان کو بورڈ کے اتحاد کی اس خصوصیت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہے۔ رایوں کا اختلاف ہوتا ہے، اور یہ اختلاف ہونا فطری بات ہے، اور اپنے اور دوسرے کے کاموں میں نقص کے پہلو بھی نظر آتے ہیں، ان کی طرف متوجہ کرنا مفید بات ہے، لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اظہار اختلاف ایسے اسلوب میں ہو کہ دلوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو، اور امت کے بنیادی مقصد کو ان کے اختلاف و اعتراض سے نقصان نہ پہنچے۔

حضرات! ہماری حیثیت ملک میں اقلیت کی ہے، جس کی طاقت طبعاً کم ہوتی ہے، اس لئے ہم پر احتیاط اور فکرمندی کی ذمہ داری زیادہ ہے، اکثریتی دباؤ کی طاقت ہم کو حاصل نہیں ہے، لہٰذا ہم کو دانشمندی اور ایک دوسرے کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

تعاون اور برداشت کے ذریعہ ہی اپنا کام انجام دینا ہے، اس میں ہم کو انفرادی یا گروہی اور مسلکی اختلافات سے بلند ہو کر جس قدر ممکن ہو، وحدت سے کام لینا ہے، تاکہ تحفظ شریعت اسلامی کے بنیادی مقصد کو فائدہ پہنچے۔ بورڈ نے اسی لئے تحفظ شریعت کے بنیادی مقصد کے جو مختلف تقاضے ہیں، انہی کو اپنے دائرہ کار میں رکھا ہے، بورڈ نے ان کے لئے علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں بنادی ہیں، جو مقصد کے مطابق کام کرتی ہیں، دارالقضاء کمیٹی، اصلاح معاشرہ کمیٹی، لیگل سیل یعنی قانونی مسائل کمیٹی، تفہیم شریعت کمیٹی، اور بابری مسجد کا مسئلہ بھی بورڈ کی ذمہ داری میں آیا، لہٰذا اس کی کمیٹی بھی ہے جو اپنے سپرد کردہ کام کو انجام دیتی ہے۔ مذکورہ جزوی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں، اسی طرح مختلف پہلوؤں سے کام انجام پارہا ہے۔

دارالقضاء کمیٹی مسلمانوں کے نزاعات کو جو شریعت اسلامی کے دائرے میں آتے ہیں، حل کرنے کے لئے، اصلاح معاشرہ کمیٹی خود مسلمانوں کی طرف سے شریعت اسلامی کے خلاف جو عمل ہو رہا ہے، اس کو روکنے اور توجہ دہانی کے لئے، اور قانونی کمیٹی حکومت یا عدالت کے دائرے میں کوئی خلاف شریعت بات ہوتی ہے تو اس کا حل تلاش کرنے کے لئے اور تفہیم شریعت کمیٹی قانون دانوں اور ججوں کو شریعت کی اہم باتوں سے واقف کرانے کے لئے رکھی گئی ہے، اور اسی طرح دیگر کئی معاملات کی کمیٹیاں ہیں، اور یہ سب کام امت اور شریعت کی نصرت کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ہیں، کارکنان سے اچھی امید کی جاتی ہے۔

ملک کی عدالتوں میں وقتاً فوقتاً کچھ فیصلے شریعت کے حکموں کے خلاف آجاتے ہیں، بورڈ ان سے غافل نہیں رہتا، بورڈ کی طرف سے اس سلسلہ کی کمیٹی توجہ سے کام لیتی ہے، اور قانونی نکات کو سامنے رکھ کر طریقہ عمل پر مشورہ ہوتا ہے، کسی معاملہ میں حکومت کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے تو اس کے لئے بھی فکر کی جاتی ہے۔ عدالت سے رجوع کی بات ہوتی ہے تو اس کا مشورہ ہوتا ہے۔ گذشتہ عرصہ میں مختلف عدالتوں کے ذریعہ شریعت اسلامی کے خلاف جو فیصلے ہوئے ہیں، ان کے سلسلہ میں متعلقہ کمیٹی کے ارکان جو متعدد ماہرین قانون اور علماء فقہ پر مشتمل ہے، آپس کے مشورہ سے قانونی حل پر غور وعمل کرتے رہے ہیں۔ البتہ اس سلسلہ کے اور دیگر متعدد کاموں کی انجام دہی کے سلسلہ میں اخبارات یا عوام کو ہر بات بتانا ضروری نہیں سمجھا جاتا، صرف بورڈ کے جلسوں میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے، اور جن کاموں سے وقتاً فوقتاً لوگوں کو واقف کرانے کی ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے بورڈ کے صدر دفتر سے ''خبر نامہ'' کے نام سے ایک سہ ماہی پرچہ شائع ہوتا ہے، اس میں بورڈ کی کارکردگی آتی رہتی ہے۔

حضرات! شریعت اسلامی کے تحفظ کے بھی متعدد پہلو اور مختلف الجہات کام ہیں، جن میں خاص طور پر قانونی پہلوؤں کی فکر، اصلاح معاشرہ کی کوششیں اور قضاء شرعی کے قیام وغیرہ کے زیادہ اہم کام ہیں۔ لہٰذا بورڈ بنیادی طور پر ان ہی پر توجہ کرتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر ملّی معاملات کو اصلاً دیگر ملّی جماعتوں کے دائرہ کار کا سمجھتا ہے۔ اس طرح بورڈ اور دیگر ملّی جماعتوں کے درمیان تقسیم عمل ہو کر ملت کی ضرورتوں کی انجام دہی آسانی ہو جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرات! اس ملک میں مسلمانوں کے اقلیت میں ہونے کی صورت میں ان کے اسلامی تشخص کی بقاء اور ان کے قوانین شریعت کے تحفظ کے لئے دو اہم ترین ذریعے ہیں، ایک ذریعہ تو ملک کے دستوری و عدالتی اداروں میں دانش مندانہ نمائندگی کا ہے، اور دوسرا ذریعہ دینی تعلیم کے شرعی ادارے اور عصری تعلیم کے مسلم اقلیتی ادارے ہیں، جو اپنے مذہب کی خصوصیت کی رعایت کے ساتھ چلائے جاتے ہیں، اول الذکر ذریعہ مسلمان اقلیت کے مذہبی حق کے تحفظ و بقاء کے لئے کوشش کا ذریعہ ہے، اور آخر الذکر ذریعہ اس سیکولر ملک میں مسلمانوں کو دین سے واقف کرانے اور اس پر عمل کرانے کا کام انجام دینے والا ذریعہ ہے۔ ہمارے دینی اداروں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات سے پوری واقفیت ہوتی ہے، ان کو اپنی دینی مصلحت کے مطابق چلانا پڑتا ہے تاکہ مقصد کے مطابق کام انجام پائے، انہی کے ذریعہ اس ملک میں اسلام کا بقاء ہے، ان تعلیمی اداروں کے چلانے کے سلسلہ میں کسی طرح کی مداخلت یا اثر اندازی حکومت یا اکثریت کی طرف سے بہت نقصان رساں عمل ہے، جو ہم کو قبول نہیں کرنا ہے، ہمارے ان ہی اداروں سے علم دین سے ماہرانہ واقفیت رکھنے والے اور دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے والے افراد پیدا ہوتے ہیں جو پوری امت کو اس کی راہ مستقیم سے ہٹنے سے بچاتے ہیں۔

بورڈ نے دین کے تحفظ کے ان ذریعوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو ضروری نظم ہوسکتا ہے وہ کیا ہے، چنانچہ اول الذکر ذریعہ کا جو قانونی پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے، اپنی لیگل سیل کمیٹی اور تفہیم شریعت کمیٹی کے ذریعہ، اور دار القضاء

www.abulhasanalinadwi.org

کے مراکز کے قیام اور اصلاح معاشرہ کی کوششوں کے ذریعہ انتظام کرتا ہے، اور دینی اور اقلیتی مسلم اداروں کے بقاء کے لئے بھی جو فکر رکھنا چاہئے وہ کرتا ہے، چنانچہ مدرسہ بورڈ کی تجویز کو دینی تعلیم کے اداروں کے لئے نقصان دہ سمجھ کر اس کی مخالفت اختیار کی۔ دینی تحفظ و بقاء کے مذکورہ ذریعوں کی طرف ہم کو پوری توجہ کرنا ہوگی، اور ان کی اہمیت کے لحاظ سے ہم کو ان کی فکر کرنا ہوگی۔

حضرات! مذکورہ بالا کام وسیع دائرۂ کار رکھتے ہیں، اور ان کے اکثر کارگذاروں کو یہ کام عموماً رضا کارانہ جذبے اور طریقے سے انجام دینا ہوتا ہے، ایسے حضرات بورڈ کو الحمد للہ حاصل ہیں، پھر بھی ضرورت کی وسعت کو دیکھتے ہوئے کارگذار افراد کی کمی سامنے آتی رہتی ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، کاموں کی وسعت و اہمیت کو دیکھتے ہوئے بجٹ کی کمی بھی سامنے آتی ہے، اس کمی کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ملت چونکہ پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور ملک کا عدالتی نظام بھی بہت سے مرکزوں میں پھیلا ہوا ہے، ان سب کو کام کے دائرہ میں لینے میں مذکورہ بالا دونوں طرح کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس بات کا اثر کاموں پر پڑتا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے کام کے لئے خاص طور پر بڑی وسعت کی ضرورت ہے، اصلاح معاشرہ کمیٹی اپنے کنوینز اور بورڈ کے سکریٹری مولانا سید محمد ولی رحمانی کی فکر و توجہ سے ہمہ جہتی انداز سے فعالیت کے ساتھ کام کر رہی ہے، اور محترم مولانا ولی رحمانی صاحب اس کے لئے محنت و لگن سے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن کام کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اس کے لئے وسائل و افراد کے بڑھنے کی ضرورت

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، تاکہ سماج میں پھیل رہی برائیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔ بورڈ کے کاموں میں محترم عبدالرحیم قریشی صاحب کی توجہ وفکرمندی بھی بڑی لائق قدر ہے۔ بورڈ کی کمیٹیوں کے سب کنوینر حضرات بھی جس فکرمندی سے کام کررہے ہیں اس سے بورڈ کو بڑی تقویت ہے۔

اس طرح بورڈ کے سامنے تحفظ شریعت کے مختلف پہلوؤں کے کاموں کی جو ذمہ داری ہے، وہ کارگذار ارکان حضرات کے تعاون سے انجام دی جاتی ہے، انشاء اللہ بورڈ کو سب کا تعاون ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو امت اور شریعت کی نصرت کے کام کی پوری توفیق عطا فرمائے اور مدد کرے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عالم اسلام میں بیداری پیدا کرنے والے خطبات کا مجموعہ

خطباتِ مفکر اسلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جمع وترتیب محمد کاظم ندوی

جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم

ملنے کا پتہ مکتبہ ایوب کاکوری، لکھنؤ ۲۲۶۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں آزادی و مساوات کا جامع تصور

مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مورخہ ۲۳؍اپریل ۲۰۱۰ء کو یہ توسیعی خطبہ خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ میں اس کے ڈائریکٹر محترم جناب امتیاز احمد صاحب کی دعوت پر دیا۔ سامعین نے اس خطبہ کو بے حد سراہا، اور خطبات کی دنیا میں ایک اضافہ قرار دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مساوات کے سلسلے میں مغربی تصور نے جو اصول دیا، اس کا یہ مفہوم ہے کہ کوئی دوسرا شخص ہم سے بڑا نہیں ہے اور اسلام نے جو اصول دیا، اس سے یہ تصور بنا کہ ہم دوسروں سے بڑے نہیں ہیں، اب آپ دیکھئے دونوں تصوروں کے درمیان فرق کے نتیجے میں کتنا بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے، اسلامی اصول و مساوات کے لحاظ سے ہر آدمی دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے گا، اور دوسرے کے ساتھ تواضع اختیار کرے گا، اپنے کو بہتر بنانے کی کوشش کرے گا، اور مغربی اصول و مساوات سے یہ اثر پڑے گا کہ آدمی دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھے گا، اور اس کے مقابلے میں بڑا بننے کی کوشش کرے گا، اور اس سلسلے میں ظلم و جبر تک جب بات پہنچے گی تو خود غرضی کا چلن عام ہوگا جیسا کہ مغربی معاشرے میں ہو رہا ہے کہ بچہ بھی اپنے بڑے کو بڑا نہ سمجھے، اور بڑا اپنے بچے کو اپنی طرح بڑا سمجھنے پر مجبور ہو۔

﴿اسی تقریر سے﴾

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں آزادی ومساوات کا جامع تصور

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وخاتم النبیین سیدنا محمد، وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔
ومن تبعہم باحسان ودعا بدعوتہ الیٰ یوم الدین۔ وبعد!

اسلام میں انسانی آزادی اور مساوات کا تصور بڑا متوازن اور جامع تصور رکھا گیا ہے، اس کے تحت سب انسانوں کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے، اگر ترجیح کسی کو دی گئی تو صرف اس کے نیک خصلتی اور نیک کاموں پر بڑھے ہونے پر ہی دی گئی ہے۔ اس تصور کا اعلان خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

"یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالآباء، الناس من آدم و آدم من تراب۔ (اے قوم قریش، اب جہالت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا، تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور آدم مٹی سے بنے تھے)

اور یہ آیت تلاوت فرمائی تھی:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ [سورہ حجرات:۱۳] ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

پھر ایک دوسرے موقع پر پوری انسانی برادری کو یہ پیغام دے کر نسلی، قومی، لسانی، علاقائی بنیاد پر قائم کیے گئے تمام فروق کو مٹا دیا اور فرمایا:

ایها الناس ان ربکم واحد، و ان اباکم واحد، کلکم لآدم، و آدم من تراب، ان اکرمکم عندالله اتقاکم، و لیس لعربی علی اعجمی فضل الا بالتقویٰ۔ (کنزالعمال)

اے لوگو! تمہارے رب ایک اور تمہارا مورث اعلیٰ بھی ایک ہے، تم سب آدم کے ہو اور آدم مٹی سے تھے، تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی یعنی نیک خصلتوں والا انسان ہے، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں مگر سوائے اس کے کہ تقویٰ یعنی خصلت کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے تمام انسانوں کو دو وحدتیں عطا

www.abulhasanalinadwi.org

کیں: ایک وحدت رب کی کہ سبھی کا پالنے والا ایک اللہ ہے، اور ایک وحدت بشریت کہ سارے انسانوں کے مورث اعلیٰ ایک ہیں، سیدنا آدم علیہ السلام اور ان سے اس نسبی نسبت ہی کی بنا پر سب انسانوں کو آدمی کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ تمام انسانوں کو یکساں عزت وعظمت عطا کی ہے اس کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "الخلق عيال الله، فاحب الخلق الى الله من أحسن الى عياله" [سنن بیہقی] (خدا کی پیدا کردہ یہ مخلوق خدا کا کنبہ (یعنی اس کی کفالت اور ذمہ داری میں) ہے اور اللہ کو اپنی اس مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اللہ جو بڑی رحمت والا ہے، ان پر رحم کرتا ہے۔ فرمایا:

الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض يرحمكم من فی السماء [سنن ابی داؤد] رحم کرنے والوں پر اللہ جو بہت رحم کرنے والا ہے رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا تم پر رحم کرے گا)

اور اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے، اور ہر طرف سے لوگ پروانہ وار ٹوٹ پڑے تھے، اس میں غلاموں کے ساتھ پورے انسانی سلوک اور عورتوں کے ساتھ اخلاق اور رواداری کے سلوک کی تلقین فرمائی، اور انسانیت نوازی کا وسیع

www.abulhasanalinadwi.org

اور متوازن پیغام دیا جس کو اسی عہد سے مسلمانوں نے جاری وساری کیا، چنانچہ اسی کی بازگشت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلفیہ ہونے پر ان کے پہلے خطبہ میں ملتی ہے، جس میں انہوں نے انصاف کی پابندی اور صاحب حق کے حق کی ادائیگی کا اعلان کرتے ہوئے یہ خاص نکتہ ظاہر فرمایا ہے کہ: تم میں سے جو مظلوم اور کمزور ہوگا، وہ میرے لئے مضبوط اور قوی ہوگا، حتیٰ کہ میں اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تم میں سے جو ظالمانہ قوت والا ہوگا وہ میرے حساب سے کمزور ہوگا، جب تک کہ میں اس سے اس کے مظلوم کا حق نہ دلوا دوں، یعنی مظلوم کو اس کی مظلومیت دور کر کے اس کو اس کے حق کے مطابق قوی نہ بنا دوں، یعنی میں چونکہ سب کے حقوق کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں اور ان میں کسی کا حق اگر تلف کیا جا رہا ہے تو اس کے انصاف کا حق دار ہونے کی وجہ سے اس کی مدد کرنا اپنے اوپر ذمہ داری سمجھوں گا، اور ظالم اور دوسرے کا حق تلف کرنے والے کی بڑائی اور اس کے زور کو توڑنے کے عمل کو اپنی ذمہ داری سمجھوں گا۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے عہد میں جب ان کو معلوم ہوا کہ مصر کے مسلمان عرب حاکم کے لڑنے نے اپنے ایک مصری ساتھی جس سے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا تھا ناراض ہو کر ایک ہاتھ مار دیا اور کہا کہ لو یہ ایک معزز شخص کا ہاتھ ہے، تو انہوں نے مصری حاکم کو ان دونوں صاحب معاملہ کے ساتھ طلب کیا، اور مصر کے عام آدمی کو کہا کہ تم اس مارنے والے سے انتقام لو اور اسی طرح ہاتھ مارو جس طرح اس نے مارا تھا، اور مصری حاکم سے جو قریش ہی کے معزز فرد تھے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ ”متیٰ استعبدتم الناس

و قد ولدتهم امهاتهم احرارا" (کہ کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنالیا حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے)

اسی طرح بصری شام کے ایک حاکم وراجہ جبلہ بن ایہم جو نئے نئے آکر مسلمان ہوئے تھے، اور طواف کرنے میں ایک عام آدمی کا پیر ان کی چادر پر پڑ گیا جس سے وہ گرتے گرتے بچے، انہوں نے اس غصہ میں آکر اس عامی آدمی کو طمانچہ ماردیا کہ ہم راجہ اور یہ معمولی پرجا اس نے ہمارے ساتھ اہانت کا معاملہ کیا، تو امیر المومنین خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ یہ عامی آدمی اسی طرح طمانچہ لگائے، یہ سن کر جبلہ بن ایہم اپنی اہانت کے اس احساس کے تحت کہ عوام کا ایک معمولی آدمی ہم جیسے راجہ کو مارے ناپسند کرتے ہوئے اسلام سے برگشتہ ہوئے اور اپنے وطن واپس چلے گئے، اور اسلام سے ہٹ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پرواہ نہیں کی، اور ان کو اسلام پر باقی رکھنے کے لئے سزا میں تخفیف نہیں کی۔

اس سے جہاں انسانی مساوات تمام انسانوں کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کا واضح پیغام ملتا ہے اور عدل وانصاف قائم کرنے کا شاندار نمونہ سامنے آتا ہے وہیں یہ شاندار جذبہ بھی سامنے آتا ہے کہ ہر انسان کو عدل وانصاف کا جو حق بنتا ہو اس کے دلانے میں کسی کی مدارات اور رعایت نہیں۔

اسلام نے جس آزادی ومساوات کی تعلیم دی وہ خرابی کو درست کرنے کی تھی، اس میں توازن اور انصاف کو بنیاد بنایا گیا، اس میں کردار واخلاق کا لحاظ بھی رکھا گیا، تجربہ کار و نا تجربہ کار کے فرق کو بھی ملحوظ رکھا گیا، اس کے نتیجے میں

www.abulhasanalinadwi.org

متوازن آزادی اور منصفانہ مساوات کے شاندار نمونے سامنے آئے، مساوات انسانی کے سلسلے میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس جملے سے اصول متعین ہوا کہ "لا فضل لعربی علی عجمی، ولا لأبیض علی أسود الا بالتقوی" اور "کلکم من آدم و آدم من تراب" کہ یہ سب انسان اولاد آدم ہیں، لہٰذا آپس میں برابر ہیں، البتہ ان کے درمیان صفات و اخلاق کی بلندی و پستی کے فرق کا لحاظ ہوگا، آدم مٹی سے پیدا کئے گئے اور اس میں وہ سب برابر ہیں، ان میں سے جن کو انسانی خصوصیات کی بناء پر برتری ہو تو ان کو برتری ملے گی۔

مساوات کے سلسلے میں مغربی تصور نے جو اصول دیا، اس کا یہ مفہوم ہے کہ کوئی دوسرا شخص ہم سے بڑا نہیں ہے اور اسلام نے جو اصول دیا، اس سے یہ تصور بنا کہ ہم دوسروں سے بڑے نہیں ہیں، اب آپ دیکھئے دونوں تصوروں کے درمیان فرق کے نتیجے میں کتنا بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے، اسلامی اصول و مساوات کے لحاظ سے ہر آدمی دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے گا، اور دوسرے کے ساتھ تواضع اختیار کرے گا، اپنے کو بہتر بنانے کی کوشش کرے گا، اور مغربی اصول و مساوات سے یہ اثر پڑے گا کہ آدمی دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھے گا، اور اس کے مقابلے میں بڑا بننے کی کوشش کرے گا، اور اس سلسلے میں ظلم و جبر تک جب بات پہنچے گی تو خودغرضی کا چلن عام ہوگا جیسا کہ مغربی معاشرے میں ہو رہا ہے کہ بچہ بھی اپنے بڑے کو بڑا نہ سمجھے، اور بڑا اپنے بچے کو اپنی طرح بڑا سمجھنے پر مجبور ہو۔

اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں جس میں ہر انسان کو اس کے انسان

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کا حق دینے کا خیال کیا گیا، یہ انسانی مساوات اسلام کا وہ اصول ہے جو نہایت متوازن اور جامع اصول ہے، جو اس سطح پر دوسروں کے یہاں اس طرح نہیں ملتا، آزادی ومساوات یہ انسانی حق اسی اصول پر مبنی ہے کہ تم آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کی اصل مٹی ہے، لہٰذا تم سب برابر ہو، گورے ہو یا کالے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہو، تم سب عام حالات میں یکساں ہو تم کو تمہارا حق مساویانہ ہوگا اس کے ساتھ ہم انسان کی نفسیاتی کیفیت کو دیکھتے ہیں تو اس میں نفسیاتی رجحان پاتے ہیں کہ جب اس کی معاشرتی زندگی میں احساس برتری اور احساس کمتری پیدا کرنے والے مواقع آتے ہیں تو ان مواقع پر وہ اگر اپنے کو نہ سنبھالے تو ان سے متاثر ہو کر انسانی مساوات کو نظر انداز کر دیتا ہے، چنانچہ اس کیفیت کی بری مثالیں سامنے آیا کرتی ہیں، کیوں کہ ہر انسان کے دل میں جو خواہش نفس ہوتی ہے وہ برے کردار پر اور اخلاق سے گری ہوئی باتوں پر آمادہ کرتی ہے، اسی کے نتیجہ میں انفرادی وسماجی زندگی میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کہ اس کو روکنے کے لئے اسلام میں زوردار تاکید کی گئی ہے کہ ہر فرد کو آزادی کا جو حق حاصل ہے اس کو حسب ضرورت کنٹرول کیا جائے، اسی کے لئے اسلام نے انسانی آزادی کے حق کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے ضروری ہدایات دی ہیں، اس طرح بے لگام آزادی سے معاشرہ میں جو خرابی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ان انسانی معاشروں میں ہو رہا ہے جہاں فرد کی آزادی پر کنٹرول کو مناسب نہیں سمجھا جاتا اور فرد کی برائیوں کو روکا نہیں جاتا، اسلام میں روکا گیا ہے، اسلام میں فرد کو اس کا حق آزادی پوری فراخ دلی کے ساتھ دیا گیا ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

خواہش نفس کی برائیوں پر پوری روک لگائی گئی ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں ان برائیوں کا نام لے کر روکا گیا ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے قوانین مقرر کئے گئے ہیں۔

چنانچہ اسلامی معاشرہ میں ہر انسانی فرد کو اپنی آزادی کنٹرول کے ساتھ استعمال کرنا ہوتا ہے اس کی اعلیٰ مثال یہ ہے کہ زنا کے ارتکاب ہو جانے پر خود مرتکب زنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی غلطی سے مطلع کرتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ ہم کو اس گناہ کی سزا دلائیں تاکہ دوسری زندگی میں آخرت میں سزا سے بچ جائیں، یہ سزا جان لیوا سزا تھی لیکن اس کے باوجود وہ سزا پر اصرار کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مہلت دیتے ہیں، مہلت گذرنے پر پھر آکر اصرار کرتا ہے اور برابر اصرار جاری رکھتا ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کی سزا دیتے ہیں، اور یہ اسلام نے اپنے نفس کی برائیوں پر کنٹرول کرنے کا جو نظام مقرر کیا ہے اسی کا نتیجہ تھا۔

اس کے مقابلہ میں مغربی فلسفہ آزادی کا نتیجہ دیکھئے کہ وہاں فرد کی انفرادی زندگی کو جو آزادی دی ہوئی ہے وہ بلا قید و بلا کنٹرول ہے چنانچہ دیکھئے اس کے کیا نتائج پیش آرہے ہیں۔ اسلام میں فرد اور معاشرہ دونوں کی خرابی کو روکنے اور کنٹرول کرنے کی ذمہ داری ایک طرف مسلمان حاکم پر عائد کی گئی ہے تو دوسری طرف خود خاندان کے بڑوں اور ذمہ داروں پر بھی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ جن کی زیر سرپرستی نئی نسل تیار ہوتی ہے، اگر نئی نسل کے ذہن میں فرد کی انسانی زندگی میں انسانی مزاج پیدا کرنے کی کوشش کا احساس ہو جو اس میں اسلام کی

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیمات پیدا کرتی ہیں اور اس کا لحاظ انسان کے بچپن ہی وقت سے انتظام کے ذریعہ بڑا اچھا انسان بن سکتا ہے، پھر اس کے نتیجہ میں انسانی معاشرہ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور حقوق کی ادائیگی کا عمل جاری وساری ہوسکتا ہے،

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ موجودہ رائج الوقت تہذیب وتمدن میں فرد کی آزادی کا جو تصور اختیار کیا گیا ہے اور اس کو تربیتی نظام میں بھی اپنایا گیا ہے اس میں صرف مادی ترقی اور ذاتی منفعت ہی کو مقصد کا درجہ دیا گیا ہے، چنانچہ موجودہ تمدن میں جو مغرب میں رائج ہے تربیتی نظام میں بھی اپنایا گیا ہے اس میں صرف مادی ترقی اور ذاتی منفعت ہی کو مقصد کا درجہ دیا گیا ہے چنانچہ موجودہ تمدن میں جو مغرب میں رائج ہے تربیتی نظام کے مقاصد میں اخلاقی اور انسانی قدروں کی فکر ولحاظ کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اور نیک انسانی صفات کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی ہے، اور بات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ باپ اور ماں بھی کسی غلط بات پر اپنی اولاد کو تنبیہ نہیں کر سکتے، اس کو بھی ترقی یافتہ مغربی ممالک میں بچوں کی آزادی کے حق کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور وہاں نئی نسل کے کچے ذہن کی حالت میں بھی من مانی آزادی ان کا حق سمجھا جاتا ہے اور انسانی اقدار کے لحاظ سے بچوں کو کنٹرول کرنے اور صالح انسانی کردار پر ان کو قائم رہنے پر ان کو تاکید اور تنبیہ نہیں کی جاسکتی اس کی وجہ سے انسانی اقدار کا صدیوں سے بنا ہوا ڈھانچہ ٹوٹتا اور بکھرتا جارہا ہے، اور انسان کو قدرت کی طرف سے انسانی سطح پر جو برتری دوسری مخلوقات پر دی گئی ہے اس برتری کو صرف دماغی برتری کے دائرے میں ہی محدود کر دیا گیا ہے، اخلاقی اور انسانی اقدار کی بلندی کو غیر ضروری سمجھ کر اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے سلسلے میں انسان کو بالکل آزاد کر دیا گیا ہے، اس کا نتیجہ یہ سامنے آ رہا ہے کہ انسان میں جو خواہش نفس ہے جب وہ کردار اور اخلاق کی پابندیوں سے اپنی راہ کو خالی دیکھتی ہے تو وہ اپنی پسند کی راہ پر چلتی ہے جس سے اس کو جانوروں کے جیسی آزادی اختیار کرنے میں کچھ رکاوٹ محسوس نہیں ہوتی چنانچہ وہاں فرد کی بلا قید آزادی کے جو نتائج سامنے آ رہے ہیں وہ دراصل جمہوریت کے اور مغربی ممالک کے اختیار کردہ غیر اخلاقی نظریہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے ہیں۔

جمہوری نظام میں آزادی و مساوات کا جو تصور زیر عمل ہے وہ دراصل انقلاب فرانس سے شروع ہوا ہے، فرانس کے انقلاب سے قبل کے عہد میں اور یونان و روم کے تمدنی دور میں چھوٹے بڑے کی جو تقسیم تھی وہ انتہائی ظالمانہ تھی، کمزور طاقتور کے درمیان، دولت مند اور غریب کے درمیان شدت کے ساتھ تفریق کی جاتی تھی، اور غلاموں کو تو جانور سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا، حتیٰ کہ بڑی بڑی دعوتوں میں مہمانوں کی دلچسپی کے لئے غلاموں کو آتش بازی کے طور پر جلایا جاتا تھا، اور غریب کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ مالک اور زمین دار جس طرح تحقیر کا معاملہ کرتے تھے، اس کے ردعمل میں ہی انقلاب فرانس عمل میں آیا تھا، اور یہ دراصل اس کے خلاف سخت ردعمل تھا اور چونکہ عام طور پر ردعمل والے بالکل دوسرے سرے پر چلے جاتے ہیں اور غلو میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لہٰذا وہاں آزادی و مساوات کا جو تصور اپنایا گیا وہ ردعمل کے نتیجہ میں مطلق و بے قید آزادی و مساوات کا تصور تھا، اس تصور کے نتیجے میں شخصی آزادی کو بالکل بے قید آزادی اور مساوات کو مطلق مساوات کے طور پر اختیار کیا گیا، اور بات یہاں تک پہنچی کہ

www.abulhasanalinadwi.org

بچوں کو بھی بڑوں کی آزادی کی طرح آزادی دی جانے لگی، اور مساوات ایسی مطلق مساوات اختیار کی گئی کہ اس کے رو سے ظالم و مجبور، عقل منداور بے عقل دونوں کو ایک ہی سطح کی مساوات کا حق دار رکھا گیا۔ اقتدار حاصل کرنے میں اچھے اور برے دونوں کو یکساں اور برابر سمجھا جاتا ہے، ان کے ووٹ گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے، چنانچہ کوئی خراب سے خراب آدمی بھی پروپیگنڈہ کے زور پر زیادہ ووٹ لے آئے تو وہ باقاعدہ صاحب اقتدار بن سکتا ہے، اور پھر قوم کی قسمت سے کھیل سکتا ہے۔ امریکہ جو کہ نئی دنیا کا سربراہ ہے اس کی سوسائٹی کے کچھ حالات، اس کے کچھ اعداد و شمار میں دیکھے جاسکتے ہیں، جس سے بخوبی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے اس بے قید آزادی و مساوات کے نتیجہ میں کہ انفرادی زندگی کی بے راہ روی کس حد تک پہنچ گئی ہے اور خواہش نفس کی بے باکی نے کتنا اثر ڈالا ہے اور خاص طور پر جنسی بے راہ روی بے مہار زندگی سے کیا صورت حال بن گئی ہے۔

امریکہ میں بلاقید مرد و عورت کے اختلاط بد کے نتائج کا اندازہ اس جائزہ رپورٹ سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ جو ایک امریکی ادارہ نے آج سے دس سال قبل کے اعداد و شمار کی دی تھی، اس نے لکھا ہے کہ اس ایک سال کی مدت میں کم عمری ہی میں بن بیاہی لڑکیاں دس لاکھ سے زیادہ تعداد میں ماں بننے کے حالات سے دوچار ہوئیں، جن سے چھ لاکھ کی تعداد میں بچے پیدا ہوئے، رپورٹ میں یہ جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ بن بیاہی ماؤں کے بچے پیدا ہونے کے بعد عام طور پر وہ مرد جوان بچوں کی پیدائش کے باعث بنے، ان سے ترک تعلق کر لیتے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور تنہا ان چھوٹی عمر کی ماؤں پر ذمہ داری پڑ جاتی ہے، اس نئے بوجھ میں ان کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہیں ہوتا، چنانچہ ان لڑکیوں کو کم عمری ہی میں روزگار کی فکر کرنا پڑتی ہے تاکہ خود اپنا اور اپنے بچے کے مصارف کا نظم کرسکیں۔

مضمون نگار نے آگے چل کر لکھا ہے کہ اس میں محض نئی نسل کو قصوروار قرار دینا صحیح نہیں ہے جب کہ ہم نے جنسیات کو تجارت کی ترقی کا ذریعہ بنالیا ہے، ٹوتھ پیسٹ سے لے کر (Doodorants) تک، کپڑوں سے لے کر کاروں تک ہم اپنی مصنوعات میں ان پہلوؤں کو نمایاں کرکے فروخت کرتے ہیں جو جنس کے دائرہ میں اثر انداز ہوتی ہیں، زندگی کے آزادانہ طریقے سے ہم نے وہ فضا بنادی ہے کہ طلاق، حمل، اسقاط جیسی خبروں سے اس طرح باخبر کیا جاتا ہے جیسے موسم کے حالات سے۔

دوسری طرف سوسائٹی کی طرف سے اخلاقی روک وسہارے کی ایسی کمی ہے کہ وہ مذکورہ بالا دشواریوں میں بدرقہ نہیں بن سکتی ہیں"

امریکی معاشرے میں بگاڑ، گراوٹ اور مجرمانہ وفاسقانہ کردار اور حوادث کی ایک ذرا تفصیلی رپورٹ جو ۱۹۹۲ء اور اس سے قبل کے حالات کی ہے درج ذیل کی جاتی ہے:

☆ ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۷ء میں ایک کروڑ ۳۵ لاکھ جرائم ہوئے، ۱۹۸۹ء میں مزید ۴۷ لاکھ جرائم کا اضافہ ہوا۔

☆ ۱۹۶۰ء کے بعد امریکہ کی آبادی میں ۴۱ فیصد اضافہ ہوا، لیکن جرائم میں ۵۶۰ فیصد اضافہ ہوا، ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح ۴۱۹ فیصد اور طلاق

www.abulhasanalinadwi.org

کی شرح ۳۰۰ فیصد ہوگئی۔ (بحوالہ وال اسٹریٹ جرنل ۱۳؍اگست ۱۹۹۳ء بحوالہ رسالہ المجتمع شمارہ ۸،۱۱-۱۹؍۷؍۱۹۹۴ء)

مزید سروے کے مطابق اعداد و شمار درج ذیل ہیں جو وہیں کے معتبر ذرائع سے لئے گئے ہیں:

☆ امریکہ میں ہر سال پچاس ہزار انسان تشدد سے مرتے ہیں۔

☆ بیس ہزار ایڈز سے مرتے ہیں۔

☆ اٹھارہ ہزار شراب کے نشہ میں گاڑی چلانے سے۔

☆ ۴۴؍فیصد قتل نشہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

☆ ہر سال ۹۸ ہزار امریکی بغیر کسی جنگ کے مارے جاتے ہیں۔

☆ بارہ لاکھ بچے گھروں سے باہر زندگی گذارتے ہیں۔

☆ ہر روز دو سو سے تین سو ٹیلی فون لڑکوں کے گھروں سے فرار کے متعلق آتے ہیں۔

☆ دس لاکھ چالیس ہزار نوجوان ہر سال خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ ہر سال ناجائز بچوں کی پیدائش بارہ لاکھ ہے۔ (یہ ۱۹۹۵ء کے اعداد و شمار ہیں، اس کے بعد جو اضافہ ہوا ہوگا وہ نئے جائزہ رپورٹوں سے معلوم ہوسکتا ہے)

☆ ۱۵ سے ۱۹ سال تک کی لڑکیاں ۷۰ فیصد سے ۹۰ فیصد تک شادی سے پہلے جنسی عمل کا تجربہ کرچکی ہوتی ہیں۔

☆ آٹھ لاکھ کم سن بچوں کو جنسی مقاصد کے لئے بدکار کمپنیاں استعمال کرتی

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں۔

☆ صرف نیویارک میں چالیس ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہوتی ہیں۔

☆ ۲۵ر فیصد شادی شدہ خواتین خودکشی کی کوشش کرتی ہیں۔

☆ امریکہ میں مقتول خواتین میں ۲۰ فیصد کو ان کے شوہر قتل کرتے ہیں۔

☆ ۳۵ر فیصد کم سن لڑکے اور ۴۵ فیصد کم سن لڑکیاں جنسی درندگی کا شکار ہوتی ہیں، اس میں ۲۵ فیصد واقعات کلیساؤں میں ہوتے ہیں، ان بچوں کی عمر دو سال سے دس سال تک ہوتی ہیں۔ ایک بچہ پر کم از کم ۶۸ بار یہ حادثہ گذرتا ہے، بالغ کے مقابلہ میں یہ تناسب ۳ر گنا ہے، بچوں کی پناہ گاہیں اور یتیم خانے اس درندگی کے خاص مراکز ہیں، ۲۵ فیصد کم سن بچے، ۴۵ فیصد کم بچیوں پر ان کے عزیز واقارب، باپ، بھائی گھروں میں جنسی حملے کرتے ہیں۔ امریکہ میں ایک تنظیم ہے جس کا مقصد رائے عامہ کو ہموار کرنا ہے کہ وہ کم سن بچے بچیوں کے ساتھ جنسی عمل کی آزادی اساتذہ اور مربیوں کو دے دے۔

☆ امریکہ میں ایک لاکھ ۳۲ ہزار ایسے اسکول ہیں جہاں طلبہ اسلحہ لے کر جاتے ہیں۔

☆ امریکی معاشرہ ایک کھلا معاشرہ ہے، صرف دس فیصد عصمت دری کے واقعات درج کرائے جاتے ہیں، اس کے باوجود ہر سال ایک لاکھ ۳۰ ہزار عورتوں کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "دو مہینے امریکہ میں" از، راقم)

www.abulhasanalinadwi.org

شخصی آزادی کو انسانی اقدار کی قید سے آزاد کردینے کا جو نظام مغربی فکر و فلسفہ کے تحت اختیار کرلیا گیا ہے وہ اخلاقی انارکی اور بگاڑ کی اس حد تک پہنچ رہا ہے کہ کوئی بھی سنجیدہ اور متوازن ذہن کا شخص اس کے عیب کو کھلے طریقہ سے محسوس کرسکتا ہے، بچوں، بچیوں کے لئے بھی بڑوں جیسی آزادی مہیا کرنا، ماں باپ کا خود اپنی اولاد کو بار سمجھنے لگنا اور اس بار سے بچنے کے لئے شادی کے بندھنوں سے بھی آزاد ہوجانے کا رویہ جو ہم جنسی تک کو اختیار کرنے تک پہنچ گیا ہے اور وہ سوسائٹی کے معمولی افراد ہی کو نہیں بلکہ سوسائٹی کے اعلیٰ طبقے تک پہنچ چکا ہے اور بے شرمی کے ساتھ اس کی حمایت کی جانے لگی ہے، آزادروی کا یہ حال جانوروں کے طریقہ زندگی سے مشابہت کر چکا ہے۔

لسان العرب حضرت اکبرالٰہ آبادی مرحوم نے اپنی حکمت وظرافت کی شاعری میں بہت پہلے ان خطرات کی طرف اشارہ کیا تھا اور چھوٹے چھوٹے فقروں میں وہ نکتے بیان کرتے جاتے تھے کہ دوسرے غور وفکر کے بعد سوچنے پر مجبور ہوں اور نصیحت حاصل کریں۔ مغربی تعلیم وتہذیب پر انہوں نے اس وقت تنقید کی تھی جب ہر طرف سے اسے داد مل رہی تھی اور جدید کی منفعت کو دیکھ کر اس کی مضرتوں سے لوگ چشم پوشی کررہے تھے، اکبر مرحوم نے کہا تھا ؎

یہ موجودہ طریقے راہیٔ ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردہ کی پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح حاجب روئے صنم ہوں گے

www.abulhasanalinadwi.org

خبر دیتی ہے تحریک ہوا تبدیل موسم کی
کھلیں گے اور بھی گل، زمزمے بلبل کے کم ہوں گے
عقائد پر قیامت آئے گی ترمیم ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے
ہماری اصطلاحوں سے زباں ناآشنا ہوگی
لغات مغربی بازار کی بھاشا سے ضم ہوں گے
بدل جائے گا معیار شرافت چشم گردوں میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہوں گے
کسی کو اس تغیر کا نہ حس ہوگا نہ غم ہوگا
ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیر و بم ہوں گے
تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہے وہ دن نہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے

(اکبرنامہ: مصنفہ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

اسلام نے انسان کو انسانی عزت و آزادی کا حقدار مانتے ہوئے اس کو حیا کا جو تصور دیا ہے اس کا ضمیر اس تصور کی مدد سے ہر اخلاقی برائی سے روک کا ذریعہ بنتا ہے۔ حتیٰ کہ جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا وہاں بھی آدمی حیا کے خلاف عمل سے اپنے کو بچاتا ہے۔ عورت کو حیا کی جو تعلیم دی ہے وہ ہر جگہ اپنی بے قید آزادی کے ساتھ گھومنے سے اور اپنے بدن کو ہیجان پیدا کرنے والی نظروں سے بچاتی ہے، مغربی دنیا میں اس کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی جارہی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام میں آزادی اور جمہوریت کا تصور انسانی و اخلاقی قدروں کی پابندی کے ساتھ ہے، اسلام میں انسان کی آزادی نفس پرستی اور اقدار و اخلاق کی خلاف ورزی کے ساتھ نہیں ہے، جب وہ انسانی اقدار و حق پرستی کے حدود سے تجاوز کرے گی تو اس کی اجازت نہ ہوگی، اور جمہوریت بھی حق و انصاف و انسانی اقدار کی پابند ہوگی، اور یہی وہ حدود ہیں جو اسلام کے نظریہ آزادی و جمہوریت اور مغربی اقوام کے نظریہ آزادی و جمہوریت کو الگ الگ کرتے ہیں۔

یہ موجودہ دور کا ایک عجیب المیہ ہے کہ ایک طرف تو انسانی دماغی صلاحیتوں کے استعمال سے انتہائی مادی بلندیوں تک پہنچ رہا ہے اور حیرت ناک انکشافات اور اختراعات کر رہا ہے، لیکن دوسری طرف انسانیت کی مستحکم قدروں کو خود پامال کر رہا ہے کہ بعض وقت جانوروں کے کردار سے بھی نیچے پہنچ جاتا ہے۔ اس موقع پر ہندوستان کے دوسرے صدر جو بڑے مفکر اور فلسفی تھے ڈاکٹر رادھا کرشنن کا یہ جملہ ملاحظہ کیجئے، انہوں نے اپنے ایک مغربی دوست سے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”تم مادی ترقی کرکے ہوا میں پرندوں کی طرح اڑنے لگے اور سمندر میں مچھلیوں کی طرح چلنے لگے لیکن زمین پر تم کو انسانوں جیسا چلنا نہیں آیا۔

ہم مغربی تہذیب کے شرمناک واقعات، اعداد و شمار جب دیکھتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے کہ دماغی لحاظ سے بلند مقام پر پہنچنے کے ساتھ انسانی اقدار و کردار میں یہ پستی کیسے جمع ہوگئی ہے، اس سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مغربی اقوام کا معاملہ مغربی اقوام جانیں، لیکن ہماری مشرقی سوسائٹی نے مغربی اقوام کی دماغی

www.abulhasanalinadwi.org

برتری کے سامنے جھکنے کے ساتھ ان کے انسانی اقدار وکردار کے معاملہ میں بھی ان کی پیروی بے محابانہ طریقہ سے شروع کردی ہے، یہ مسئلہ ہمارے لئے بڑی فکرمندی کا مسئلہ ہے کہ ہم اپنی ہی نسل کو کس طرح بے باک طریقۂ زندگی اور بے راہ روی سے بچائیں جس میں وہ مبتلا ہوتی جارہی ہے۔ یہ بات دراصل ہمارے تعلیمی وتربیتی نظام کو صحیح ڈھنگ سے اختیار کرنے اور انسانی معاشرہ کو انسانی سطح پر بھی معیاری معاشرہ بنانے کی ضرورت کا احساس کرنے کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے، جیسا کہ گزشتہ صدی کے تقریباً وسط تک مسلمانوں کے سمجھدار اور اسلامی اقدار کے ماننے والوں میں عمل میں لایا جاتا تھا، کہ نئی نسل کی اخلاقی ذہن سازی کی تدبیریں شروع سے کی جاتی تھیں جس کے اثرات بھی ظاہر ہوتے تھے، اب ہم آنکھیں بند کرکے مغرب کی اخلاقی آزدانہ روش کو اس طرح درآمد کرنے لگے ہیں کہ جیسے وہ انسانی اخلاق وکردار کے لئے بھی معیار اعلیٰ ہیں اور ہم ان کو اپنے دل ودماغ کے نہاں خانوں میں جگہ دے رہے ہیں، اگر یہی سلسلہ رہا تو اس کے جو نتائج اور اثرات ظاہر ہوسکتے ہیں اس کو روکنا قابل عمل نہ ہوسکے گا، کیوں کہ دنیا میں رائج کئے جانے والے جمہوریت اور آزادی کے تصور کے اس دور میں ناقابل یقین سمجھا جانے لگا ہے کہ ہم تعلیم وتربیت کے وہ ذرائع اختیار کرسکتے ہیں جو ہمارے مشرقی اور اسلامی تشخص کو قائم رکھنے میں معاون ہوں۔

ہمارا مذہب اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے بلکہ اس کو ضروری قرار دیتا ہے اور سارے انسانوں کے سردار اور ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ہمارے سامنے اس کا واضح راستہ بھی متعین کر دیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته و الرجل راع (في اهله) و (هو) مسئول عن رعيته، والمرأة راعية في بيته، و مسئولة عن رعيتها، و الخادم راع في مال سيده و مسئول عن رعيته، فكلكم راع و مسئول عن رعيته۔ (صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرىٰ و المدن، و مسلم في الامارة باب فضيلة الأمير العادل)

تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحت کا سرپرست اور ذمہ دار ہے اور اس سے اپنے ماتحت کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا کہ اس سے اس کے سرپرستی اور رہنمائی کا حق کہاں تک ادا کیا، اسی میں حاکم کی طرف سے اپنی رعیت کی سرپرستی اور باپ کی طرف سے اپنی اولاد اور گھر والوں کی سرپرستی اور ماں کی طرف سے اپنی اولاد اور گھر سے متعلق معاملات کی ذمہ داری کہ کیسے ان کے معاملات و رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالا جائے، اور ان کی تربیت ونشو ونما کی فکر کی جائے۔

اس طرح کی فکر کرنا اور انجام دینا انسانی معاشرہ کی بڑی ضرورت ہے خاص طور پر ان کے لئے جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخرت میں دنیا کے اعمال وکردار کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

امت محمدیہ کے افراد کو اس بڑی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے، کہ ان

www.abulhasanalinadwi.org

کو صرف اپنے گھروں کے محدود دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کام کا ذمہ دار بن کر نہیں رہتا ہے، بلکہ تعلیم و تربیت، ہدایت و تبلیغ اور اخلاقی نگرانی اور افکار و رجحانات پر نظر رکھنے، اور انسانوں کو انسان بنانے اور دنیا کے احتساب کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے جسے ایک لفظ میں ''احتسابات کائنات'' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، امت محمدیہ کی اس ذمہ داری کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بلیغ الفاظ میں بتاتے ہوئے اس طرح لکھا ہے کہ:

امت اسلامیہ پر عالمی نگرانی، اخلاق و رجحانات، انفرادی و بین الاقوامی طرز عمل کے احتساب، انصاف کے قیام، شہادت حق، امر معروف و نہی منکر کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اور اس کو قیامت کے دن اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی پر جواب دہ بنایا گیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ، وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ...... اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ:۸)

[ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے اور عدل کے ساتھ شہادت دینے والے رہو اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر نہ آمادہ کرے کہ تم (اس کے ساتھ) انصاف ہی نہ کرو، انصاف کرتے رہو (کہ) وہ تقویٰ سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو اس کی (پوری) خبر ہے کہ تم کیا کرتے ہو]

اور اس امت کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں اس کوتاہی پر تنبیہ کی گئی ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

جس کے نتیجے میں انسانیت مصیبت و مشکل میں پھنس سکتی ہے، اور روئے زمین پر فتنہ وفساد اور انارکی پھیل سکتی ہے، چنانچہ اس چھوٹے سے انسانی مجموعہ کو (جو مدینہ کی ابتدائی زندگی میں تھا، اور جس کی تعداد چند سو سے زائد نہیں تھی) مخاطب کرتے ہوئے اور اسے دعوت وعقیدہ کی بنیاد پر اسلامی اخوت قائم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ

(الانفال:۷۳) اگر یہ نہ کروگے تو زمین میں (بڑا) فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔

پھر کیا آج کی ملت اسلامیہ اس کی مخاطب نہیں، جس سے معمورۂ عالم آباد ہے، اور جو بڑی بڑی حکومتیں اور افرادی طاقت رکھتی ہے؟ جب وہ اپنے قائدانہ و داعیانہ منصب و مقام کو خالی چھوڑ دے گی اور اپنی اجتماعی ذمہ داری (اخلاقی نگرانی اور رجحانات کے احتساب، مظلوم کی حمایت اور ظالم کی مذمت و سرزنش) سے منھ موڑ لے گی تو دنیا پر اس بڑی کوتاہی اور خطرناک غلطی کا کیسا برا اثر پڑے گا۔ قرآن اس امت کو اس کے داعیانہ و قائدانہ مقام، اصلاح کی ذمہ داری اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی مسئولیت کی یاد گزشتہ اقوام کا حوالہ دیتے ہوئے، اور اس کے شعور واحساس کو بیدار کرتے ہوئے دلاتا ہے:

فلولا كان من القرون من قبلكم اولو بقية ينهون عن الفساد فى الارض الا قليلاً ممن انجينا منهم، واتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه و كانوا مجرمين۔ (هود:١١٦) [ترجمہ: پس کاش تمہارے پیشتر کی امتوں سے ایسے باشعور لوگ ہوتے جو منع کرتے ملک

www.abulhasanalinadwi.org

میں فساد (پھیلانے) سے بجز چندلوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا تھا اور جولوگ (اپنی جانوں پر) ظلم کرنے والے تھے، وہ جس ناز ونعمت میں تھے، اسی کے پیچھے پڑے رہے اور (عادی) مجرم ہو گئے۔''] (تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات: ص: ۱۲۴-۱۲۵)

علم وآگہی اور اس سلسلے میں عالمی ذمہ داری کے احساس کی اسلام نے جس طرح توجہ دلائی اور قرآن مجید نے جس اہمیت سے اس کا ذکر کیا اس کا اعتراف غیر مسلم مصنفین نے بھی کیا ہے اور مسلمانوں کے وہ مفکرین جنہوں نے اس صورت حال کو براہ راست دیکھا ہے ان میں شاعر مشرق علامہ اقبال سب سے زیادہ پیش پیش ہیں۔

انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ متوجہ کیا ہے وہ اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' صدر مجلس ابلیس کی زبان سے اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے وجود، ان کی بیداری اور ان کی عالمی فکر وشعور اور ذمہ داری سے ابلیسی نظام کو جو خطرہ لاحق ہے، ابلیس اس کو اپنے دوستوں سے کہتا ہے۔

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسم شش جہات
ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات
تا بساط زندگی پر اس کے سب مہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہان بے ثبات

www.abulhasanalinadwi.org

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

اس طرح مسلمانوں کو جو مکمل دین دیا گیا اور ان کے نبی آخر الزماں پر شریعت کو مکمل کیا گیا وہ انسان کو آزادی اور آپس میں برابری کی تلقین کے ساتھ خیر امت کا خطاب دے کر اچھے اخلاق و کردار اور آزادی کو انسانی اقدار کا پابند بھی کیا گیا۔ جس کو مغربی تمدن نے نظر انداز کرتے ہوئے آزادی کو بے حیائی اور اخلاقی انارکی کے حوالہ کر دیا، اور پھر آزادی کے اپنے اس نقطۂ نظر سے مشرقی سوسائٹی کو برآمد کیا، ہماری مشرقی سوسائٹی کا فرض ہے کہ مغرب سے آئے ہوئے فکر و فلسفہ میں سے صرف اچھے پہلوؤں کو اختیار کرے اور برے پہلوؤں سے گریز و اجتناب کرے اور یہ ذمہ داری سب سے زیادہ مسلمانوں کی ہے جو خیر امت کے لقب کے حامل ہیں۔

گزشتہ صدی کے وسط تک مسلمانوں کو اپنے دین اور اپنے ملّی پیغام کی طرف توجہ دلانے کی جو کوششیں ہوئیں اور ان کو ان کی عزت و عظمت کا ماضی یاد دلانے کے لئے جو لکھا اور کیا جاتا رہا تھا اس کے یہ اثرات پڑتے تھے کہ مسلمانوں میں بیداری اور ملّی احساس و شعور پیدا ہو رہا تھا، اب پھر مزید توجہ کے ساتھ اس کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے ان حالات کا چرچا کیا جائے جن میں انہوں نے دنیا کو اخلاق و انسانیت کا درس دیا، قوموں اور نسلوں کو حیوانی زندگی سے نکال کر انسانی زندگی میں داخل کیا، انہوں نے مصیبت زدہ دنیا کو مصیبت سے نکالا، غلاموں کو ان کی حقیر پوزیشن سے نکال کر دوستانہ و مساویانہ پوزیشن

میں پہنچایا، عورت کو ساز وسامان کی حیثیت سے نکال کر کامل انسانی حقوق کی مستحق اور رفیقۂ حیات کا درجہ دیا، بچیوں کو عار وذلت کا سبب سمجھ کر زندہ دفن کر دینے سے بچا کر نعمت اور باعث اجر وترقی سمجھنے کا ذریعہ بنایا، انسان تو انسان ہے ہر ذی روح کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا سبق دیا، مساوات انسانی کا ایسا سبق دیا کہ دیکھنے والے دیکھ کر ششدر رہ گئے اور اس دین کی خوبی اور اس ملت کی عظمت کو مان گئے، چنانچہ جوق درجوق اسلام میں داخل ہوئے، اور پوری پوری قومیں مسلمان ہوگئیں۔

ایسی مثالیں بھی ہیں کہ مسلمان فوجوں نے ایک علاقہ کو فتح کیا، علاقے والوں نے مسلمانوں کے خلیفہ سے شکایت کی کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان اچانک حملہ نہیں کرتے، پہلے اپنی بات پیش کرتے ہیں، اس کے نہ ماننے کے بعد کہہ کر حملہ کرتے ہیں، اس فوج نے ایسا نہیں کیا، اس شکایت پر خلیفہ نے حکم دیا کہ مسلمان فوجیں مقبوضہ ملک چھوڑ دیں، واپس آجائیں، اور پہلے اپنی دعوت اور پیغام پیش کریں، اور صلح کے ذریعہ معاملہ کو انجام دینے کی کوشش کریں، اس میں ناکامی کے بعد حملہ کریں، چنانچہ مسلمان فوجوں نے مقبوضہ ملک چھوڑ دیا، اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا ملک اتنا متاثر ہوا کہ خود سے مسلمان ہوگیا۔

اسلام نے انسان کی آزادی اور اس کو انسانی خوبیوں کا حامل بنانے کی کوشش اس زمانہ میں کی جب دنیا کے اس وقت کے تمدن کو مغربی ملکوں میں بڑے چھوٹے کا ظالمانہ فرق عام طور پر روا رکھا جاتا تھا اور اخلاقی آزادی کے

افسوسناک واقعات کو بالکل برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ (دیکھئے تاریخ اخلاق یورپ)

اس کے مقابلے میں اسلام نے نیا پیغام دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اعلیٰ معیار بن کر سامنے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی حیات کے ساتھ حسن سلوک کی دعوت دی، اور سلوک کرنے میں اجر بتایا، یہاں تک کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دینے پر جنت میں جانے کی بشارت دی اور ایک بلی کو بھوکا رکھ کر مارے جانے پر آخرت کے عذاب کی خبر دی۔

غلاموں کے سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ طرز عمل اور تعلیمات بہت واضح ہیں، انتقال کے وقت آپ نے جو وصیت فرمائی وہ یہ تھی "الصلوٰۃ و ماملکت ایمانکم" کہ اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور اپنے غلاموں کے ساتھ سلوک کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لشکر جو روانہ کیا اس کا سربراہ اپنے سابق غلام کے نوجوان لڑکے کو بنایا، لشکر جانے سے قبل آپ کی وفات ہوگئی، آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لشکر روانہ کرنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ اس لشکر میں بڑے بڑے عرب کے سردار ہیں، اگر اس نوجوان کے بجائے کسی بڑے سردار کو قائد بنا دیا جائے تو زیادہ مضبوط بات ہوگی۔ خلیفۃ المسلمین نے کہا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اسی کو قائم رکھا جائے گا۔ اور یہی نوجوان اور سابق غلام کے صاحبزادے ہی قیادت کریں گے، چنانچہ سب نے اطاعت کی اور انہی کی قیادت میں کام کیا اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اسلام نے نظام جمہوریت کو انسان کی واقعی ضرورتوں کے ساتھ وابستہ کیا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اس میں انسان کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کا لحاظ رکھا ہے، مذہبی اقدار کی پابندی کے ساتھ ساتھ دنیاوی تقاضوں کا بھی خیال رکھا ہے، مذہبی معاملہ میں تو اس کی تاکید کی ہے اور معاشرہ میں جو بڑا ہے وہ اپنے چھوٹوں کو صحیح راہ پر گامزن کرنے کی پوری فکر رکھے، مثلاً نماز کے سلسلہ میں فرمایا کہ بچہ جب آٹھ سال کا ہوجائے تو اس کو نماز کی صرف تلقین کرو یعنی سختی اور سزا کے بغیر توجہ دلاؤ اور جب (دس) سال کا ہوجائے اور بات نہ مانے تو ضرورت پڑنے پر ضرب سے کام لو، اور ایک خاتون جن سے چوری کا جرم ہوگیا تھا وہ اونچے گھرانے کی تھیں آپ کے پاس سفارش آئی کہ رعایت فرمائیں، آپ بہت ناراض ہوئے اور سفارش رد کردی اور دنیا کے معاملہ میں آپ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ آدمی کو کمانا چاہئے وہ دوسروں کا دست نگر نہ بنے چنانچہ ایک بھیک مانگنے والے کو بھیک دینے کے بجائے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے، اس نے بتایا کہ ایک پیالہ ہے اور ایک چادر، فرمایا لے آؤ۔ آپ نے اس کا سامان دو درہم میں فروخت کیا، آپ نے ایک درہم اس کو دیا کہ اس سے کھانے کا انتظام کرو اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خریدوائی اور اس میں لکڑی کا دستہ اپنے ہاتھ سے لگا کر دیا کہ لکڑی کاٹ کے لاؤ اور فروخت کرکے اپنے معاش کا انتظام کرو۔ (سنن ابی داؤد، باب ماتجوز فیہ المسئلۃ، رقم: ۱۶۴۱) آپ ایک طرف تو ضرورت مند کی طلب پر اس کی مدد کرتے تھے اور اس کی ترغیب بھی کرتے تھے، دوسری طرف آپ بھیک کے سلسلہ کو حسن تدبیر سے روکتے تھے۔

اسی طرح حج کے موقع پر ایک صحابی نے جو بیماری کے سبب اپنے انتقال

کے قریب ہونے کا احساس ظاہر کرتے ہوئے پیش کش کی کہ اپنی پوری مالیت کو اسلام کے لئے وقف کردیں آپ نے فرمایا اتنا نہیں تو انہوں نے کہا کہ اچھا نصف کردیں، آپ نے فرمایا نصف بھی نہیں، پھر انہوں نے کہا کہ ایک تہائی تو فرمایا یہ بھی زیادہ ہے۔لیکن ہوسکتا ہے اور دیکھو تم اپنے بچوں کو محتاج چھوڑ جاؤ اس سے بہتر ہے کہ ان کے لئے کچھ کر کے جاؤ، یہ تھی اسلام کی وہ جامعیت جو دین و دنیا دونوں کے تقاضوں اور ضرورتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھی۔

یہ واقعات اور اس طرح کے سیکڑوں واقعات ہیں جو ہماری تاریخ میں دبے رہ گئے ہیں، انہیں دوسروں کے علم میں لانے کے لئے سامنے لانے کی ضرورت ہے، تاکہ غیر مسلم حضرات بھی جانیں اور انہیں معلوم ہو کہ اسلام اور مسلمانوں نے دنیا کو کیا کیا تحفے دیئے اور انہیں یہ احساس ہو کہ ہم نے یہ غلطی سے سمجھ رکھا تھا کہ مسلمان ظلم کرتا ہے، دہشت پھیلاتا ہے، اگر کبھی کسی مسلمان سے ایسا ہوا بھی ہو تو یہ اس کا ذاتی فعل سمجھنا چاہئے، اس کا اسلام اور مسلمانوں سے تعلق نہیں، اسلام تو دین رحمت ہے اس کے نبی نبی رحمت ہیں، اسلام نے تو دوسرے کی خیر خواہی کی دعوت دی ہے۔اور کسی کی بھی بدخواہی سے روکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین اور حریفوں کے ذہن وفکر کو بدلنے کی کوشش کریں، غلط پروپیگنڈے کی حقیقت کھول دیں۔

آج جب کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے، انہیں بدنام کیا جارہا ہے، ان پر الزامات تھوپے جارہے ہیں، جس کی وجہ سے ہر جگہ مسلمانوں کو سخت جدوجہد کرنا پڑرہی ہے، اور ان کی اس جدوجہد کو ہر جگہ پوری

www.abulhasanalinadwi.org

طاقت سے دبایا جارہا ہے بلکہ بہت ظالمانہ طریقہ سے کچلا جارہا ہے، یورپ ہو یا ایشیا یا امریکہ ہر جگہ اسلام کا نام لینے والے مصیبت میں مبتلا کئے جارہے ہیں جیسے کہ کوئی خونخوار طاقت ابھرنے لگی ہو اور اس کو کچلنے کے لئے سب کے سب لگ جائیں، ضرورت ہے کہ اس مصیبت کے جتنے حصے کو ہم دعوت و وضاحت کے جائز و موثر طریقوں کے ذریعہ دور کرسکیں اس سے دور کریں اور جو ظلم صحیح واقفیت کے باوجود ہمارے ساتھ غیر منصفانہ برتا جائے تو ہم اس کا پوری طاقت اور ہمت سے مقابلہ کریں اور اپنی نئی نسلوں میں موجودہ خرابی پیدا کرنے والی تدابیر کے نتیجہ میں جو بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اس کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مناسب تدابیر اختیار کر کے درپیش خطرات سے بچائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنتوں سے انحراف کرنیوالے کا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں

صدر مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی نے یہ بصیرت افروز خطبہ ایک عظیم الشان جلسہ میں پیش کیا

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت واطاعت اوران کے اعمال واخلاق کواپنی

زندگی کے لئے نمونہ بناناہی اللہ پاک وبرتر سے محبت اور

مقبولیت کاذریعہ قرار دیا گیا ہے،قرآن مجید میں فرمایا

گیا:قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔اس

لئے ہم مسلمانوں کواپنی اپنی زندگی کا جائزہ لیتے رہنا

چاہئے کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعی

محبت کرتے ہیں یاہم کوشیطان دھوکہ دے رہاہے،اور

ہم سب انسانوں کوہمارے پروردگارنے حکم دیاکہ

اس عظیم اوررحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیروی کریں اس میں ہماری کامیابی

اورنجات ہے

«اسی تقریر سے»

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنتوں سے انحراف کرنیوالے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وخاتم النبیین سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔
ومن تبعہم باحسان ودعا بدعوتہ الی یوم الدین۔ وبعد!

ہمارے حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام میں اعتدال کا طریقہ اختیار کرنے کو پسند فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خیر الامور اوسطھا" یعنی معاملات میں بہتر وہ ہیں جو درمیانی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد موقعوں پر از خود اپنے عمل سے بتایا اور توجہ دلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابی بڑے ایمانی جذبے کے ساتھ آپ کے پاس

www.abulhasanalinadwi.org

آئے، ایک نے کہا: کہ رات رات بھر میں عبادت کیا کروں گا دوسرے نے کہا: کہ میں روزہ رکھوں گا تیسرے نے کہا: میں کبھی شادی نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں، اور روزے رکھتا ہوں، اور روزے سے خالی دن بھی چھوڑتا اور شادی بھی کرتا ہوں جو میرے طریقہ پر نہیں وہ ہم میں نہیں، یہ تھا وہ اعتدال اور درمیان کی راہ جس پر حضور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈالا تھا اور اس کی تربیت بھی پوری طرح کردی تھی کہ اپنی دنیاوی زندگی کی فکر حسب ضرورت رکھو اور اپنے دین کے حق کو پوری طرح ادا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پوری طرح ادا کرو۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدین یسر" کہ مذہب آسان ہے اللہ پاک نے امت محمدیہ کے لئے مذہب کو آسان بنادیا ہے اس پر پوری طرح عمل کرنا آسان ہے دین پر پورا عمل کرنے سے برکت ہوتی ہے اور اللہ کی نصرت کے وعدے پورے ہوتے ہیں امت محمدیہ کے لئے اس میں آسانی ہے اور یہی اس کے لئے فلاح وکامرانی کی راہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ سجدوں سے یعنی پروردگار کی عبادت کرنے سے میری کرو یعنی میری دعا کو تقویت پہنچاؤ۔ ایک حدیث میں فرمایا: ایسا بھی شخص لایا جائے گا جس نے خوب عبادت کی ہوگی لیکن لوگوں کی دل آزاری کی ہوگی کسی کو مارا ہوگا، کسی پر الزام لگایا ہوگا، جب اس کا حساب ہوگا تو جس کی اس نے دل آزاری کی ہوگی، ان کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی حتیٰ کہ اس کا دامن اس کی نیکیوں سے خالی ہوجائے گا اور اس کو آگ میں جانا پڑے گا ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی

محبت کا ثبوت دینا چاہئے اور اتباع سنت کو اختیار کرنا چاہئے۔

اتباع سنت کا معیار و تقاضا:

اتباع سنت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا کام کیا جائے، اور ناخوشی سے بچا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کی جائے اور زندگیوں کو اس پیمانے میں ڈھالا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے شب و روز کے حالات سے اور تکلیف و راحت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز و طریقہ سے، عبادات و معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بنتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا یہی معیار ہے کہ دیکھا جائے کہ ہماری زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و سنت کی پیروی کہاں تک ہے، دعویٰ کرنا آسان ہے، محبت و تعلق کا لفظی اور دکھاوے کا اظہار آسان ہے، آدمی جس طرح اپنی بہت سی خواہشوں پر پیسے صرف کر دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے اور دکھاوے پر بھی صرف کر دیتا ہے، روشنی جلسہ جلوس بھی آسان کام ہیں اس میں دل بھی لگتا ہے اور مزہ آتا ہے لیکن جس میں جی لگتا ہو اور معلوم ہو جائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی بات نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ نہیں، پھر اس کو آدمی چھوڑ دے اور اس کے مزے سے اپنے کو بچائے یہی وہ مشکل کام ہے جو ہماری زندگی سے نکلتا جا رہا ہے اور جو سنت ہے جس سے اللہ کے رسول خوش ہوں گے اسی کو اختیار کرے خواہ اس میں کوئی مزہ نہ ہو، کوئی دکھاوا نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور خوشنودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.abulhasanalinadwi.org

احکام پر عمل کر کے دکھانے سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی سے ہوگی، ہم دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی کے موقعوں پر کیا کرتے تھے، رنج کے موقعوں پر کیا کرتے تھے، اپنے پروردگار کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری کیسے کرتے تھے، پھر بیویوں سے کیسے پیش آتے تھے، بچوں کے ساتھ کیسا سلوک تھا، ساتھیوں اور رفقاء کا کیسا خیال کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ کیا معاملہ تھا، کیسی رحم دلی تھی، کیسا اخلاق تھا، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله و اليوم الآخر و ذكرالله كثيراً" یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے یہ اس شخص کے لئے جو اللہ سے امید قائم کرتا ہے اور آخرت میں امید کرتا ہے اور اس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و اطاعت اور ان کے اعمال واخلاق کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنانا ہی اللہ پاک و برتر سے محبت اور مقبولیت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو اپنی اپنی زندگی کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعی محبت کرتے ہیں یا ہم کو شیطان دھوکہ دے رہا ہے، اور ہم سب انسانوں کو ہمارے پروردگار نے حکم دیا کہ اس عظیم اور رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اس میں ہماری کامیابی اور نجات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع ترین نصیحت:

عن ابى نجيح العرباض بن سارية رضى الله عنه قال: وعظنا

www.abulhasanalinadwi.org

رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة بليغة و جلت منها القلوب و ذرفت منها العيون، فقلنا يا رسول الله! كأنها موعظة مودع فأوصينا! قال: أوصيكم بتقوىٰ الله، و السمع، والطاعة، و أن تأمر عليكم عبد حبشي، و انه من يعش منكم فسيرىٰ اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ، و اياكم و محدثات الامور، فان كل بدعة ضلالة۔ (رواه ابوداؤد و الترمذی)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہایت موثر وعظ ارشاد فرمایا کہ ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھیں اشکبار ہوگئیں، تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو گویا آخری نصیحت معلوم ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور سمع وطاعت (یعنی امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں اگر چہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے (یادرکھو!) تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑے رہنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا، اور دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا، اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث کو دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا مؤثر وعظ فرمایا ہے کہ سب کی آنکھیں بہنے لگیں اور سب لرز اٹھے روایت میں آتا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

"وجلت منها القلوب و ذرفت منها العیون" "وجل" اسی خوف کو کہتے ہیں جو دل میں لرزہ پیدا کردے، خوف کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، عربی میں اس کے مختلف الفاظ ہیں "خوف" کا لفظ آتا ہے، "حذر" اور "ذعر" کا بھی لفظ آتا ہے، "وجل" اور "خشیت" کا بھی لفظ آتا ہے ان سب میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے اوران کے مواقع استعمال بھی الگ الگ ہیں کہ کس کیفیت میں کون سا لفظ زیادہ بہتر ہے عام خوف کو خوف کہتے ہیں لیکن جب کسی چیز کو دیکھ کر اچانک خوف آجائے اس کو "ذعر" کہتے ہیں، خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جو دل میں احترام کے جذبہ کے ساتھ ہو، وجل اس خوف کو کہتے ہیں کہ جس میں آدمی لرز جائے، تو صحابہ کرام کا ایمان اتنا بڑھا ہوا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت اور جہنم کی باتیں سنتے تھے تو لرز جاتے تھے، ان کا ایمان اتنا قوی تھا کہ جنت کا ذکر ہوتا تھا تو گویا جنت ان کو نظر آرہی ہے اور اگر دوزخ کا ذکر ہوتا تو گویا دوزخ نظر آرہی ہے، آگ لپکتی ہوئی نظر آرہی ہے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ ہماری طرف بڑھ رہی ہے، اور کہیں ہمیں چھو نہ لے، یہ کیفیت صحابہ کرام کی ہوتی تھی، اس کیفیت کے بعد کیا دل ان کا لرز نہیں جائے گا، آپ سو رہے ہوں اور آگ لگ گئی، اور اچانک آپ نے دیکھا کہ وہ آپ کی طرف بڑھ رہی ہے، اور بھاگنے کا کوئی راستہ نہ ہو تو آپ کا دل لرز جائے گا، معلوم ہوگا کہ موت سامنے ہے۔

یہ کیفیت صحابہؓ کی ہو جاتی تھی، اس لئے کہ ان کا ایمان اتنا بڑھا ہوا تھا کہ جو چیزیں ہم پڑھتے ہیں، اور اس کو علمی طور پر مان لیتے ہیں، دل کی گہرائیوں میں نہیں اترتا لیکن ان کو اس پر اتنا یقین ہوتا تھا کہ جیسے وہ آنکھوں سے دیکھ رہے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات ارشاد فرمائی وہ مؤثر تھی، سننے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے ایسے ایمان والے تھے کہ سن کر بے حد متاثر ہوئے اور ڈر گئے کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسا وعظ فرمایا جیسے کہ آپ آخری وعظ فرما رہے ہوں اور اتمام حجت کرر ہے ہوں، اور جس کے بعد کچھ کہنا نہیں کہ یہ آخری بات ہے جو کہہ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نصیحت کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اوصیکم بتقویٰ اللہ و السمع و الطاعۃ و ان تامر علیکم عبد حبشی ...... " یعنی میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، ہدایت دیتا ہوں کہ دل میں خدا کا ڈر پیدا کرو، اور بات سنا کرو، اور مانا کرو جس طرح وہ شخص کرتا ہے، جو کسی با اختیار آقا کا غلام ہو۔

یہ ایسی حدیث ہے کہ خاص طور پر اس زمانہ کے لئے اس میں بہت ہی روشنی ہے، یہ زمانہ ایسا ہے کہ خود غرضی اور آپس میں تعلقات کی خرابی اور ایک دوسرے سے کشمکش اور لڑائی اور ایک دوسرے کی مخالفت مسلمانوں میں نہایت عام ہو گئی ہے، لیڈر لیڈر سے لڑ رہے ہیں، واعظین وعلماء تک آپس میں لڑ رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے وہ اسی لئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کی طرف سے یہ بتلا دیا گیا تھا کہ اس امت پر ایسے دور آئیں گے اور یہ بات اسی زمانہ میں نہیں بلکہ اس سے پہلے سے ہوتی رہی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے یہ بات بتلا دی گئی تھی کہ امت ان حالات سے گذرے گی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خبردار کیا کہ دیکھو! ایسے

www.abulhasanalinadwi.org

حالات پیش آسکتے ہیں، اس میں تم کو کیا کرنا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور جو شخص خدا سے ڈرے گا جس کو واقعی ڈرنا کہتے ہیں، جیسا کہ صحابہ کرام ڈرتے تھے تو وہ اس طرح کی چیزوں میں نہیں پڑے گا، مثال کے طور پر آگ سے آپ ڈر رہے ہیں خدانخواستہ آگ لگ گئی، آپ آگ کے سامنے کھڑے ہیں اس وقت وہاں آپ کا مخالف بھی پہنچ گیا ہے تو کیا ایسے موقع پر آپ اپنے مخالف سے دشمنی کریں گے؟ نہیں کریں گے بلکہ دونوں مل کر بچنے کی کوشش کریں گے اور اس وقت دونوں دوست ہو جائیں گے، دونوں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے کہ بھائی آگ لگ رہی ہے اس کو بجھانے کی کوشش کریں گے اس وقت ہم اپنے اختلاف نہیں دیکھیں گے، اس وقت ہم دونوں مل جائیں گے۔

صحیح مومن اللہ کے غضب و ناراضی سے اسی طرح ڈرتا ہے، اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے، اس کی پکڑ سے ڈرتا ہے اور اللہ سے اس طرح ڈرنے کا سبب یہ بنتا ہے کہ اللہ نے کہا کہ قیامت کے دن ہم تمہارا حساب لیں گے، اور تمہارے اعمال کے مطابق جزا و سزا دیں گے اگر برے اعمال ہیں تو جہنم اور اگر اچھے اعمال ہیں تو جنت دیں گے اس میں پورا پورا معاملہ ہوگا، وہاں رعایت نہیں ہاں اگر بعد میں اللہ رحم فرما دے تو اس کا فضل ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا تو جب ہم کو اس پر واقعتاً یقین ہوگا اور خدا سے واقعتاً ڈر ہوگا تو ہمیں بے حد فکر اس کی ہوگی کہ اللہ پاک ہم سے ناراض نہ ہوں، جب اللہ پاک کی رضامندی یا ناراضگی کی فکر ہوگی تو یہ سب چیزیں چھوٹ جائیں گی کہ فلاں نے ایسا کر دیا، فلاں نے

www.abulhasanalinadwi.org

ایسا کہا، مومن سوچتا ہے کہ فلاں نے ایسا ویسا کردیا تو کتنا نقصان ہوگا اس سے زیادہ نقصان تو اس میں ہے کہ آدمی اپنے عمل کے نتیجے میں جہنم میں پہنچ جائے، ہماری دنیا کتنی ہے اور کیا اہمیت رکھتی ہے وہ اگر برباد ہوجائے تو کتنا نقصان ہے اللہ سے ڈرنے والا یہ دیکھتا ہے ہماری دنیا برباد ہوجائے لیکن ہماری آخرت سنور جائے، جہاں ابدالآباد کی زندگی گذارنی ہے صحابہ کرام کے دل کی کیفیت یہی بن گئی تھی جب ان کو جہنم سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ واقعی ڈرتے تھے اور خوف زدہ ہوجاتے تھے اور آنسو جاری ہوجاتے تھے اوران باتوں میں پڑنے یا کرنے سے دور بھاگتے تھے جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں تلقین آئی ہے کہ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے فرمایا "اِتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ" اور ایسا ڈر واقعی پیدا ہوتا ہے، ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت کے بعد ارشاد فرمایا کہ امیر کی بات سنو اور مانو اور جب مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو خوب مانتا ہوگا تو یہ حکم بھی مانے گا اور سب لوگ امیر کی باتیں ماننے لگیں تو جھگڑا ختم ہوجائے گا اور غلط کام بھی ختم ہوجائے گا فرمایا: انہ من یعش منکم فسیریٰ اختلافاً کثیراً کہ بعد میں جو زندہ رہیں گے جب کہ ایمان کی کمزوری آجانے پر اختلافات اثر انداز ہونے لگیں گے تو وہ لوگ بڑا اختلاف دیکھیں گے، ایک دوسرے سے مخالفت اور نفرت رکھنے والے لوگ ہونے لگیں گے، ایسے وقت میں تم کو وصیت کرتا ہوں: علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المھدیین" کہ میرا طریقہ اور خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرو اور اس پر

www.abulhasanalinadwi.org

نظر رکھو کہ میں نے کیا کیا، اور ایسے مواقع پر صحابہؓ نے کیا کیا، خاص طور پر خلفائے راشدین کو دیکھو۔

سنت کے کیا معنی ہیں؟ سنت کے معنی طریقہ عمل کے ہیں اور ''السنۃ'' سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور سنت کی اضافت جس کی طرف کی جائے، اس کا طریقہ ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میری سنت پر عمل اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرو یعنی میرے طریقہ کو دیکھو اور اس کو اختیار کرو اور صحابہ کے طریقہ کو دیکھو اور اس کو اختیار کرو اگر میرے طریقہ پر عمل کرو گے اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو سامنے رکھو گے تو آپسی اختلافات و کشمکش اور مصیبت و آفت سے بچ جاؤ گے اور فرمایا کہ "عضوا علیھا بالنواجذ" یعنی اس کو دانتوں سے پکڑو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سنت اور صحابہ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو اگر ایسا کرو گے تو خطرہ سے بچ جاؤ گے "وایاکم و محدثات الامور" یعنی دین کے معاملہ میں نئی نئی باتیں ایجاد ہوں تو ان سے بچو" و ایاکم و محدثات الامور" اپنے کو بچاؤ اور بچو یعنی لوگ اپنے فائدوں کی غرض سے محض اندازوں سے دین کے اندر نئی باتیں کرتے رہتے ہیں ان سے بچو اور یہ دین کے معاملہ میں ہے، دنیا کے معاملہ میں نہیں، دنیا کے معاملہ میں آدمی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق کام کرے لیکن دین کے معاملہ میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کا معاملہ ہوتا ہے اس میں اگر کوئی نئی بات ایجاد کی جاتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں بتائی تو وہ ''محدث'' ہے یعنی نئی کردی گئی ہے، نئے نئے اختیار کردہ معاملات سے بچو جن کو

www.abulhasanalinadwi.org

لوگ دین بناتے ہیں حالانکہ وہ دین نہیں ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اور کہا یا کیا ہے یا صحابہ کرامؓ نے کہا اور کیا ہے اس کے علاوہ جو نئی چیز اختیار کی جائے گی وہ دین نہیں بلکہ بدعت ہے یا بدعت کا مطلب دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور دین کے اندر نئی بات ایجاد کرنا کسی کا حق نہیں کیوں کہ دین مکمل کر دیا گیا اور اعلان کر دیا گیا "الیوم اکملت لکم دینکم" میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا دین مکمل ہو گیا اب کوئی نئی بات دین میں داخل نہیں ہو گی۔

کل بدعة ضلالة: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نئی بات اور نئی ایجاد یعنی جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں سے الگ ہو گی، گمراہی ہو گی، ہدایت وہ ہے جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو ملی، گمراہی وہ ہے جو دین میں نئی بات اختیار کی گئی ہے، جس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کوئی سند نہیں اور رہنمائی نہیں ملتی وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے۔ ہمیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنا ہے تا کہ آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ملاقات مقدر ہو تو آپ یہ نہ فرمائیں کہ تم نے تو ہم کو خوش نہیں کیا صرف اپنے کو خوش کرتے رہے اور شان و شکوہ سے اپنا دل بہلاتے رہے اور ہماری سنتیں مٹتی رہیں، ہمیں سیرت پاک کے جلسوں میں اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور سامنے لانا چاہئے، اللہ پاک ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ان کتابوں کا مطالعہ کیجئے

خطباتِ مفکر اسلامؒ
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

چھ جلدیں Rs. 720/=

مقالاتِ مفکر اسلامؒ
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

دو جلدیں Rs. 240/=

خطباتِ ابرار
محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ

نقوش و تاثرات

Rs. 100/=

ملنے کا پتہ: مکتبہ ایوب کاکوری، لکھنؤ - ۲۲۶۰۱۷

☆☆☆

عربی تقاریر کی کچھ کتابیں

كيف تكون خطيباً؟

الجزء الاول، الجزء الثانی

☆☆☆

الخطب الدينية الجديدة

الجزء الاول، الجزء الثانی

☆☆☆

كن خطيباً!

الجزء الاول، الجزء الثانی

☆☆☆

ملنے کا پتہ: مکتبہ ایوب کاکوری، لکھنؤ - ۲۲۶۰۱۷

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری جلد منظر عام پر آنے والی نئی کتابیں

از قلم...... مولانا محمد کاظم صاحب ندوی

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملنے کا پتہ: مکتبہ ایوب کاکوری، لکھنؤ - ۲۲۶۱۰۷

www.abulhasanalinadwi.org